1454

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम मशाले ज़िन्दगी मालिक वे

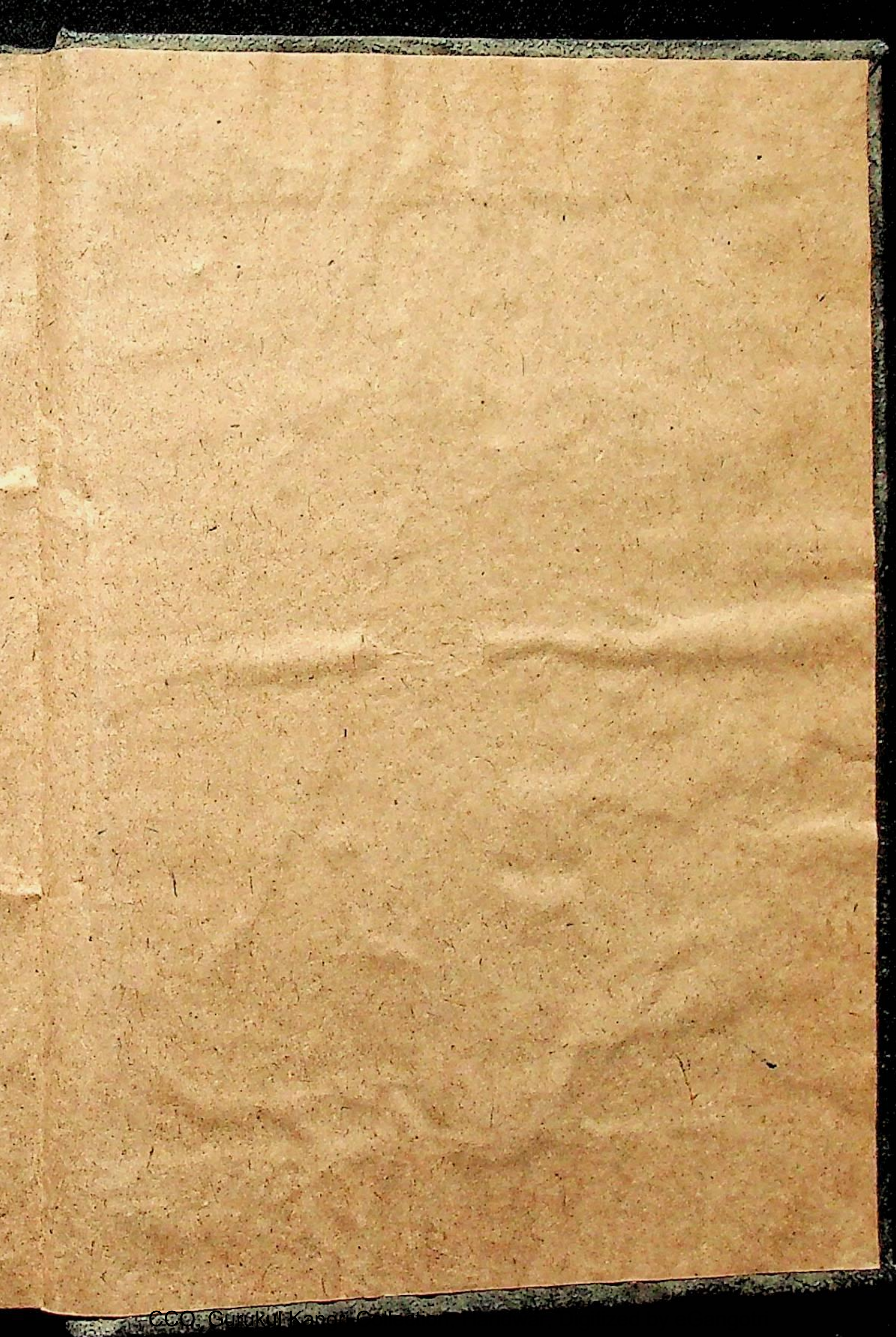
जीवन शिक्षा

लेखक प्रो० जगदीश मित्र शर्मा

प्रकाशन वर्ष

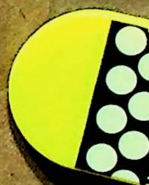
आगत संख्या 1454


1454,U



وفیسر جگدیش مِتر ہپنوٹسٹ





مشعلِ زندگی

المعروف بہ

جیون شِکھشا

ارتھات

دُکھی ۔ مایوس ۔ اور ناکامیابیوں سے گھبرائے ہوئے آدمیوں کو دلاسا دینے اُن کو کامیابی کا راستہ دکھانے اور نوجوانوں کی مستقبل زندگی کو روشن ۔ اور مُفید بنانے اور زندگی کی مشکلات کو حل کرنیکے لئے مفید ترین ہدایات کا مجموعہ

مُصنّفہ

پروفیسر جگدیش مِتر شرما ہپناٹسٹ ۔ حکیم حاذق وسموہنی ودیا وشارد

مینجر ناولسٹ ایجنسی لاہور

نے

باہتمام گوکل چند پرنٹر کے نیو سٹیم پریس لاہور میں شائع کیا

باہتمام گوکل چند پرنٹر کے سیوک سٹیم پریس لاہور میں چھپا

وجہ تصنیف

میں بہت دیر سے اس بات کی تلاش میں تھا۔ کہ کوئی کتاب ایسی ملے جو کہ نوجوانوں کو اپنی زندگی کی مشکلات کو حل کرتے اُن کی عادات کو بنانے اور اُن کو راستہ دکھانے کا کام دے لیکن باوجود تلاش کے مجھے کوئی کتاب اُردو اور ہندی میں ایسی نہ ملی اور جو چند کتابیں دیکھنے میں آئیں وہ بھی میرے اس خیال کو پورا نہیں کرتی تھیں اسی اثناء میں مجھے لارڈ ہسپیر فیلڈ کی کتاب دیکھنے کا موقع ملا۔ اس کو دیکھ کر مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ اس میں بہت سی باتیں میرے خیال کے مطابق پائی جاتی تھیں لیکن اُن سب سے مجھے اتفاق نہیں تھا۔ اُن میں بہت سی ایسی تھیں جو کہ انگلستان کے لئے چاہے مفید ہوں لیکن ہمارے بھارت کے نوجوانوں کے کام کی نہیں تھیں۔ اس لئے میرے دل میں اسی ڈھنگ پر ایک کتاب لکھنے کا وچار پیدا ہوا۔ یہ میں سوچ ہی رہا تھا۔ کہ پچھلے نومبر ۱۹۱۶ء میں میرا عزیز چھوٹا بھائی ہری متر ایک اکاس ہو کر اور تعلیم چھوڑ کر بمبئی چلا گیا۔ مجھے اس کا بہت ہی افسوس ہوا میرے دل میں فوراً یہ خیال مضبوط ہو گیا۔ کہ میں اسی کو مخاطب کر کے کچھ لکھوں۔ اسی کا نتیجہ یہ کتاب ہے اس سے اسکو اتنا فائدہ ہوا ہے۔ کہ جو اس کی طبیعت میں آوارگی یا لاپرواہی تھی۔ وہ سب دور ہو چکی ہے۔ اور اب وہ نہایت محنت سے اپنی تعلیم میں لگا ہوا ہے۔ عام طور سے جو نقص نوجوانوں کی طبیعت میں ہوتے ہیں۔ اُن سب کو دور کرنے کے طریقہ اور اُن کی موجودگی کے نقصانات اچھی طرح ظاہر کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ زندگی کو کامیاب اور فارغ [illegible] بنانے کے طریقے بھی اچھی طرح ظاہر کئے گئے ہیں۔ نیز جہاں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اپنے انوبھو کے مطابق روشنی ڈالی گئی ہے۔ وہاں لارڈ ہسپیر فیلڈ

نذر

میرے پیارے بھائی ہری مِتر جی!

مشعلِ زندگی کو لکھنے کا وِچار مجھے تمہاری وجہ سے ہی پیدا ہؤا ہے۔ اسلئے یہ تمہاری نذر ہے۔ پرماتما کرے کہ اِس چند روزہ زندگی کے تاریک لمحوں میں جب کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سُوجھتا۔ اور پاؤں راہِ راست سے پھسلنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ حقیقی مشعل ناری وجود سے نہیں بلکہ کاغذی وجود کے ذریعہ ہی تمہارے راستے کو روشن کرے۔ تاکہ تُم اُور تمہارے باقی نوجوان دوست اِس کی مدد سے گُمراہی کو چھوڑ کر امن اور سلامتی کی روشن اور خوشگوار منزل کی طرف بڑھ سکو۔

ماہ اگست سنہ ۱۹۱۷ء

تمہارا خیر اندیش

جگدیش مِتر

اِبتدائی کلمات

پیارے بھائی! دُنیا میں ہر ایک انسان کامیابی کا خواہشمند ہے۔ اور ہر ایک سُکھ چاہتا ہے لیکن وُہ اپنی لاعلمی سے بعض ایسی ٹھوکریں اپنی سفرِ زندگی میں اور خصوصًا ابتدائی منزل میں کھاتا ہے۔ کہ وُہ کامیابی کے شاہراہ سے بہت دُور چلے جاتا ہے اس لئے زندگی میں آنے والے نشیب و فراز سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے۔

پیارے بھائی! چونکہ تم ابھی نوجوان ہو۔ اور یہی عمر ہے۔ جہاں سب سے زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں۔ جو آگے چل کر زندگی کو تلخ بنا دیتی ہیں۔ اس لئے تمہارے سُکھ اور کامیابی کے لئے جن باتوں کی نہایت ضرورت ہے۔ وُہ میں تمہاری بہتری کے لئے نیچے لکھتا ہُوں۔ اگر تم نے اپنے جیون میں اُن کا خیال رکھا۔ تو میں خیال کرتا ہُوں۔ کہ تکالیف اپنا منحوس سایہ تم پر نہیں ڈالیں گی۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی تکلیف آ بھی جاویگی۔ تو وُہ ان ہدایات پر عمل کرنے سے ضرور دُور ہو جاویگی۔ یا وُہ اپنے نقصان رساں اثر کو تم پر نہیں ڈال سکیگی۔ ایشور تم پر اپنا کرپا کا ہاتھ رکھیں۔ اور عقلِ سلیم عطا کریں کہ جس سے تم اپنی سمجھ رکھتے ہوئے ان سے فایدہ اُٹھا سکو کیونکہ شیشہ اسی کو چہرہ دیکھنے میں مدد دیتا ہے۔ جس کی اپنی آنکھوں میں بھی روشنی ہوتی ہے۔ اسلئے ایشور تمہیں بَل دیویں۔ کہ جس سے تم مضبوطی سے اس میں لکھی ہوئی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آنند پیش۔ اور کامیابی کو حاصل کر سکو تمہارے لئے اور تمہاری عمر کے تمام نوجوانوں کے لئے میری یہی منگل کامنا ہے ایشور برت دیویں۔ اور زندگی میں کامیابی۔ راحت اور مسرت عطا فرماویں ✤

مہاتما وِدُر - چانکیہ - بھرتری ہری اور دوسرے مہاتماؤں اور عالموں کے اُمولیہ وچنوں کو نہایت محنت سے اکٹھا کر کے شردّھا - عزت اور شُکر گذاری سے اِس میں جگہ دی گئی ہے - سب لوگوں کو عموماً اور نوجوانوں کو خصوصاً زندگی کو خوبصورت - کامیاب اور سِیلا بنانے میں کتنی مُفید اور کتنی لابھ کاری ثابت ہوگی - اِس کا فیصلہ آپ ہی کو اِسکے مطالعہ کے بعد کرنا چاہیئے - میں تو صِرف اِس بات پر ہی اکتفا کرتا ہُوں - کہ جس طرح سے میرے عزیز بھائی نے اِس سے فائدہ اُٹھایا ہے - اِسی طرح سے اگر یہ چند نوجوانوں کی زندگیوں کو بنانے اور اُن کو راستہ دکھانے میں مددگار ثابت ہُوئی - تو میں اپنی محنت کو سپھل سمجھونگا ٭

جگدیش متر بکیریاں

مورّخہ ۱۹ ر مئی ۱۹۱۷ء

اپنے جیون سے نکالدو۔ تو تمہارا دُکھ اور درد دُور ہو جاویگا۔ پھر اُس کو پیدا نہ ہونے دو۔ تاکہ پھر اِس قسم کی تکلیف تم کو برداشت نہ کرنی پڑے میں جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہُوں۔ جہالت کا نتیجہ دُکھ ہے۔ اس لئے ہر پہلو میں اپنے علم کو ہمیشہ بڑھاتے رہو۔ جتنا زیادہ تم اپنے آپ کو قابُو میں رکھوگے اور جتنا زیادہ جذبات کو چھوڑ عقل کا سہارا لوگے۔ اتنے ہی زیادہ تم سُکھی اور خوش رہوگے۔ اور جہاں تک ہو سکے اپنے جیون کو اُس نظر سے دیکھو۔ جس نظر سے تم کو تمہارے دُشمن اور نکتہ چین دیکھ رہے ہیں۔ اس طرح دیکھتے ہوئے جو جو نقائص تم کو نظر آتے جاویں۔ اُن کو ہمیشہ رات دن دُور کرنے کا یتن کرتے رہو اور اچھی طرح یاد رکھو کہ نیک چلنی ہی تمام قسم کے سُکھوں کا مخزن ہے۔ اس لئے نیک چلن بنو۔ نیک چلنی سے جہاں انسان کو قلبی اطمینان ملتا ہے۔ وہاں نیتی پُورک کاروبار کرنیسے دُنیاوی زندگی اعلیٰ ہو سکتی ہے۔ صرف نیک چلنی ہی انسان کی دُنیاوی زندگی میں کامیابی کا باعث نہیں ہو سکتی۔ جبتک کہ دُنیاوی قواعد کی پابندی بھی زندگی میں داخل نہ کی جاوے۔ مثلاً ایک آدمی نہایت ایماندار اور نیک چلن ہے لیکن ایمانداری اور نیک چلنی کے ہی غرور میں اپنے اندر اتنا اینٹھا رہتا ہے کہ اور کسی کی سُنتا ہی نہیں۔ اور اگر کوئی کُچھ کہے بھی۔ تو غصہ سے لال پیلا ہو جاتا ہے۔ اور برداشت نہیں کر سکتا۔ ایسا شخص کسی قدر بیخوف اور بے فکر رہ سکتا ہے لیکن دُنیاوی لحاظ سے وُہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسلئے زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے سماج کے اندر چند قواعد کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ اُن کی پرواہ نہ کرنے سے سُکھی جیون ہونے کی بجائے اُلٹا آدمی تکالیف اور دُکھوں میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ دُنیا تمام نیک دِل اور سیدھے آدمیوں سے ہی بھری ہوئی نہیں ہے۔ بلکہ پیچیدہ اِنسانوں سے بھری ہوئی ہے اس دُنیا میں سوچ سمجھکر قدم رکھو۔

دُکھ کیوں پیدا ہوتا ہے؟

اندھیرے میں چلتا ہوا اِنسان جس طرح ٹھوکریں کھاتا اور تکلیف برداشت کرتا ہے۔ اسی طرح جہالت اور مورکھتا کے کام کرنے سے اِنسان دُکھی ہوتا ہے لیکن دُکھ درحقیقت کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جو ایشور کی طرف سے ہم پر زبردستی لگائی گئی ہے۔ کہ جس کا دُور ہونا ناممکن ہو۔ ناتجربہ کاری سے انسان جو کام کرتا ہے۔ اُس میں ناکامیاب بھی ہوتا ہے۔ اور تکلیف بھی اُٹھاتا ہے لیکن جب ایک دفعہ ناتجربہ کاری یا لاعلمی کے باعث ایک کام کرتے ہوئے تکلیف اُٹھائی جاتی ہے۔ تو دوسری دفعہ ہمیں اُس کا عِلم اور تجربہ ہو جاتا ہے پھر ہم اُس کو پہلی دفعہ کی طرح نہیں کرتے۔ یا وُہ کام نہیں کرتے۔ جس سے کہ تکلیف پہنچی تھی۔ اس طرح دُنیا میں تمام قسم کی تکالیف جو انسان پر آتی ہیں اُس کے عِلم اور تجربہ کو زیادہ بنانے کے لئے ہی آتی ہیں۔ اگر ان تکالیف کے ذریعہ پیدا شُدہ عِلم سے انسان ایک دفعہ فائدہ اُٹھالے۔ اور پھر اُس عِلم کے ذریعہ جو اُسکو تکلیف نے مہیا کیا ہے۔ فائدہ اُٹھاتا ہُوا وُہ کام نہیں کرتا۔ تو پھر وُہ اُس قسم کی تکلیف سے بچ جاتا ہے۔ اسلئے اگر تم کسی تکلیف میں ہو۔ تو اُس سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور اُس حاصل شُدہ سبق سے فائدہ اُٹھا کر آگے کو تکلیف سے بچ جاؤ۔ تکلیف کوئی تم سے علیحدہ چیز نہیں۔ اُس کے پیدا کرنے والے تم آپ ہی ہو۔ اسلئے ایسے وقت میں اپنے اندر سوچا کرو۔ کہ کونسی غلطی کا نتیجہ یہ تکلیف ہے۔ جب تم غور کرو گے تو تم کو اپنی تکلیف کے اندر چھپی ہوئی اپنی غلطی نظر آجاویگی۔ جس وقت تمہیں اُس کا عِلم ہو جاوے فوراً اُس کو

سمجھتا تھا - کہ مجھ جیسا کوئی عقلمند نہیں ہے۔ لیکن جب عقلمندوں کی صحبت میں بیٹھنا شروع کیا - تو معلوم ہوا کہ مجھ سا کوئی مورکھ نہیں"۔ اور اگر تم کو ملنے والا شخص واقعی کم عقل اور چھوٹی پوزیشن کا ہے۔ تب بھی اس کا ادر اور اسکی ہنسی نہ کرو اور نہ ہی لاپرواہی کا اظہار کرو۔ کیونکہ کم علمی کوئی ہنسی کرنے والی بات نہیں ہے - اس حالت سے ہر ایک کو گذرنا پڑتا ہے۔ اسلئے ایسے شخص کی نہایت غور سے بات سنو اور اچھی طرح جواب دو تاکہ وہ آپ کے مطلب کو بخوبی سمجھ سکے - اور تم سے کوئی وہ برا سبق حاصل کر کے نہ جاوے۔ چونکہ لاپرواہی مورکھتا اور زندگی میں ناکامیابی کا باعث ہے - اور بعض وقت معمولی سی لاپرواہی سخت خطرناک نتائج پیدا کر دیتی ہے۔ اسلئے اگر سکھ اور کامیابی چاہتے ہو - تو لاپرواہ کبھی مت بنو۔

لاپرواہی

زندگی کو سُکھی بنانے کے لئے اس بُری عادت کا جو اکثر تمہاری عُمر کے نوجوانوں میں
ہوتی ہے قطعی طور سے ترک کر دینا نہایت ضروری ہے۔ لاپرواہ آدمی سخت بدقسمت
ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دُنیا گنبد کی آواز ہے۔ اگر تم لاپرواہی کروگے۔ تو دُنیا تم سے
لاپرواہ رہے گی۔ لاپرواہی کوتہ اندیشی اور سُستی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ دونو
ہی ایسی باتیں ہیں۔ کہ ان کا عادی کبھی ترقی اور عزت حاصل نہیں کر سکتا۔ ایک شخص
چل کر تمہارے پاس آتا ہے۔ یا تمہارے ساتھ بات چیت کرتا ہے یہ کتنی بدتہذیبی
ہے۔ کہ تم اُس کی کچھ پرواہ نہ کرو۔ ایسا کرتے ہوئے تم اس کی سخت ہتک کر رہے ہو
اور ہتک قابلِ معافی گناہ نہیں ہے۔ لاپرواہ نہ تو اپنے ساتھیوں اور اپنی منڈلی
کو ہی سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی وُہ اپنے دوستوں اور تعلق داروں کے ساتھ صادق
رہ سکتا ہے۔ کیونکہ وہاں فرائض کو نہایت ہوشیاری سے ادا کرنے کی ضرورت ہے
اگر تم اپنے دوستوں اور تعلق داروں کے دُکھ سُکھ میں حصّہ نہیں لیتے۔ اور اُن سے
لاپرواہ رہتے ہو۔ تو تم اپنے عمل سے اپنے تعلق داروں اور دوستوں کی تعداد
کم کر رہے ہو۔ جو کہ آئندہ تمہاری زندگی میں ناکامیابی کو لانے کا باعث ہوگا
اور مجھے تو لاپرواہ شخص بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ درحقیقت وُہ اپنے رویہ سے
اپنے ملنے والے کی ہتک کر رہا ہے۔ ایسے آدمی کوتہ اندیش اور بیوقوف ہوتے ہیں
کیونکہ وُہ سمجھتے ہیں۔ کہ "ہم اپنے ملنے والے سے زیادہ عاقل اور بڑی پوزیشن والے
ہیں۔ اسلئے اپنے ملنے والے معمولی آدمی کی طرف توجہ دینا فضول ہے" [illegible] سے
اُن کی مغرورانہ طبیعت اور بیوقوفی کا اظہار ہوتا ہے۔ کیونکہ علم اور عقل کی کوئی حد
نہیں ہے۔ جیسا کہ مہاتما بھرتری ہری نے لکھا ہے۔ کہ "جب میں مُورکھ تھا۔ تو

بیٹھے ہوئے آدمیوں کے اعضاؤں اور اُن کے چہرے کے حالات اور اُن کے خیالات کے اظہار سے تم کو اُن کی دلی خواہشات جانچ لینی چاہیئے لیکن اتنی جلدی ہو کہ وُہ آدمی تم کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھ سکیں اور وہ یہ نہ سمجھ سکیں۔ کہ تم اُن کی طرف ٹکٹکی لگا کر اُن کی اندرونی پڑتال کر رہے ہو۔ اس قسم کی اندرونی پڑتال زندگی میں بڑے کام کی ہوتی ہے۔ اور ابھیاس سے یہ عادت ہو جاتی اور یہ قابلیت حاصل ہو جاتی ہے کہ جس سے دوسروں کی جانچ اچھی طرح کی جا سکتی ہے لیکن یہ سب کام طبیعت کو یکسو کرنے اور توجہ کو ایک طرف لگانے کا ہے۔ اس کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر تم سبھا سوسائٹی یا کلاس میں جا کر توجہ کو اپنے قابو میں نہیں رکھو گے۔ تو تم بیوقوف کی طرح کچھ سمجھ نہیں سکو گے بیوقوف اور اُس آدمی میں جو توجہ کو ایک طرف نہیں رکھ سکتا۔ صرف اتنا ہی فرق ہے کہ بیوقوف میں سوچنے کا مادہ پہلے ہی نہیں ہوتا۔ اور جو توجہ نہیں دے سکتا۔ ایمیں اُس وقت سوچنے کا مادہ نہیں ہوتا۔ جب کہ اُس کی توجہ دوسری طرف ہوتی ہے۔ کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ دُنیا میں ہم پوری طرح توجہ دیئے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ علم اور گیان حاصل کرنے کے لئے تو بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے بوڑھے آدمی ایسے ہیں۔ کہ جنہوں نے صرف اِس کمی کے باعث اپنی لمبی عُمر گذارنے پر بھی کچھ نہیں سیکھا۔ اور اُن میں ابھی تک بچپن بنا ہُوا ہے۔ دُنیا میں ہم بہت حالات سے گذرتے اور مختلف اشیا اور ممالک کو دیکھتے ہیں۔ اگر ہم لاپرواہ اور بے توجہ رہیں۔ تو لمبی عُمر گذارنے پر بھی کورے ہی رہیں گے اور ہمیں کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اسلئے دُنیا میں ہر طرح سے باخبر اور محتاط رہو۔ مثلاً تمہارے گھر میں ایک مہمان آتا ہے۔ تم کو چاہیئے کہ تم اُس کی طرف اپنی [illegible] توجہ دو۔ اور اُسکی ضروریات سے کبھی لاپرواہ مت بنو۔ بلکہ جو اشیا اُسکو پسند ہیں۔ وُہ گھر میں بنوا کر اُسکو کھلاؤ۔ اور باتوں ہی باتوں میں اُسپر ظاہر کر دو۔ کہ فلاں ذریعہ سے ہمیں معلوم ہُوا۔ کہ آپ فلاں چیز کو بہت پسندیدگی سے کھاتے اور استعمال

توجّہ

بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ وُہ اپنی توجہ کو اُس مضمون کی طرف پُوری طرح نہیں رکھ سکتے جو اُن کے سامنے ہے۔ اگر وُہ سبھا میں بیٹھے ہیں۔ تو خیالات اُن کے گھر یا کسی تماشہ گاہ میں لگے رہتے ہیں۔ اگر وُہ کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں۔ تو من میں یاد وُہ رات بھر گذری ہوئیں اپنی یا اپنے دوستوں کی باتوں کا کرینگے۔ اگر ایسے طالب علم جماعت میں بیٹھتے ہیں۔ تو وُہ اُستاد کی طرف توجہ دینے کی بجائے اور ہی خیالات سوچتے رہیں گے۔ ایسا کرنے سے وُہ کسی کام میں نہ تو کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی لائق بن سکتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ من ہمیشہ ایک وقت میں ایک ہی کام کرتا ہے۔ کبھی ایسا خیال مت کرو۔ کہ کان ہمارے ایک طرف اور من ہمارا دوسری طرف کام کرسکتا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ دُنیا میں آج تک جو انسان کامیاب ہوئے ہیں۔ وُہ صرف وہی ہوئے ہیں۔ جو اپنی توجہ کو ایک طرف رکھنا جانتے تھے۔ اُنہوں نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ کہ ہاتھوں میں تو کتاب ہو لیکن من اُس کتاب کیا اُس گھر سے بھی باہر گھوم رہا ہو جس میں کہ وُہ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ درحقیقت من کو ایک طرف لگائے بغیر کوئی کام دُنیا میں مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اپنے من کو اُس مضمون کے باہر نہ جانے دو۔ جو کہ تمہارے سامنے ہو۔ جو آدمی ایک وقت میں اپنی توجہ کو قائم رکھ لیتے ہیں۔ اُن کو دن بھر میں تمام کام کرنے کا وقت مل جاتا ہے۔ اور اُن کے تمام کام مکمل ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو اپنے خیالات میں منتشر رہتے ہیں۔ وُہ کبھی اور کسی کام کو بھی تکمیل تک نہیں پہنچا سکتے۔ وُہ شخص جو اپنی توجہ کو قائم نہیں رکھ سکتا بیوقوف اور وچار ہین ہوتا ہے۔ اسلئے میں پھر لکھتا ہوں۔ کہ جو مضمون۔ جو چیز یا جو [illegible] تمہارے سامنے ہیں۔ اُن سب پر تم کو پُوری توجہ دینی چاہئے۔ اگر تم کسی منڈلی میں بیٹھے ہوئے ہو۔ تو اُس جماعت میں ہونیوالی تمام باتوں کو غور سے سنو اور دیکھو وہاں پر

تہذیب

تہذیب کے معنے بُہت وسیع ہیں۔ اور ان میں وُہ تمام قواعد آجاتے ہیں جن کا ہمیں دوسروں کے ساتھ سلوک کرنے میں استعمال کرنا چاہئے لیکن موٹے طور سے یہ کہے جا سکتے ہیں۔ کہ اُن قواعد کے مجموعہ کو ہی تہذیب کہتے ہیں۔ کہ جن کا استعمال کرتے ہوئے ہم دوسروں کو اپنی طرف کشش کر سکتے ہیں۔ سوسائٹی کے امن اور اپنے آرام کو زیادہ بڑھا سکتے ہیں۔ جب ایک آدمی اپنے جسم سے باہر نظر مارتا ہے۔ تو اُس کو اپنے چاروں طرف ایک بُہت بڑی اور وسیع دُنیا معلوم ہوتی ہے۔ اس میں اس کا تعلق مختلف عورت اور آدمیوں سے ہوتا ہے۔ اگر وُہ اپنی زندگی میں اُن سب کے ساتھ اپنے تعلقات کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اور کسی قواعد کی پابندی نہیں کرتا۔ اور من مانی کارروائی کرنا چاہتا ہے تو وُہ نہ صرف خود دُکھی ہو جاتا ہے۔ بلکہ بُہت سے انسانوں کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے پس جو شخص جتنا دوسروں کے جذبات کو کم سمجھتا ہے۔ اور دوسروں کے اندر بدامنی کو پیدا کرتا ہے۔ وُہ اتنا ہی بدتہذیب اور بیوقوف شمار کیا جاتا ہے۔ ایسے آدمیوں کو سیدھا کرنے کے لئے ہی جیل خانے وغیرہ بنائے گئے ہیں۔ تاکہ زبردستی وُہ وُہ قواعد سیکھیں جنکو اُنہوں نے پیشتر ازیں نظر انداز کر دیا تھا۔ ہمارا تعلق اس دُنیا میں کئی قسم کا ہے۔ مثلاً پہلا تعلق انسان کا اپنے والدین سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس کو اس دُنیا میں لانے کا وہی ذریعہ ہوتے ہیں۔ اسلئے پہلے فرائض بھی انسان پر اپنے والدین کے متعلق ہی ہیں۔ جو شخص گھر میں ان سے باامن نہیں رہ سکتا۔ وُہ پرلے درجے کا بیوقوف اور بدتہذیب گنا جاتا ہے۔ ایسے شخص سے ہر ایک کانپتا اور نفرت کرتا ہے۔ تہذیب کا پہلا انگ یہاں سے ہی شروع ہوتا ہے۔ اسلئے اپنے ماتا پتا کی دلی پریم اور شردھا سے عزت کرنی اُن کے حُکم کو ماننا اور اُن کی خوشی کو مقدم سمجھنا چاہئے۔ بدزبانی کرنا

کرتے ہیں۔ اسلئے ہم اُس چیز کو بنانے میں کامیاب ہوئے۔ گو یہ باتیں تم کو چھوٹی اور معمولی معلوم ہوتی ہوں لیکن ان معمولی باتوں پر دھیان دینے سے تم ان اصحاب کو بہت خوش کر سکو گے۔ اور اپنی طرف کھینچ سکو گے۔ جو تم سے ملے ہیں یا تمہارے گھر آئے ہیں۔ ان معمولی باتوں کو اگر تم نظر انداز کر جاؤ گے۔ تو بہت سے آدمیوں کو خواہ مخواہ تم ناراض کر لو گے۔ اگر وہ تم سے ناراض نہ بھی ہونگے۔ تب بھی وہ تمہارے دوست نہیں رہیں گے۔ اور تم کو بے پرواہی سے یاد کرینگے۔ جو آدمی معمولی باتوں پر توجہ نہیں دیتا۔ وہ پھر بڑی باتوں کو بھی لاپرواہی سے دیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے جس سے زندگی میں ناکامیاب ہو جاتا ہے۔ اسلئے اگر تم اپنی توجہ کو اپنے قابو میں رکھتے ہوئے ذرا ہوشیاری اور تہذیب سے کام کرو گے۔ تو ہر پہلو میں کامیاب ہونے کی اُمید کر سکتے ہو۔

بہت ہوشیار رہنا چاہیئے۔ یعنی اُن کے سامنے کبھی اُن کی اجازت بغیر اونچی جگہ مت بیٹھو۔ اگر تم اُن کی غیر حاضری میں کہیں بیٹھے ہوئے ہو۔ تو جب وہ آویں۔ تو اپنی جگہ سے کھڑے ہو جاؤ۔ اور اُن کو اُس جگہ یا اور اچھی جگہ بٹھاؤ۔ اور خود اُنکی اجازت کے مطابق دوسری جگہ پر بیٹھو۔ اُن کے کھانے کے بعد خود کھانا چاہیئے۔ اور دوسرے ایسے موقعوں پر جب کہ نوکر پاس نہیں ہے۔ اور اُن کی خدمت کی ضرورت پڑ گئی ہے تو کبھی نوکر کا انتظار مت کرو۔ فوراً وہ کام خود کر کے اپنے فرض کو پورا کرو۔ اُن کے سامنے ہمیشہ نرمی، حلیمی اور مؤدبانہ طریقہ سے بات چیت کرنی چاہیئے۔ اگر تم اپنے پتا کے ساتھ کسی جگہ جا رہے ہو۔ تو اُس حالت کے سوائے کہ اگلا راستہ خراب ہو۔ اور اُس کو صاف کرنے کی ضرورت ہو۔ یا ایسے ہی اور خاص موقعوں کو چھوڑ کر ہمیشہ اُن کے بائیں ہاتھ کی طرف کچھ پیچھے رہ کر چلو۔ استاد چونکہ نئی زندگی دینے والا دوسرا باپ ہوتا ہے۔ اسلئے تمہارا سلوک اُس کے ساتھ بھی ویسا ہی ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ تم اپنے والد کے ساتھ سلوک کرتے ہو۔

• دوسرا فرض یا تہذیب کا دوسرا انگ اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ سلوک کرنے میں آجاتا ہے۔ جو شخص اپنے پیارے بھائی بہنوں کی خوشی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ وہ بھی مہذب انسانوں کی فہرست میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔ مشق کرنے کی ٹھیک جگہ گھر ہی ہے اسلئے اگر تم اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ سلوک کرنا نہیں جانتے۔ تو دوسرے آدمی اور عورتوں سے کیسے کر سکو گے۔ اسلئے زندگی میں اُن فرائض کا پورا کرنا بھی انسان کا اعلیٰ فرض ہے۔ جو کہ اُس کے اپنے بھائی بہنوں کی طرف ہیں۔ ان کے ساتھ سلوک میں کچھ اختلاف ہے۔ کچھ فرض تو چھوٹے بھائی اور بہنوں کی طرف ہیں۔ اور کچھ بڑے [illegible] اور بہنوں کی طرف ہیں۔ بڑے بھائی اور بہن کی طرف تمہارا سلوک۔ نمونا پریم اور ادب کا ہونا چاہیئے۔ بڑے بھائی کے ساتھ سلوک کرتے ہوئے اُن طریقوں

ہٹھ کرنا۔ یا غصہ میں آکر کچھ برا بھلا کہہ دینا کبھی بھی زیبا نہیں۔ بلکہ ان واہیات خیالات کو اپنے من میں بھی جگہ نہ دینی چاہئے۔ کتنی تعلیم حاصل کر جاؤ۔ کتنے دولتمند ہو جاؤ اور کتنی جاہ و حشمت کو کیوں نہ حاصل کر جاؤ۔ کبھی اپنے والدین کے فرائض کی طرف سے غافل مت بنو۔ ہمیشہ تن من۔ دھن سے اُن کی سیوا میں مشغول رہو۔ جس لڑکے نے اپنی خدمت گذاری اور سیوا سے اپنے والدین کو خوش کر دیا۔ بس اُسی نے اپنا جنم سپھل کر لیا۔ تم کو زیادہ تبلانا فضول ہے۔ تم خود بہت سمجھتے ہو۔ اور تم نے سروَن کمار کی کتھا سُنی ہوگی۔ جس نے اپنے اندھے والدین کو کندھوں پر اُٹھا کر تمام تیرتھوں کی سیر کرائی اور رات دن اُن کی خدمت میں کمربستہ رہا۔ جب کبھی وُہ تلخ کلامی سے پیش آتے تب بھی اپنی حلیمی کو نہ چھوڑتا۔ اور برابر اُن کی خدمت میں لگا رہتا۔ آخر کار اُنہی کی سیوا میں اُس نے اپنے پران چھوڑے۔ اسی طرح مہاراجہ رام چندر جیسا با اقتدار جوان راجہ والد کے اور وُہ بھی سوتیلی ماں کے مُنہ سے الفاظ سُنکر راج دربار کو لات مار کر عشرتوں سے مُنہ موڑ جنگل کا راستہ لیتا ہے۔ جوشیلا بھائی لکشمن منع کرتا ہے۔ سگی ماں منع کرتی ہے لیکن نہیں وُہ اپنے والد کی حکم عدولی نہیں کرتا۔ اور اُن کو نمسکار کر کے ایودھیا کو چھوڑتا ہے۔ ممکن ہے کہ تمہارے دل میں خیال پیدا ہُوا ہو کہ اگر کسی بات میں ماتا و پتا کے اندر اختلاف ہو تو پھر دونوں کا حکم کیسے بجا لایا جا سکتا ہے۔ پیارے ایسی حالت میں ہمیشہ والد کا حکم ماننا ہی فرض ہے۔ کیونکہ والد اپنی عورت اور اپنے پُتر دونوں کا مالک ہے۔ اسلئے ایسے وقت میں والد کے حکم کو ہی ماننا چاہئے۔ جیسا کہ مہاراجہ رام چندر جی اور پرسرام جی نے کیا تھا۔ میں نے لکھا ہے کہ ماں باپ کی عزت کرنی چاہئے۔ لیکن ہمارے من میں کیسے ہی آدر اور عزت کے خیالات کیوں نہ ہوں۔ اگر ہم عمل میں اُن کا اظہار نہ کریں تو وُہ بے فائدہ اور فضول ہیں۔ اسلئے محبت اور عزت وغیرہ کا اظہار اُن افعال [illegible] ہے جو جس کے لئے عمل کرتا ہُوا ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے اپنے ماتا پتا کے متعلق عمل کرتے ہوئے

کا اظہار وقتاً فوقتاً اپنی زبان اور عمل سے کرتے رہو۔ اور اُن کی جائز خواہشات کو
پُورا کرنے کی کوشش بھی کیا کرو۔ اگر تم اپنے خاندانی بھائی بہنوں سے زیادہ لائق اور
عقلمند ہو گئے ہو۔ تو اُن سے لاپرواہ اور اُن کے متعلق فرائض کو نظرانداز کرنے
کی بجائے زیادہ پریم اور ہمدردی۔ مٹھاس بھرے طریقہ سے اُن سے سلوک
کرو۔ اسی میں تمہاری دانائی پوشیدہ ہے۔ یاد رکھو کہ پریم اور ہمدردی کے چند
الفاظ نہ صرف معمولی حالت میں نہایت عمدہ اثر کرتے ہیں۔ بلکہ تکلیف کی حالت میں بھی
نہایت خوشگوار اور گہرا اثر کرتے ہیں۔ اسلئے محبت بھری اور ہمدردانہ گفتگو کرنا سیکھو
لیکن ساتھ ہی یاد رکھو کہ تم دھوکے سے کبھی محبت کو بڑھا نہیں سکوگے۔ اسلئے اپنے
بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ حادق رہو مثلاً تمہارا چھوٹا بھائی یا دوست ہے
جب وُہ تم کو ملتا ہے۔ تو تم نہایت پریم سے ملتے ہو۔ اور اسکی دلجوئی کرتے ہو لیکن اس
کی غیر حاضری میں اُسکی نندا اور شکایات اُس کے بھائی یا اُس کے والد یا اور کسی شخص
کے ساتھ کرتے ہو۔ تو کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ اس طرح تم اپنی محبت کو زیادہ بڑھانے
میں کامیاب ہوگے۔ اس صُورت میں چاہے تم کتنے ہی میٹھے کیوں نہ بنو۔ تم کبھی اپنا خوشگوار
اثر اُسپر نہیں ڈال سکتے۔ بالآخر تمہاری مکروہ چالیں فاش ہونگی۔ ان کے ظاہر ہونے کے
ساتھ ہی تمہاری بناوٹی محبت وغیرہ سب دُور ہو جاویگی۔ پھر محبت کی بجائے وُہ تم سے
نفرت کرنے لگیگا۔ اسلئے اپنے جیون میں اس چال کو جو کہ کوتہ اندیش کیا کرتے ہیں۔
کبھی داخل نہ کرو۔ اور کبھی دوسرے کی نندا کر کے اپنے پریم کو کسی کے ساتھ مت بڑھاؤ
کیونکہ اس قسم کا تعلق دیرپا نہیں ہوتا۔ اسلئے ہمیشہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ
حادق رہو۔ اگر تم نے کوئی نقص اپنے بڑے بھائی یا چھوٹے میں دیکھا ہو۔ تو اس کو اس
کو اس حد تک نظرانداز کر دو جس حد تک کہ وُہ قابلِ معافی ہے۔ اور اگر تم خیال کرو
کہ اس عیب کے بڑھ جانے سے تمہارے بڑے یا چھوٹے بھائی کی زندگی خراب ہو جاویگی

کا استعمال کرنا چاہیئے۔ جو اُوپر پتا کے ساتھ سلوک کرنے میں لکھے گئے ہیں لیکن کسی
قدر آزادی کے ساتھ اور چھوٹے بھائی بہنوں کے ساتھ ہمیشہ دلی محبّت اور دلجوئی
کا سلوک کرنا چاہیئے۔ اور اُن کی حسب لیاقت اُن کا آدر ستکار بھی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ
آتم پریتی اور خودداری کا جذبہ ہر ایک انسان میں قدرتاً پایا جاتا ہے۔ اگر تم اُن کے
جذبات کی پرواہ نہ کروگے۔ تو وُہ تم سے ناراض ہو جاوینگے۔ اور پھر تمہارے درمیان
غلط فہمی شک شکوک کا پیدا ہو جانا لازمی ہوگا۔ جس سے بالآخر محبّت کی رسّی قطع ہو
جاویگی۔ ممکن ہے کہ تم اس میں اپنا کوئی نقصان نہ سمجھو لیکن یہ غلطی اور مورکھتا ہے اور
تمہاری چنچلتا کا ثبوت ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنے گھر سے ہی لاپرواہی کا سبق پڑھ رہے ہو
تو باہر تم اپنے اِرد گرد دوست اکٹھا نہ کرسکوگے۔ اور اگر تم نے دوست اکٹھے کر بھی لئے
تو تب اُن کو تمہاری اصلیت اور تمہارا اوچھا پن معلوم ہو جاویگا۔ تب وُہ تم سے متنفر ہو
جاوینگے۔ اور جتنی تمہاری زندگی میں سلوک کی مٹھاس اور کشش کی کمی ہوتی جاویگی
اُتنا ہی تمہارا جیون ناکامیابی اور دُکھ کی طرف بڑھتا جاویگا۔ اسلیئے اپنے بھائی
بہنوں کے ساتھ چاہے وُہ چھوٹے ہوں یا بڑے کبھی سلوک میں غیر محتاط نہ بنو۔

تیسرا فرض تمہارا پھر خاندان کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ اپنے خاندان کے جو استری
پُرش ہیں۔ چاہے وُہ تم سے چھوٹے ہیں یا بڑے۔ اِن کے ساتھ سلوک کرنے میں تمکو سب
سے زیادہ محتاط ہونیکی ضرورت ہے۔ کیونکہ اپنے ماتا پتا اور بہن بھائی تمہاری غلطیوں
کو ہمیشہ نظرانداز کرسکتے ہیں لیکن دوسرے [illegible] ایسا کرنے کے لئے طیار نہیں۔ اسلئے
جو خاندانی بزرگ ہیں۔ اُن کے ساتھ تم اپنے والد جیسا سلوک کرو۔ اور اُن کے سامنے
ہمیشہ حلیم رہو۔ اور مؤدبانہ طریقے سے بات چیت کرو۔ اپنی بات چیت میں نرمی [illegible]
اور حلیمی کو کبھی نہ چھوڑو۔ دوسروں کو قابو کرنیکا یہ ایک اعلیٰ ذریعہ ہے۔ اپنے خاندانی
بھائی بہنوں کے ساتھ سلوک میں بھی کبھی لاپرواہ مت بنو۔ اُن کے ساتھ محبّت اور ہمدردی

کیونکہ اپنی لیاقت اور اعلیٰ صفات کو دکھانے کا یہی موقعہ ہے۔ بعض آدمی نہایت
غیر محتاط ہوتے ہیں۔ وہ جب سبھا میں جاتے ہیں تو بعض ان سے ایسی حرکات سرزد ہوتی
ہیں کہ جن کی وجہ سے اُن کی ہنسی اور نرادر ہوتا ہے۔ ایسا غیر محتاط آدمی جب سبھا
میں جاتا ہے۔ تو بہت ممکن ہے سبھا جاتا ہی گھبرا کر ٹھوکر کھا جاوے۔ یا دھوتی
پاؤں میں اُلجھ جاوے۔ چھڑی گر جاوے یا ایسی جگہ جا کر بیٹھ جاوے۔ جو کہ اس کے
لائق نہیں ہے۔ یا اور ہی بے تعلق باتیں شروع کر دیوے کہ جس سے بجائے محبت کے
لوگ اُس سے نفرت کرنے لگ جاویں۔ اسلئے پبلک میٹنگ کو چھوڑ کر اول تو بغیر بلائے
کسی بھی منڈلی میں مت جاؤ لیکن جب جاتے ہو تو پھر احتیاط رکھو۔ اور پہلے سے ہی
سب کچھ درست کر رکھو تاکہ اس وقت گھبراہٹ نہ پیدا ہو سنجیدگی سے اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ
جاؤ۔ اور اگر جگہ بھری ہوئی ہے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ آگے جانے کے لئے راستہ نہیں ہے
تو کبھی بھی دھکا دیکر آگے مت جاؤ۔ بلکہ آسانی سے جہاں جگہ ملتی ہے۔ وہاں بیٹھ کر
یا کھڑے ہی رہکر وہاں کی کارروائی کو غور سے سنو اور دیکھو۔ یاد رکھو کہ چھوٹی سے
چھوٹی اور نہایت مختصر منڈلی میں بھی بیٹھکر چاہے وہ منڈلی تمہارے دوستوں کی ہی
کیوں نہ ہو کبھی لاتعلق بات نہ کرو۔ ہمیشہ موقعہ محل کے مطابق گفتگو کیا کرو۔ اور کبھی
اپنی آپ ہی تعریف نہ کرو۔ اگر تم اپنی بڑائی اور عزت کا راگ اپنے منہ سے ہی الاپا کرو گے
تو لوگ تم پر ہنسا کرینگے۔ اُن کے دل میں تمہارے لئے عزت کا خیال نہیں ہوگا جس
جگہ جاؤ۔ وہاں جا کر اپنی پچھلی گذری ہوئی عمدہ باتوں کی کہانی سنانی شروع کرنے کی
بجائے تمہارا طریقہ سلوک ایسا ہونا چاہئے کہ جس منڈلی میں تم بیٹھے ہو۔ وہی منڈلی
تمہاری اس قسم کی عزت کرنے پر مجبور ہو جس کا کہ تم کو فخر کر کے تم سنانا چاہتے تھے۔ ایسا
ہونا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اس کے لئے صبر اور تحمل و عاجزی کو اپنے اندر داخل کرنا چاہئے
اور لائق اور مہذب آدمیوں کے برتاؤ کے طریقوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ ان سب باتوں

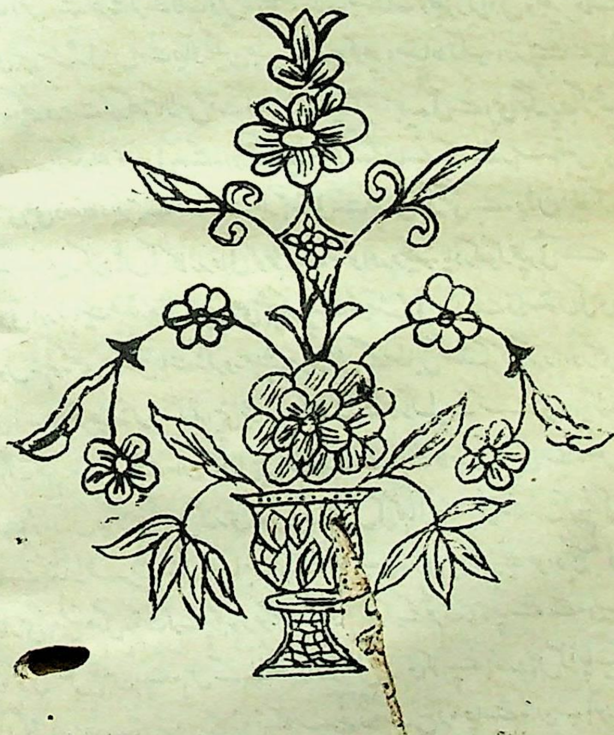
تو اُس کو نرمی اور محبت سے اور اگر ضرورت ہو تو کسی قدر سختی سے سمجھا دو۔ اور اگر وہ
سمجھتا نہیں ہے۔ اُسکو کھلا چھوڑ دو۔ زمانے کا ہاتھ خود اُسکو سیدھا کر دیگا۔ میں پھر
کہتا ہوں۔ کہ جو کچھ تم اپنے بھائی یا دوست کے تاریک پہلو اور اگر کمزوری کے معاملہ
میں کہنا چاہتے ہو۔ وہ اُسکو ہی ایکانت میں کہو لیکن اس کا تذکرہ دوسروں کے ساتھ
کبھی بھی نہ کرو۔ اس پر عمل کرنے سے بُرا سے بُرا دوست اور بھائی تمہارا تابعدار ہو
جاویگا۔ اور تمہاری غیر حاضری میں بھی تمہاری نندا نہیں کریگا لیکن مکاری کی پالیسی
سے اچھے سے اچھا دوست اور بھائی تم سے متنفر ہو جاویگا۔ اور تم اُسکو قابو نہ رکھ سکو گے

چوتھا فرض تمہارا سب چھوٹے بڑے انسانوں کے ساتھ ہے وہ جو تم کو ملتے
ہیں یا تمہارے پڑوس میں رہتے ہیں۔ اُن سب کے ساتھ ہمیشہ وہ سلوک کرو۔ جو تم اپنے
لئے ان سے کروانا چاہتے ہو۔ اس اصول کو ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ جو چیز تمکو اپنے لئے بُری
معلوم ہوتی ہے اسکو دوسروں کے لئے بھی بُری سمجھو۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ دُنیا گنبد
کی آواز ہے۔ جیسا تم کہوگے ویسا سنوگے۔ پریم کے بدلے پریم اور گالی کے بدلے گالی
ملے گی۔ اسلئے وسیع الخیال ہوتے ہوئے ساری دُنیا کو ہی اپنا گھر سمجھو۔ جو تمہیں بزرگ
ہیں۔ اُن سے خاندانی بزرگوں جیسا اور جو تم سے چھوٹے ہیں اُن سے اپنے چھوٹے
بھائیوں جیسا اور جو برابر والے ہیں اُن سے ہمجولیوں جیسا سلوک کرو۔ میرے کہنے کا مطلب
صرف اتنا ہی ہے۔ کہ جو آدمی تم سے ملتا ہے اگر تم اُسکو اور کچھ نہیں دے سکتے۔ تو میٹھے
اور نرم الفاظوں میں تو کنجوس مت [illegible]۔ جو تمہارے گھر آئے اسکو عزت اور محبت سے بلاؤ
بٹھاؤ۔ اور اُسکی ضروریات کا بھی حسب مقدور خیال رکھو۔ اگر تم کسی کی مدد نہیں کر سکتے تو
کسی کو خواہ مخواہ نقصان پہنچانے کی بھی فکر مت کرو۔ اپنی تعلیم اور تہذ[illegible] استعمال
کرنے کا سب سے زیادہ موقع وہ ہوتا ہے۔ جبکہ انسان کسی سوسائٹی یا منڈلی میں جاتا ہے۔ اس
لئے جب کبھی تم سبھا یا سوسائٹی میں جاؤ سب سے زیادہ ہوشیار اور محتاط ہونے کی ضرورت ہے

شرم

کتنے ہی آدمی ایسے ہوتے ہیں جنہیں شرمانے کی عادت سی ہو جاتی ہے جب کبھی وہ کسی سبھا میں یا اپنے سے بڑے آدمیوں کے گروہ میں جاتے ہیں۔ تو نہایت شرماتے ہوئے جاتے ہیں اور جا کر گھبرا جاتے ہیں کسی کے ساتھ ہوشیاری سے بات چیت نہیں کر سکتے۔ یہ دِل کی کمزوری کی وجہ ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی اعلیٰ منڈلی کو نہیں دیکھا۔ ایسا بغیر سبب کے خوف کرنے سے درحقیقت اُن کی ہنسی ہوتی ہے۔ اس عادت کو رکھتا ہوا آدمی کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کامیاب وہی ہوتے ہیں۔ جو اپنے دل کو قابو میں رکھتے ہیں۔ کیسے بھی حالات سے اُن کو واسطہ پڑے۔ وہ گھبراتے نہیں ہیں۔ اس سے میرا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ تُم بے شرم ہو جاؤ۔ نہیں ہرگز نہیں۔ درحقیقت سچی اور جھوٹی شرم میں بڑا فرق ہے۔ پہلی اگر قابلِ عزت ہے۔ تو دوسری قابلِ نفرت۔ بنا گھبراہٹ اور بغیر جھجک کے جو مہذب انسانوں کے گروہ میں جا کر بات چیت نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے عمل سے آپ ہی بے عزتی اور ہنسی کرتا ہے۔
جو آدمی بے صبر۔ ڈرپوک اور شرمیلا ہوتا ہے وہ عالم اور گُن وان ہونے پر بھی نہ تو دُنیا میں کبھی کامیاب ہو سکتا ہے اور نہ اُس سے کوئی کام ہی بن سکتا ہے۔ چالاک اور چلتے پُرزے آدمی ایسے آدمیوں کو ہمیشہ پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جایا کرتے ہیں۔ اس لئے کبھی بھی درست بات کہنے اور اعلیٰ سنگتی میں جانے سے مت گھبراؤ اور شرماؤ بلکہ ہمیشہ بے خوف ہو کر دلیری سے اپنے مطلب کو [illegible] پیش کرو۔ اور سنجیدگی سے بڑے آد[illegible] کے ساتھ بغیر گھبراہٹ کے بات کرو۔ ڈرپوک اور کمینہ آدمی اکثر اچھی منڈلی میں جانے سے شرما جاتے ہیں۔ لیکن جب وہ آدمی جن میں ہم نے کام کرنا ہے ہماری ہی شکل و شباہت کے ہیں۔ اور ہم میں اُن سے کوئی عجوبہ نہیں۔ تو پھر گھبرانے اور

کو حاصل کرنیکا ایک طریقہ بہت اعلےٰ ہے اور وہ یہ ہے کہ جہاں جاتے ہو۔ وہاں کے
حالات کا غور اور خاموشی سے مطالعہ زیادہ کرو لیکن باتیں کم کرو۔ اس طرح کرتے ہوئے
خود بخود وہ طریقے آجاوینگے کہ جن سے تم سبھاؤں اور دوسرے آدمیوں کی کشش اور
خوشی کا باعث ہو سکو گے۔



استعمال کرتے ہوئے اپنی عقلمندی اور اعلی التعلیم کا اظہار کرو جس سے تم کو
عیش اور کامیابی دونوں ہی نصیب ہونگی ✤



بشرمانے کی کیا ضرورت ہے۔ اور پھر ہم کیوں شرم کریں جس طرح آزادی سے بنا شرمائے ہم اپنے گھر میں چلے جاتے ہیں۔ اُسی طرح جہاں ہر طرح کے آدمی ہیں۔ ایسی سبھا یا منڈلی میں کیوں نہ چلے جاویں۔ بدی اور جہالت سے ہی ہمیں شرمانا چاہئے لیکن جب یہ نہیں ہے۔ تو پھر گھبرانے یا شرمانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اسی بُری عادت اور فضول شرم سے ہی نوجوان بُری سنگت میں پڑ جاتے ہیں۔ اچھے اور اعلےٰ آدمیوں کے پاس جانے سے شرماتے ہیں اور اپنے سے نیچے آدمیوں اور لڑکوں کے پاس بیٹھنا شروع کر دیتے ہیں جس سے اُن کا اگلا جیون خراب ہو جاتا ہے۔ اس جھوٹی شرم کے عادی جب ایسی نیچ اور بیشرم سنگت میں بیٹھ جاتے ہیں تو پھر اُن سے ایسے کام سرزد ہو جاتے ہیں کہ جن کو بازاری آدمی بھی کرنیکا حوصلہ جلد نہیں کر سکتا۔ پیارے یاد رکھو کہ بیشرمی سے بڑھکر کوئی ڈھٹائی کمینہ اور بُرا عیب نہیں ہے۔ اِسلئے اس کو کبھی اپنے اندر داخل نہیں ہونے دینا ان دونوں کے درمیان کا جو راستہ ہے اُسکو گرہن کرنا جس طرح معمولی آدمی اعلیٰ آدمیوں سے ملتے یا بڑی سبھا میں جاتے گھبرا جاتے ہیں۔ اِس طرح اچھے مہذب اور اعلیٰ التعلیم یافتہ آدمی نہیں کرتے بلکہ وُہ سبھا میں بشاش اور ہوشیار رہتے ہیں۔ اور بڑے آدمیوں سے ملتے ہوئے شرماتے نہیں ہیں۔ بلکہ بغیر گھبرائے اُن کا آدر ستکار کرتے ہیں۔ وُہ جس طرح معمولی آدمیوں سے ملتے ہیں۔ اُسی طرح غیر معمولی یعنی بڑے آدمیوں سے خوشی خوشی بات چیت کرتے ہیں۔ اور ہر ایک منڈلی میں کامیاب رہتے ہیں [illegible] بچپن میں اچھی صحبت میں رہنے سے اور اچھی تعلیم حاصل کرنے سے ہی بڑا لابھ [illegible] ہے۔ اسلئے ناجائز شرم کو اپنے [illegible] داخل کرکے اپنی ناکامیابی اور نا[illegible]قی کا باعث مت بنو اور نہ ہی بیشرم بن کر اپنے کمینہ پن کا ثبوت دو بلکہ اِن دونوں کے درمیانی راستہ کو پکڑتے ہوئے اور اُس کا جائز

پر بھی تم لوگوں کے اندر اپنا بھلائی کا خیال نہ جما سکوگے۔ اس حالت میں لوگ آپ کے بھلائی کے کام کو بھی شک کی نظر سے ہی دیکھیں گے۔ لیکن اگر تم دنیاوی زندگی میں داخل ہونے سے پہلے اچھی صحبت اور نیک افعال سے لوگوں میں عمدہ اثر اپنے متعلق بٹھا دوگے۔ تو اگر زندگی کی کسی منزل میں ٹھوکر بھی کھا جاؤگے۔ تب لوگوں میں تمہارے متعلق نفرت نہیں پھیلے گی۔ بلکہ تمہاری غلطی کو لوگ دیا (رحم) اور پیار کی نظر سے دیکھتے ہوئے نظر انداز کر جاویں گے۔ اسلئے اچھی سنگت میں رہنے اچھے خیالات کو سوچنے اور نیک کام کرنے کی ہمیشہ کوشش کرو۔ دھرماتما قابل تعظیم اور نیک چلن انسانوں کی صحبت کو ہی اچھی سنگتی کہتے ہیں بعض منڈلیاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ ان میں لوگوں کا تعلق نیکی اور دھرم کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ دولت یا علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایسی منڈلی میں جا کر طریقہ بات چیت اور زباندانی تو سیکھی جا سکتی ہے لیکن ایسی منڈلی اچھی منڈلی نہیں کہلاتی اور نہ ہی اُن کی سنگتی کو ست سنگتی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ بات چیت کا طریقہ اچھا آنے اور زباندانی کو جاننے سے ہی سب اچھے نہیں ہو سکتے۔ اچھے بننے کے لئے زباندانی کی بنسبت اچھے کاموں اور نیک اعمال کی زیادہ ضرورت ہے۔ اور یاد رکھو کہ نیک چلنی کے بغیر علم ایک قابل نفرت اور نہایت خطرناک چیز ہے۔ اس لئے عالم کو بھی نیک اور دھرماتما ہونے کی بڑی ضرورت ہے لیکن یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ عالم ہمیشہ نیک چلن ہی ہوں۔ اسلئے سدا چا[illegible] عالموں کی صحبت کی بجائے بے علم لیکن نیک چلن آدمیوں کی صحبت کو ترجیح دینی [illegible]ئے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ایسی عالم[illegible] شاعروں کی صحبت کو قطعی مت چھوڑ[illegible] کبھی کبھی وہاں جانا چاہئے۔ اور جو بات وہاں ہو۔ اُس کو عقلمندی اور ہوشیاری [illegible] دھیان میں رکھنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے بہت سی باتیں تم کو اپنی زندگی کے لئے وہاں سے ہی ملیں گی۔ ہر جگہ تمکو

صُحبت

صُحبتِ صالح تُرا صالح کُند
صُحبتِ طالح تُرا طالح کُند

یعنی نیک صُحبت تم کو نیک اور بد صُحبت تُم کو بد بنا دیگی۔ جیسی تُم صُحبت اختیار کرو گے ویسے ہی بن جاؤ گے اور یہ سچ ہے کہ سنگتی ہی انسان کو بنانے اور بگاڑنے کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ انسان صرف نقل کرنے والا حیوان ہی ہے۔ شروع سے جیسے حالات اور سنسکار میں یہ پرورش پاتا ہے۔ ویسا ہی یہ بن جاتا ہے صُحبت کا اثر زندگی کے شروع حصہ میں یعنی ۲۵ سال کے نیچے نیچے بہت ہی زیادہ پڑتا ہے۔ تیرہ سے لیکر اُنیس سال کی عُمر میں اچھی اور بُری صُحبت کا اثر سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر اگر بُری صُحبت میں بیٹھنا شروع کر دیا جاوے تو تمام زندگی ہی برباد ہو جاتی ہے۔ بُری صُحبت میں تو زندگی کے کسی بھی حصہ میں پڑو گے تبھی تباہی نازل ہو گی۔ اسلئے ہمیشہ بُری صُحبت سے پرہیز کرو۔ نیک صُحبت یا ست سنگ ہی انسانی زندگی کو بنانے کا اعلےٰ ذریعہ ہے۔ کیونکہ ست سنگ سے انسان بیرونی طور سے اچھے خیالات اور اثرات کو قبول کرتا ہے۔ اور یہ اثرات اُس کے اندر ضمیر کو بنانے میں زیادہ مددگار ہوتے ہیں۔ اور جب ضمیر اعلیٰ بنگئی تو وُہ انسان کو گرنے سے بچانے میں ایک بڑا سادھن بن جاتا ہے۔ اچھی سنگت میں بیٹھنے سے ہمارے متعلق لوگوں کا خیال اچھا ہو جاتا ہے۔ خاصکر بُنیادی زندگی کے شروع میں تو اچھی صُحبت کی بڑی ہی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر بُری صُحبت کی بدولت زندگی کی شروع منزل ہی لوگوں کا خیال ہمارے متعلق اچھا نہ رہیگا۔ تو پھر زندگی کے اگلے حصہ میں جاکر بڑے سے بڑا دھرم کا کام کرنے

بیرونی باتوں کو اپنے اندر دھارن کرنے سے پہلے اُس کے اندرونی حالات اور ریتی نیتی کو جاننے کی بڑی ضرورت ہے۔ جانچ بغیر کبھی کسی کی نقل نہ کرو۔ سوسائٹی میں بعض ایسے آدمی بھی ہوتے ہیں۔ جو دوسروں پر اپنے اثر کو جما سکتے ہیں۔ اور اُن کو اُن کی صفات کی بدولت لوگ محبت کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی اُن میں کوئی نہ کوئی عیب بھی ہوتا ہے۔ تو بعض مُورکھ یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ چونکہ اس آدمی میں فلاں بُرائی یا کمزوری ہے اور لوگ انہیں پیار کرتے ہیں۔ اسلئے ہم بھی ایسا کریں۔ یہ کبھی نہیں کرنا چاہیئے۔ اُنہوں نے جو نتیجہ نکالا ہے وُہ اُلٹا ہے اور وُہ یہ نہیں سمجھ سکے کہ لوگ اُن کو اُن کی بُری عادت کی بدولت پیار کرتے ہیں یا دوسری نیک اور عُمدہ صفات کی بدولت۔ یاد رکھو کہ لوگ ہمیشہ نیک خصلتوں کو ہی پیار کرتے ہیں۔ ایسے مِلے جُلے چلن والوں میں جو نیک اور عُمدہ صفات ہوتی ہیں اُن کی بدولت ہی لوگ انہیں پیار کرتے ہیں اور جو اُن میں کمی یا کمزوری ہے اُسی کی وجہ سے ہی جو عقلمند اور سنجیدہ ہیں وُہ اُن کو تُچھ اور حقیر جانتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ لوگ دوسرے گنوں کی موجودگی میں کُچھ اوگنوں کو تو نظر انداز کر جاتے ہیں لیکن پسند نہیں کرتے۔ اسلئے اگر تم کسی اعلیٰ سے اعلیٰ آدمی میں کوئی نُقص دیکھو۔ تو اسکو اپنے اندر داخل کرنے کی کوشش مت کرو۔ نُقص ہر حالت میں نُقص ہی رہتا ہے اگر کسی خوبصورت چہرے پر چھوٹا سا سیاہی کا دھبہ تِل یا لہن کی شکل میں دیکھو تو اُس کو اپنے چہرے پر بنانے کی بجائے یہ سوچا کرو کہ اگر یہ دھبہ نہ ہوتا۔ تو کمی کیا ہوتی۔ اسی طرح اگر کسی گُن وان پُرش میں عیب دیکھو۔ تو بجائے عیب کو اپنے اندر داخل کرنے کے یہ خیال کیا کرو کہ اگر یہ عیب اس میں نہ ہوتا۔ تو کیا ہی اعلیٰ اور نفیس ہوتا۔ کیسے بھی بارعب آدمی سے مِلو۔ لیکن اُس کے بے جا رعب میں آکر کوئی بے جا حرکت کبھی بھی نہ کرو۔ ہر حالت میں اپنی وچار شکتی کو اپنے ہاتھ میں

زہر اور امرت دونوں چیزیں ملا کریں گی۔ اس لئے ہمیشہ ہر جگہ ہوشیار رہا کرو جو امرت ہے اُسکو حاصل کر لیا کرو اور جو زہر ہے۔ اُس کو وہیں چھوڑ دیا کرو۔ ہمیشہ ہنس کی طرح دُنیا میں رہو۔ یعنی دُودھ کو لے لیا کرو۔ اور پانی کو چھوڑ دیا کرو۔ اسی عادت کو حاصل کر کے لُقمان عاقل اور دانا بنا تھا۔ اُس سے کسی نے دریافت کیا تھا۔ کہ تم نے اتنی عقل کہاں سے سیکھی۔ تو اُس نے یہی جواب دیا تھا کہ بیوقوفوں سے۔ سوالی نے پھر دریافت کیا کہ کس طرح تو لُقمان نے جواب دیا۔ کہ جو باتیں وُہ کرتے تھے۔ میں اُن کو چھوڑتا گیا۔ گویا اُس نے ہنس جیسی عادت بنا کر بدی سے نیکی اور بیوقوفی سے عقل کو حاصل کر لیا۔ صفات کو حاصل کرنے اور بُرائی کو چھوڑنے میں تم بھی اپنی عادت کو ایسی ہی بناؤ۔ جیسا کہ اُوپر لکھ چکا ہُوں۔ کہ عالموں اور شاعروں کی صُحبت میں بھی کبھی کبھی بیٹھا کرو اِس سے بھی بُہت مُفید باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن اُن کے ساتھ بُہت زیادہ میل ملاپ پیدا نہ کرو کہ دوسرے آدمیوں کے دِل میں یہ خیال پیدا ہو جاوے کہ تم بھی اُن کے ہی ساتھی ہو۔ اور چلن کے لحاظ سے بھی ویسے ہی ہو۔ پیارے جہاں تک ہو سکے اپنے سے اعلےٰ رُتبہ اور نیک آدمیوں کی صُحبت میں ہی بیٹھا کرو۔ بڑے آدمیوں کی صُحبت سے عقل اعلیٰ ہوتی ہے۔ برابر والوں میں برابر رہتی ہے۔ اور ادنےٰ صُحبت یا نیچ سنگتی سے کچھ حاصل کرنے کی بجائے اگلا جیون بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ آدمی سے میری مراد خاندانی بڑائی سے ہی نہیں ہے۔ بلکہ دُنیاوی عزت۔ نیک اور عُمدہ صفات اور ہر دلعزیزی سے ہے۔ اسلئے ہمیشہ اپنی دوستی اور گفتگو یا میل ملاپ کے لئے ایسے آدمی کی تلاش کیا کرو۔ ناتجربہ کار شخص جب کسی نئی منڈلی میں جاتا ہے۔ تو وُہ فوراً اُس منڈلی کی چال ڈھال کو اپنے اندر داخل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا کرتا ہُوا وُہ اکثر دھوکا کھا جاتا ہے۔ اسلئے کسی سوسائٹی کی چال ڈھال اور دوسری

طریقۂ گفتگو

پیارے بھائی۔ زبان بھی سنسار میں عجیب چیز بنی ہے۔ روتوں کو ہنسانا اور ہنستوں کو رولانا دو پکے دوستوں کو ہمیشہ کے لئے جُدا کر دینا۔ دو اجنبیوں کو آپس میں ملا کر دوست کی شکل میں دو قالب یک جان بنا دینا اس کا ایک معمولی کھیل ہے بہت کم انسان دُنیا میں ہیں جو ٹھیک طور سے اپنی زبان کا استعمال جانتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ بھارت ورش میں چاروں طرف دُکھ کا دریا اُمڈ رہا ہے۔ اس ایک پوتر دیوی کا ستکار نہ کرنا جانتے ہوئے گرہستیوں کی حالت ابتر ہے۔ خاوند یہ نہیں جانتا کہ میرا اپنی عورت کے ساتھ کیسا سلوک ہونا چاہیئے۔ عورت یہ نہیں جانتی کہ کس وقت کیسے الفاظ بولنے چاہئیں جس کا نتیجہ گرہستھیوں کی درگتی ہے۔ عورت آدمی سے اور آدمی عورت سے غیر مطمئن ہے۔ اسی زبان کے درست اور ٹھیک استعمال کو نہ جاننے سے ہی ہمارا ملک گرا اور ابھی تک نیچے گرتا جا رہا ہے۔ اس ساری پھوٹ کا بہت سا سبب ہمارے طریقۂ گفتگو کی بیہودگی ہی ہے۔ پیارے بھائی اگر ہم اپنے بولنے سے پہلے یہ سمجھ لیویں کہ ہم جو کچھ بولنا چاہتے ہیں۔ اُس کا دوسرے پر اثر کیا ہوگا۔ اور اگر دوسرا اسی طرح ہم سے مخاطب ہو۔ تو ہمارے لئے وُہ کیا نتیجہ پیدا کریگا۔ تو میرا خیال ہے کہ ہمارے بہت سے بیہودہ جھگڑوں اور قضیوں کا بہت جلد فیصلہ ہو جاوے۔ مہابھارت کی عظیم لڑائی کے اسباب میں سے ایک خاص یہ سبب تھا۔ کیونکہ محل دیکھنے کو گئے دریودھن نے جب بناوٹی پانی کے حوض کے وہم میں اصلی حوض میں گر کر کپڑے بھگو لئے۔ اور اصلی دروازہ سمجھ کر بناوٹی دروازہ میں سے گذرنا چاہتے ہوئے پیشانی پر چوٹ کھائی تھی۔ تب

رکھا کرو۔ اور ہر ایک بات بعد وچار کے اپنے اندر داخل کیا کرو۔ میں یہ نہیں کہتا ہے کہ اس سے غلطی نہیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ آدمی کی عقل اتنی مکمل نہیں ہے۔ کہ وہ کبھی غلطی نہ کرے لیکن جو بات تم خوب غور و خوض کرنے کے بعد کروگے۔ اسی میں سب سے کم نقص اور غلطی ہوگی۔ اسلئے اچھے ساتھیوں کی جو عمدہ صفات ہیں انہیں کو تم حاصل کیا کرو۔ ان کی عقلمندانہ تدابیر۔ ان کا طریقہ گفتگو۔ ان کے میٹھے الفاظ اور ان کی عمدہ اور پسندیدہ چال ڈھال سیکھو۔ اور یہ اچھی طرح سمجھ رکھو کہ اتنا ہونے پر بھی جو ان میں کوئی عیب ہے۔ تو اتنا ہی ان میں کمی اور کمزوری ہے۔ اس عیب یا کمی اور کمزوری کو وہیں پر چھوڑ دیا کرو۔ ہمارے شاستروں نے بھی یہی اپدیش دیا ہے۔ جب گورو گیہ پویت دیتا ہوا اپدیش دیا کرتا ہے۔ تو اپنے اپدیش کے آخیر میں یہ بھی کہا کرتا ہے کہ میری اچھی عادات اور صفات کو تم نے حاصل کرنا اور میری کمی اور کمزوری کو تم نے چھوڑ دینا۔ اس اپدیش کو تم بھی اپنا رہبر بناؤ۔ اور دنیا میں جہاں سے گن ملے حاصل کرلو لیکن جہاں اوگن ہوں۔ ان کو وہاں پر ہی چھوڑ دو۔ ایسا کرتے ہوئے جلدی ہی تم عمدہ صفات کا خزان بنجاؤ گے جس سے نہ صرف تم کو تمہارے ساتھی ہی پیار کریں گے۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی تم کو پیار اور عزت کی نظر سے دیکھیں گے۔ کامیابی کے لئے طریقہ گفتگو کا جاننا بھی بڑا ضروری ہے۔ اس لئے اب میں تم کو وہی بتلاتا ہوں +



کوا کِسی کی دولت چُرا لے جاتا ہے۔ اور کوئل کسے دھن دے جاتی ہے لیکن کوا
بولتا ہے تو لڑکے پتھر مارتے ہیں اور جب کوئل کوکتی ہے۔ تو لڑکے اُس کے ساتھ
سُر کو ملا کر اُس جیسا بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ آواز کو ادا کرنے کے
عُمدہ ڈھنگ سے کوئل دُنیا کو اپنا بنا لیتی ہے۔ اور اسی ڈھنگ کو نہ جانتا ہوا
کوا جہاں جاتا ہے مار کھاتا ہے۔ اسلئے ہمیشہ یاد رکھو کہ جسم اور چہرے کی اور
بولنے کے طریقہ کی خوبصورتی کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر زندگی مُؤثر
اور کامیاب نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس کے بغیر دوسروں کو اپنی طرف کشش
کرنے کی اور اُن کو اپنا ہم خیال بنائے رکھنے کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور
بعض آدمیوں کی زندگی کی کامیابی کا راز اتنا اُن کی علمیت نہیں۔ جتنا کہ اُن کا
طریقہ گفتگو ہے۔ اسلئے اپنے انگوں کو اپنے قابو رکھو۔ جن کا کہ بولنے کے وقت
زیادہ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ چہرے کے خط و خال کو تو پُورے قابُو میں رکھنا
چاہئے۔ کیونکہ کسی کو خوشخبری سُناتے وقت اُس کو بشاش اور رنج و غم میں شریک
ہوتے وقت یا کسی کے ساتھ ہمدردی کے اظہار کے لئے اُسکو سنجیدہ اور کسی قدر
مغموم بنانا پڑتا ہے جس وقت اِنسان کا من سدھ جاتا اور وُہ موقع محل کے
مطابق گفتگو کرنا جان جاتا ہے۔ تو پھر چہرے کے اندر کسی قسم کی بناوٹ کی
ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ پھر وُہ موقع کے مطابق خود ہی بشاش اور مغموم ہو جایا
کرتا ہے۔ لیکن پہلے ان باتوں کے خیال رکھنے کی بڑی ضرورت ہے۔ اِس لئے
ان کو اپنے قابُو میں رکھو۔ اور اگر تم غصہ سے لال ہو رہے ہو۔ تو خاموش رہو
جبتک کہ غصہ فرو نہ ہو جاوے۔ یا ایسی حالت کو نہ پہنچ جاوے۔ کہ تم اُسکو
ضبط کر سکو۔ تب تک ایک لفظ بھی بولنے کی کوشش مت کرو۔ ہمیشہ ضبط اور
کنٹرول (Control) سے بولو۔ کیونکہ گھبراہٹ میں بولنے سے انسان اپنے

دروپدی نے ہنستے ہوئے یہ کہا تھا کہ "اندھے کی اولاد اندھی ہی ہوتی ہے" اس طنز یہ گفتگو نے دریودہن کے اندر دشمنی اور حسد کی آگ روشن کردی جس کو بجھانے کے لئے سارے بھارت درش کی آہوتی دیدی گئی - اور سچ تو یہ ہے کہ کسی کو لگا کر گفتگو کرنا نہایت ہی بُرا ہے - اور اس سے نقصان رسان نتیجے نکلا کرتے ہیں - اس لئے کبھی بھی کسی کے ساتھ طنز یہ گفتگو نہ کرو - طنز یہ گفتگو کرنے سے تمہارے دُشٹ سبھاو اور کمینہ صحبت کا پتہ چلتا ہے - ہمیشہ یاد رکھو کہ بُری سے بُری بات اگر سرلتا سے بغیر کسی کے ستانے کے خیال اچھے طریقہ سے کہی جاوے - تو وہ ہرگز کسی کو بُری نہیں معلوم ہوتی - لیکن اچھی بات بھی اگر بُرے ڈھنگ سے ادا کی جاوے - تو وہ بھی اپنا بُرا اثر پیدا کئے بغیر نہیں رہتی اسلئے سرلتا اور شُدھ بھاؤ سے گفتگو کرنا سیکھو - اور اپنی گفتگو میں اِن چند باتوں کا ہمیشہ خیال رکھو - وہ الفاظ جو تم اپنے مُنہ سے نکالنے لگے ہو اُن کا باعث دلی کینہ اور حسد نہ ہو اور وہ کسی کو دُکھی کرنے کے خیال سے ادا نہ کئے جاویں - بلکہ جو کچھ تم بولنے لگے ہو - اول اُس میں سچائی ہو - دوسرے نرمی اور مٹھاس کا ہونا بڑا ضروری ہے - تیسرے اُس میں دوسرے کی بھلائی اور ہت بھرا ہُوا ہو - اس کے متعلق مجھے ایک کوی کے دوہے نہایت ہی موزون معلوم ہوتے ہیں - جو یُوں لکھے گئے ہیں -

بولی ایسی بولئے جو من کا آپا کھو ۔ اوروں کو شیتل کرے آپ بھی شیتل ہو -

کاگا کا کو دھن ہرے کوئل کا کو دے ۔ بولی ہی کے کارنے جگ کو اپنا کر لیت

شاعر کہتا ہے کہ انسان کو گفتگو [illegible] کرنی چاہئے جس سے تکبر اور غرور نہ پایا جاوے بلکہ جہاں وہ اپنے لئے فرحت [illegible] اور ٹھنڈک دینے والی ہو - وہاں دوسروں کی بھی خوشی اور ٹھنڈک کا باعث ہو - شاعر آگے مثال دے کر یہ بتلاتا ہے کہ دیکھو

بات چیت کرنا

جب تم کسی منڈلی میں شامل ہو کر بات چیت کرنا چاہو تو اس بات کا خاص خیال رکھا کرو کہ جو تمہاری سمجھ میں آوے اُسے یکدم بول اُٹھنے کے پہلے تمہیں اپنے ساتھیوں کی حالت ان کی عادات اور اُن کے خیالات کو پورے طور سے جاننا نہایت ضروری ہے - اگر تم کسی صفت کی زیادہ تعریف اور کسی کی زیادہ نندا کر رہے ہو اور اگر اُس منڈلی میں بہت سے آدمیوں کی تعداد ایسی ہو کہ جن میں وہ صفات موجود نہیں ہیں یا جن میں وہی بُرائی پائی جاتی ہے جس کی تم بڑے زور سے نندا کر رہے ہو - تو تمہارے معمولی سے خیالات کے اظہار سے وہ یہی خیال کرنے لگیں گے - کہ تم نے اُن پر ہی اپنی زبان کے تیر چلائے ہیں - اسی سے اُن کے من کی کمزوری اور تعلیم کی کمی کا اظہار ہوتا ہے - اور اسی سے تم کو اپنے متعلق بھی یہ سمجھ لینا چاہیئے - کہ اگر سبھا میں کوئی بات ایسی کہی جاوے جو تم پر وارد ہو سکتی ہو تو تم کو بھی یہ کبھی شک نہیں کرنا چاہیئے - کہ یہ تم پر ڈھال کر یا تمہیں جتا کر کہی گئی ہے - مہذب اور تعلیم یافتہ آدمی کبھی ایسا نہیں سمجھتے اور اگر سمجھ بھی جاویں تو یہ ظاہر نہیں ہونے دیتے - کہ منڈلی میں ان کی ہتک اور ہنسی ہوئی ہے - لیکن جب کسی بات سے اُن کی بے عزتی اچھی طرح ظاہر ہو جاوے تو پھر وہ خودداری اور سیلف رسپکٹ [illegible] [illegible] کے باعث غصہ کرتے ہیں - اور [illegible] غصہ کرنا بے جا نہیں ہوتا لیکن جو چھچھورے اور مُورکھ آدمی ہوتے ہیں - وہ معمولی [illegible] کو چھوٹی چھوٹی باتوں میں جھگڑالو حاسد اور غصیلے ہوتے ہیں - اور وہ جب کسی منڈلی میں جاتے ہیں - تو اُس میں ہنسنے والے آدمیوں کو دیکھ کر یہی سمجھتے ہیں - کہ [illegible] انہیں پر ہنس رہے ہیں - اسلئے

(MENTAL HARMONIOUS STATE.) من کے اعتدال

کو کھو دیتا ہے۔ اور ہارمنی کے چلے جانے سے انسان کے اندر مٹھاس اور کشش نہیں رہتی۔ اور اچھی طرح سے یاد رکھو کہ جس کے جیون میں جس قدر کشش کی کمی ہے۔ وہ اتنا ہی اپنے جیون میں ناکامیاب ہے۔ اسلیئے ہمیشہ نرم اور میٹھی آواز کے ساتھ بولنے کی کوشش کرو۔ بات چیت کے متعلق اور چند خاص باتوں کو میں نیچے لکھتا ہوں۔ اُن کا خیال رکھنے سے بھی تم کو بہت فائدہ حاصل ہوگا۔



کہنے سے کہ میں عالم ہوں اور میں بے عیب اور بے گناہ ہوں۔ نہ تو تمہاری علمیت
ظاہر ہوگی اور نہ تمہارے عیب چھپیں گے اور اگر تم اپنے متعلق کچھ نہ کہو گے تو جو آدمی
تم سے حسد رکھتے ہیں یا تمہاری ہتک اور ہنسی کرتے ہیں وہ بھی تمہاری صفات کی
جائز تعریف کئے بغیر نہ رہیں گے۔ اسلئے ہمیشہ اپنے علم اور اپنی صفات کا اظہار اپنی زبان
سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے دو۔ اور اپنے متعلق بات چیت کرتے ہوئے ہمیشہ سوچ
وچار کر بات کرو۔ بات چیت کرنے میں ایک بات اور یاد رکھو کہ بات چیت کرتے ہو
اپنے اندر ہوشیار رہو لیکن باہر سے بھولا پن۔ صاف بیانی اور سرلتا دکھانا نیتی
نیز عقل کی بڑی نشانی پائی گئی ہے کیونکہ دنیا تمام سرل اور سیدھے آدمیوں سے
ہی بھری ہوئی نہیں ہے۔ اسلئے جب تک تم کو اپنے مخاطب کا پورا حال معلوم نہ ہو
تب تک پورے بھروسے سے اگر تم اپنی تمام باتیں کہہ ڈالو گے تو تم کو اپنی زندگی میں
نہایت تکلیف اٹھانی پڑیگی۔ اس لئے تم کو چوکنے رہتے ہوئے سوچ سمجھکر بات چیت
کرنی چاہئے۔ اور جو تم کو ملا ہے اسپر جلدی ہی وشواش مت کرو۔ وشواش کرنے کے لئے
بڑی مدت درکار ہے۔ اسلئے پہلے اسکو جانچو۔ اور اس کا اچھی طرح مطالعہ کرو۔ اور
اسکو تھوڑی ایسی بات وشواش کی ظاہر کردو کہ جس کے ظاہر ہوجانے سے تم کو تو
کوئی نقصان نہ پہنچے لیکن اس کی قلعی ضرور کھل جاوے۔ جس کے ساتھ تم بات کرو۔
کبھی مشکوک اور پیچیدہ الفاظوں میں نہ کرو۔ ہمیشہ سرل اور صاف طور سے مخاطب کے
منہ کی طرف دیکھتے ہوئے بات کیا کرو۔ اپنے منہ کو دوسری طرف رکھتے ہوئے یا نیچے
کئے ہوئے بات کرنا نہ تو موثر ہی ہوتا ہے اور مفید ہوتا ہے۔ بلکہ اس عادت سے
الٹا نانہ بن سکتا ہے۔ اسلئے ہمیشہ مخاطب کی باتوں کو غور سے سنو۔ اور اچھی طرح
سے جواب دو۔ اور جیسا کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں ہمیشہ بات چیت اپنے آپ کو سمجھتے
ہوئے ہمدردانہ سنجیدہ طریقہ اور موقع محل کے مطابق کرنی چاہئے۔ اپنی بات

جلدی غصہ میں بھی لال پیلے ہو جاتے اور کئی قسم کے بُرے الفاظ مُنہ سے نکال دیتے ہیں۔ چھچھورے آدمیوں کی بات چیت سے ہی یہ ظاہر ہو جایا کرتا ہے کہ انہوں نے نہ تو اعلےٰ التعلیم ہی حاصل کی ہے اور نہ ہی اچھی صحبت میں بیٹھنے کا اُن کو موقعہ ملا ہے۔ ایسے چھچھورے پن کی عادت تم کو اپنے اندر کبھی بھی داخل نہیں کرنی چاہیئے اور نہ ہی اپنی بات چیت میں فضول شیخی مارنی چاہیئے۔ مثلاً بعض کو یہ کہنے کی عادت ہوتی ہے کہ میں ایک گھنٹہ میں ۹ میل چل سکتا ہوں یا چلا ہوں یا میں ہسیع وٹیاں کھا سکتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ عقلمندوں کے سامنے تمہاری بے وقوفی کا اظہار ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ سچ بھی مان لیا جاوے کہ کوئی ۶ یا ۷ میل ایک گھنٹہ میں پیدل چل سکتا ہے تو کیا ہوا۔ ہاں وہ اچھا ہرکارہ بن سکتا ہے۔ اسی طرح سے اس قسم کی باتیں کرنا کہ میرا یہ کوٹ ۲ سال کا ہے میرا جوتہ ۵ سال کا ہے وغیرہ وغیرہ فضول ہیں۔ کیونکہ اس میں کچھ فائیدہ حاصل نہیں۔ اگر یہ درست بھی ہوں۔ تب بھی اس سے تمہارا کنجوس پن اور کمینہ پن ٹپکنے کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ تم اپنے نوکروں اور خدمتگاروں کو جب ایک پُرانے سے پُرانا کپڑا نہیں دے سکتے۔ تو تمہارے دوست تم سے کیا اُمید کر سکتے ہیں۔ اور اس سے دوسری بات یہ بھی ظاہر ہوتی ہے۔ کہ تم نے کبھی اُدار اور وسیع الخیال سوسائٹی کو نہیں دیکھا۔ اور کہ تمہارا واسطہ تنگ دل اور کمینے اشخاص سے رہا ہے۔ اس لئے اس قسم کی فضول شیخی کی باتیں کبھی نہ کرو۔ جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ آیا ہوں۔ اپنی تعریف آپ کبھی مت کرو۔ ہاں اگر کوئی بات ہو رہی ہو۔ تو تم اپنے متعلق کہہ سکتے ہو لیکن ایسا ایک لفظ بھی نہ بولو کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ تم اپنی آپ تعریف کر رہے ہو۔ یاد رکھو کہ تمہارا چلن چاہے جیسا ہو۔ وہ چھپ نہیں سکتا۔ لیکن تمہارے کہنے پر ہی کوئی بھروسہ نہیں کریگا۔ تمہارے یہ

نندا

اپنی زندگی کا یہ اصول بناؤ۔ کہ کبھی کسی کی نندا نہ تو خوشی سے سنو۔ اور نہ ہی کبھی بھول کر کسی کی نندا کرو۔ اگر تم واقعی اپنے کسی دوست یا دوسرے کسی آدمی میں کوئی کمی یا کمزوری دیکھتے ہو۔ تو منڈلی میں بیٹھکر اُن کے چال چلن کے متعلق بات چیت کرتے ہوئے حاشیہ نہ چڑھاؤ۔ بلکہ اس کو الگ ہو کر سمجھا دو۔ کسی کو نیک یا درست کرنے کا یہ طریقہ ہرگز کامیاب نہیں ہوا۔ کہ تم اُسکی برائی کرو۔ اور اُس کے عیوب کو شہرت دو۔ جسکو کہ تم سدھارنا چاہتے ہو۔ یہ طریقہ ہمیشہ مخالف پڑا کرتا ہے۔ اسلیئے جسکو تم کسی پہلو میں سنوارنا چاہتے ہو۔ اُس کے ساتھ پریم اور ہمدردی کا سلوک کرو پھر دیکھو کہ کتنی جلدی تمہارے خیالات سے مُوثر ہوتا ہے۔ ہمیشہ دوسرے آدمیوں کی کمی اور کمزوری کی بات سنکر اُن پر رحم کی نظر رکھو۔ اور اُن کو بدنام کرنے کی بجائے اُن کے سدھارنے کے خیال کو اپنے دِل میں جگہ دو۔ کیونکہ اگر تم کسی کو درست نہیں کرنا چاہتے۔ تو پھر اُسکی بُرائی میں بھی کیوں شامل ہوتے ہو۔ اگر تمہارے دِلمیں یہ خیال ہو کہ تم اس طرح سے اسکو گرا دوگے۔ تو یہ نہایت کمینہ اور قابل نفرت خیال ہے۔ اسکو کبھی خواب میں بھی دل میں جگہ نہ دو۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ تم دوسرے کی دقت پڑنے پر مدد کرو۔ ورنہ خاموش رہو۔ دوسرے کی گراوٹ میں کبھی بھی خوشی محسوس نہ کرو۔ اور نہ ہی اپنے دوستوں کے خوش کرنے کیلئے کسی کی نقل کرو۔ اس سے جہاں تمہاری بے وقوفی ثابت ہوتی ہے۔ وہاں دوسرے کی ہتک بھی ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ میں کئی دفعہ بتلا چکا ہوں۔ ہتک ناقابل معافی گناہ ہے یاد رکھو کہ دوسروں کو بے عزت کرنا یا بے عزت ہوتے ہوئے دیکھنے میں خوشی محسوس کرنا نہایت کمینہ پن اور نیچتا ہے۔ اور تمہاری کمینہ صحبت پر دلالت کرتا

چیت میں دوسروں کو مؤثر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تُم ملنے والے سے اور خاصکر
ایسے شخص سے جس سے تُم اپنی خواہش کے مطابق کام لینا چاہتے ہو نہایت خوشی
سے ملو۔ ہاتھ ملاؤ۔ اور اُس کے چہرے پر خاصکر دونوں بھوؤں کے درمیان ٹکٹکی لگا
کر اُسکو اس طرح سے دیکھو کہ جیسے تمہاری نظر اُسکی پیشانی کو چیر کر اندر جا رہی
ہے۔ پھر تھوڑے الفاظوں میں اپنے مطلب کو ظاہر کرو۔ اور بات کو اس ڈھنگ
سے ختم کرو کہ بات کے ختم ہوتے ہی وُہ فوراً تمہاری خواہش کے مطابق ہاں یا نہ
میں جواب دیدیوے یہ طریقہ آزمودہ ہے لیکن ابھیاس اور مشق کی ضرورت رکھتا
ہے۔ بات چیت کرنے میں ایک اور بات کا خیال رکھو۔ کہ اگر تُم کو کسی آدمی یا کسی کے
اصُول اور رائے کے خلاف بولنا پڑے تو تمکو نہایت نرم اور میٹھے الفاظ میں
اپنے مطلب کو ظاہر کرنا چاہیئے۔ نہ تو تُم کو خود بُرا معلوم ہُوا ہے۔ اور نہ ہی تُم نے
اپنے مخالف کو بُرا محسوس کرانا چاہیئے۔ ایسا جتا کر بھر میٹھے۔ سادہ اور نرم الفاظ
میں اپنے مطلب کو واضع کرنا چاہیئے۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ اپنی منڈلی میں جھگڑا
نہ ہونے دینا۔ اور اگر بات بڑھ رہی ہو تو اُسکو معمولی بتا کر ہنسی میں ٹال دینا
چاہیئے ۔



نہ کرو۔ اور عیوب کو کبھی حاصل مت کرو۔ اس بات کو پھر لکھتا ہوں۔ کہ آدمی کی جانچ اُس کی قومیت اُسکی ماہواری آمدنی عہدے اور بیرونی ساز وسامان سے یا خاص قسم کے رنگیلے کپڑوں سے نہیں۔ بلکہ اپنی عقل و دانائی سے کرنی چاہئے۔ جن میں اپنے سوچنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ وہی آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ دوسروں کی اچھی یا بُری رائے پر اظہار غصہ و خوشی کرتے ہیں لیکن سنجیدہ آدمی کسی اچھی یا بُری بات کو سُنکر زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ اور نہ ہی فوراً اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ اس قسم کی باتوں کو سُن کر خود ہی سوچتے اور اپنے لئے آپ ہی نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ اسی لئے وہ اپنی پوزیشن کو بہت ہی محفوظ رکھتے ہیں +



ہے۔ عاقل اسکو کبھی پسند نہیں کرتے۔ اس لئے بھول کر بھی بُری عادت کو اپنے
اندر داخل مت کرنا۔ اور اگر یہ عادت تم میں ہو جیسی کہ مجھے خواب میں اُمید نہیں ہو
سکتی۔ تو تم اسکو فوراً نکال دو۔ اور اس معاملے میں یاد رکھو۔ کہ تم اُس پِتا کے
پُتر ہو۔ جو اپنے دشمنوں سے بھی خوش خلقی اور بھلائی کرنے کا اُپدیش دیا کرتے ہیں
اور اپنے عمل سے اور اپنی بے مثال خوش خلقی سے بھی اُنہوں نے ہمارے سامنے
یہی مثال رکھی ہے۔ اسلئے اس معاملے میں ہمیں اُن کے ہی نقشِ قدم پر چلنے
کی کوشش کرنی چاہئے۔ تم چاہیے کتنے ہی پُر جلال اور بارعب آدمی کو دیکھو چاہے
وُہ سادھو ہو۔ گورو یا دھرم اُپدیشک ہو۔ یا اور کوئی بڑا آدمی ہو۔ اُن سب کو تم
آدمی سے بڑھکر نہ سمجھو۔ جو خیالات اور جذبات تم میں کام کر رہے ہیں۔ وہی
جذبات اور خیالات اُن میں موجود ہیں۔ صرف کمی بیشی کا سوال ہے جس طرح آگ
موافق حالات پاکر خوب بھڑک اُٹھا کرتی ہے۔ اسی طرح انسانی جذبات بھی موافق
حالات ملنے پر بھڑک اُٹھتے اور مخالف حالات میں کمزور رہتے ہیں۔ اس لئے
اگر تم کسی دھرم گورو یا کسی اور بڑے آدمی کی کمزوری کی بابت سنو۔ تو جوش میں
آکر اسکو آگے پھیلانے کا باعث مت بنو۔ کیونکہ یہ باتیں معمولی ہیں۔ ان پر زیادہ
زور دینے سے اعلیٰ اور عمدہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اور اگر تم واقعی اُس کے خیر خواہ
ہو۔ تو اُس کو ہی اُسکی کمزوری کے معاملے میں کہو۔ ایک سمجھدار کو اسکی کسی کمزوری
کی بابت زور سے کہنا ہی اسکو جتانے سے بڑھکر ہوا کرتا ہے۔ یہ میں اسلئے لکھ رہا
ہوں۔ کہ بعض نوجوانوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ وُہ بڑے بڑے آدمیوں کے عیوب
کی کھلی اُڑانے میں اپنی خوشی اور اپنے جوش کی ترقی (سیری) سمجھتے ہیں اس لئے
جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں۔ کہ تم ہر ایک آدمی کو آدمی ہی سمجھو۔ چاہے وُہ کسی ہی لباس
میں کیوں نہ ہو۔ اُس سے جو صفات تم لے سکتے ہو۔ اُن کو لینے میں کبھی پرہیز نہ

جو بات تم نے کسی کے گھر کی سنی ہو۔ چاہے وہ دیکھنے میں کتنی ہی معمولی کیوں نہو
اُسکو آگے پھیلانے کا باعث مت بنو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اُس کے پھیلنے سے
اُس کا نتیجہ تمہارے خیال سے بہت زیادہ بڑھکر خوفناک نکلے۔ اس لیئے سنجیدہ
بنو۔ اور خواہ مخواہ اِدھر اُدھر کسی کے متعلق رائے زنی نہ کرتے پھرو۔ ایسا ہی حال
منڈلی کا جانو۔ ایک منڈلی کی بات دوسری میں خواہ مخواہ نہ دہراؤ۔ کیونکہ اس
سے بعض حالتوں میں نقصان عظیم پہنچ جایا کرتا ہے جس کے من میں کوئی بات
نہیں رہتی۔ ایسے نکمے آدمی سے ہر ایک اجتناب کرتا ہے۔ اِس سے وہ اپنے علم اور
تجربہ کو آگے بڑھانے میں قاصر رہ جاتا ہے۔ تمام سوسائٹیاں سنجیدہ اور دُور اندیش
شخص کو پیار کرتی ہیں۔ اِسلئے سنجیدگی کو حاصل کرتے ہوئے دُور اندیش بنو۔



اپنے یا دوسرے کے گھر کی بات چیت

یہ بات میں نے بڑی تکلیف اُٹھاکر سیکھی ہے۔ اسلئے اس کا تم نے خوب خیال رکھنا کہ اپنے یا دوسرے کے گھر کی حالت پر کبھی دوسروں سے بات چیت نہیں کرنی چاہئے۔ پہلے میرا خیال ہوا کرتا تھا۔ کہ دُنیا میں سمید ھے اور صاف دِل آدمی زیادہ ہیں۔ اور جو اپنے آپ کو میرا خیر خواہ اور دوست ظاہر کرتے ہیں۔ اور مجھے اتنا پیار کرتے ہیں۔ یہ واقعی میرے خیر خواہ اور پیارے ہونگے۔ اس لئے میں اپنی تکالیف کو اکثر اُن کے پاس کہدیا کرتا تھا۔ جسے بعد میں مجھے اُن کی بدولت ہی زیادہ تکلیفیں اُٹھانی پڑیں۔ اور پھر معلوم ہوا۔ کہ جو میرے اردگرد جمع رہتے تھے وُہ سب ہی میرے خیر خواہ نہیں۔ بلکہ بعض اُن میں سے خود غرض اور مکار تھے۔ اس لئے تم نے کبھی ایسی غلطی نہ کرنی۔ اگر تم اپنے گھر کی بات دوسروں کو کہو گے تو وُہ ظاہرا چاہے تمہارے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرے لیکن تمہارے گھر کی بات اُن کے کسی کام کی نہیں ہو گی۔ اور نہ ہی وُہ تمہاری کسی قسم کی مدد کرینگے ہاں اگر کوئی خاص کمزوری اُن کے ہاتھ آجاویگی۔ تو وُہ اُلٹا تم کو ذلیل کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور پھر تمہیں کوئی تدبیر نہ سوجھے گی۔ اور جو کمینہ ہونگے۔ وُہ تمہارے گھر کی کمزوری کو جان کر تم پر سوار ہونے کی کوشش کرینگے۔ اور اگر سوار نہ بھی ہوں۔ تو بھی وُہ تم کو اتنی [illegible] عزت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ جتنا کہ پہلے دیکھتے تھے۔ اسی طرح دوسرے کے گھر کی باتیں بھی تمہارے کسی کام کی نہیں امور خانہ داری۔ بڑے پیچیدہ اور نازک ہوا کرتے ہیں۔ اسلئے دوسروں کے اچھے بُرے حالات سُنکر کبھی کسی اچھی یا بُری رائے کا اظہار نہ کرنا چاہئے اور

ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ یہ عادت بھی اچھی نہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ تم دیکھو۔ کہ تمہارا مخاطب تمہاری طرف متوجہ نہیں ہے۔ تو اس کا ہاتھ پکڑنے کی بجائے تمہیں اپنی زبان پکڑنی چاہئیے اور اگر متوجہ ہے۔ تو تم کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے



بُری عادتیں

بعضوں کو عادت ہوتی ہے۔ کہ وُہ بات بات میں قسمیں کھایا کرتے ہیں۔ یہ ایک بُہت ہی بُری اور بھدی عادت ہے۔ وُہ سمجھتے ہیں۔ کہ اِس سے اُن کی بات زیادہ وزنی ہو رہی ہے لیکن عقلمندوں کے نزدیک وُہ اپنے ہلکے پن کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس سے بُری صحبت اور اُن کی معمولی تعلیم کا پتہ چلتا ہے۔ اور اسی طرح دوسری بُری عادتوں کو مثلاً یونہی پیر یا ہاتھ ہلاتے رہنا جس جگہ بیٹھنا وہاں ہی تھوکنا۔ بُہت ہی جلدی یا بُہت آہستہ کھانا اور چلنا۔ کھانے کی اشیاء کو کھانے سے پہلے سونگھنا یا اپنے ساتھ کھانیوالوں میں اسی طرح کی حرکات کر کے اُن کے اندر رشک کو پیدا کرنا۔ یا کھانا کھاتے ہوئے کسی قابل نفرت تذکرے کا شروع کر دینا۔ یا کسی کھانے کے متعلق اپنی نفرت بھری رائے کا اظہار کرنا۔ یا اگر دو آدمی آپس میں بات چیت کر رہے ہوں تو درمیان میں ہی بول اُٹھنا۔ کہ میں ایک نئی بات کہتا ہُوں۔ ایسا کہکر اُن کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنا۔ یہ سب عادتیں بُری ہیں۔ اور تمہارے ساتھیوں کے اندر ناپسندیدگی کو پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ درمیان میں نئی بات کہنے کی نسبت جو بات ہو رہی ہے اُسی پر دھیان دینا چاہیئے۔ ایک بات ختم ہونے پر دوسری بات شروع کرنی چاہیئے۔ اسی طرح سے ناک میں اُنگلی ڈالنا یا دوسرے اعضاء کو کھجانا۔ رومال میں ناک صاف کرنا اور پھر دیکھنا یہ سب بھدی عادات جہاں تمہارے [illegible] بعضوں کی ناپسندیدگی کا باعث ہیں وہاں تمہاری بداطواری کو بھی ظاہر کرتی ہیں۔ اس [illegible] تم کوئی اُن میں سے اپنے اندر محسوس کرو تو اُسکو فوراً چھوڑ دو۔ بعضوں کو یہ عادت ہوتی ہے۔ وُہ ایک بات کہتے ہیں۔ اور بات کے خاتمے پر اپنے مخاطب کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے یا اُس کو اپنا ہم خیال بنانے کیلئے اُس کا ہاتھ پکڑتے

بیٹھ گیا۔ اس مخولی لڑکے کا دوسرا ساتھی اس کرسی کے پیچھے یہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا
کہ سردار صاحب میں بھی اپنی تصویر آپ کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں۔ خیر سردار صاحب
کو پوزیشن ٹھیک کرنے کا اس نے حکم دیا۔ وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ اور اسکو کہا
گیا۔ کہ ٹھیک ٹھاک ہو کر میری طرف اس کیمرے میں (جو کہ بناوٹی تھا) دیکھتے ہوئے
فوراً بیٹھ جاؤ۔ پیچھے کھڑے ہوئے ساتھی نے اپنے فوٹو گرافر ساتھی کا اشارہ پا کر
آہستہ سے کرسی پیچھے کھینچ لی جس سے جو نہی تصویر کھچوانے کا خواہشمند سردار بیٹھا
تو یہی دھڑ دھم سے نیچے جا گرا۔ زمین پر پتھر کا فرش تھا۔ اس سے کمر پر سخت چوٹ آئی
کرسی کے کنارے میں سر لگا۔ اس سے خون بہنے لگا۔ ان چوٹوں کی وجہ سے جب اسنے
رونا اور چلانا شروع کیا۔ تو فوٹو گرافر صاحب ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہونے لگے اسی
طرح سے وہ اکثر اپنے ساتھیوں کو ستایا کرتا تھا۔ اس مخول کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ وہ
سکھ لڑکا دیر تک بیمار رہا۔ اور پھر وہ ہمیشہ اس اپنے دوست مخولی لڑکے کے
نام سے بھی نفرت کرتا رہا۔ بعد میں مجھے وہ لڑکا پنجاب میں ملا۔ تو بھی اس نے کہا۔ کہ
میں اپنی زندگی میں اس لڑکے کی شرارت کو نہیں بھول سکتا۔ اسی طرح سے
بعض لڑکے دوسروں کو خوف زدہ کرنے کے لئے کئی طرح کی مکاریاں کیا کرتے ہیں
ایسے سب مخولوں کو تم نے اپنی زندگی سے ہمیشہ الگ رکھنا۔ ڈرانے کی وجہ سے اکثر
موت کے واقعہ ہوتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ ایسی ہنسی کس کام کی جس سے بجائے
خوشی اور دوستوں میں محبت بڑھنے کے الٹا ان میں رنجش و ناراضگی پیدا ہو جائے
اس لئے ایسی بیہودہ ہنسی کو چھوڑ کر مہذب آدمیوں کی طرح مذاق کرنا سیکھو۔
بعض وقت جبکہ کچھ مہذب آدمی مل کر اکٹھے کھانا کھانے بیٹھتے ہیں۔ تب بھی اس
قسم کی مذاقیہ لیکن شریفانہ گفتگو پُر لطف ہوا کرتی ہے۔ اس وقت بعض اوقات
کھانوں کے متعلق بعض اوقات کسی ملک یا سماج کے متعلق سلسلہ گفتگو شروع ہو جایا

مخول یا ہنسی دل لگی کرنا

اگر سارا دن آدمی گہری گہری باتوں کو سوچتا ہی رہے۔ اور اپنے آپ کو سنجیدہ بنائے رکھے تو اُسکی گیان اندریاں بڑھنے کی بجائے جلدی تھک جاتی ہیں۔ اور صحت بھی بگڑ جاتی ہے اس لیئے دن میں کبھی نہ کبھی وقت سنجیدگی کو اور اپنے رُعب کی کمی ہونے کے خیال کو پرے رکھکر طبیعت کو تر و تازہ کرنے کے لیئے ہنسی دل لگی بھی کرنی چاہیئے لیکن اُس کے لیئے گندے لطائف اور بے شرم باتوں کو زیادہ استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ان میں تہذیب کو مدِ نظر رکھکر مہذب مخولوں سے طبیعت کو خوش کرنا چاہیئے۔ کسی کے ساتھ بھی دل لگی کے خیال سے ایسی بات نہ کرنی چاہیئے۔ جو دوسرے کو پسند نہ ہو۔ یا جس سے دوسرے کی ہتک ہوتی ہو بعض بیوقوف ہنسی ہنسی میں اپنے دوست کو اپنا دُشمن بنا لیا کرتے ہیں۔ اس سے بڑھکر بیوقوفی کی اور بُری بات کوئی نہیں ہے۔ مخول میں بھی اپنے ساتھی کے جس سے مخول کر رہے ہو جذبات کو سمجھو اور اُن کی جائز عزت کرو۔ جب میں جودھ پور پڑھا کرتا تھا۔ تو ہمارے پڑوس میں ایک مور کھ لیکن مخول کرنے والا لڑکا رہتا تھا۔ وُہ ہمیشہ دوسروں کے ستانے میں ہی اپنا مخول اور دل لگی سمجھتا تھا۔ ایک دفعہ ایک پنجابی سکھ سردار ہمارے محلے میں آکر ٹھیرے۔ اُن کا ایک لڑکا تھا۔ جو بڑا ہونہار اور شریف تھا۔ اس مخولی لڑکے کے ساتھ اسکی بڑی گہری دوستی [illegible] تھی۔ ایک دن اُس مخولی لڑکے کو اپنے ہنسنے کی ایک بات سُوجھی۔ وُہ فوراً اُس [illegible] لڑکے کو بُلا لایا۔ اور اُس کو کہا۔ کہ میں تصویر کھینچنا جانتا ہُوں۔ اگر تمہارے والد [illegible] کی تبدیلی ہو گئی۔ تو پھر میرے پاس کوئی یادداشت نہیں رہیگی۔ لہذا آؤ آج تصویر کھچالو۔ تاکہ اُسکو دیکھ کر میں تمہاری یاد کرتا رہوں۔ وُہ لڑکا بڑا سیدھا [illegible]۔ وُہ جھٹ کپڑے بدل آیا۔ اور کرسی پر خوشی خوشی

دوستی

دو مختلف خاندانوں کو۔ دو مختلف دلوں کو ایک کر دینے کی اس میں شکتی ہے
متر شبدھ ہی ایسا پیارا ہے۔ کہ یاد کرتے ہی دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور سچ تو
یہ ہے۔ کہ بیمار۔ دکھی۔ اور پردیس میں گئے ہوئے کی متر ہی ایک اعلیٰ دوائی ہے۔
متر سے بات چیت کرنی تو الگ رہی اسکو دیکھتے ہی مرجھایا ہوا دل کھل جاتا ہے۔ دوست
کی یاد کرنے سے دل میں خوشی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ آ جاتی ہے۔ کسی ہندی شاعر نے
کیا ہی اچھا کہا ہے۔ کہ رنج کو دور کرنے والا اور خوف سے نجات دلانے والا پریم اور
وشواس کا پاتر متر یہ دو حرف والا امرت جیسا شبدھ کس نے بنایا۔ جتنا انسان
کو بھروسہ اپنے دوست پر ہوتا ہے۔ اتنا اور کسی پر نہیں ہوتا۔ جو بات ماتا سے چھپائی
جاتی ہے۔ جو بھائی اور باپ کو نہیں بتلائی جاتی۔ اور جس کا اپنی عورت سے بھی بھید رکھا
جاتا ہے۔ وہ بات دوست پر ظاہر کی جاتی ہے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں۔ کہ دوست
بنانے میں محتاط رہنا چاہیئے۔ اور یاد رکھو۔ کہ ساتھی کو ہی دوست نہیں کہتے۔ جو کسی
کا ساتھی ہے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ اس کا دوست بھی ہو۔ بعض وقت ایک اچھا اور
لائق ساتھی ایک نقصان رساں دوست ثابت ہوتا ہے۔ اسلئے دوست بنانے میں جلدی
نہیں کرنی چاہیئے۔ جو تم سے آ کے یہ کہے۔ کہ میں آپ کو بڑا چاہتا ہوں۔ اور پیار کرتا ہوں
تم میرے دوست بن جاؤ۔ یا میں تم کو اپنا پیارا دوست سمجھتا ہوں۔ ایسے آدمی سے
ہمیشہ ہوشیار رہا کرو۔ اور اس کے کہنے پر ابھی بھروسہ نہ کر لیا کرو۔ اسکے
ساتھ نرمی۔ حلیمی اور خوش خلقی سے ملنا چاہیئے۔ تم کو ا[illegible]ن وشواس کے بغیر اس کے ساتھ
بات چیت کرنی چاہیئے۔ یہ کبھی بھی نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ پہلی ملاقات میں یا تھوڑی سی
واقفی پر ہی دوستی ہو جایا کرتی ہے۔ یاد رکھو کہ دوستی ہمیشہ آہستہ آہستہ ہوا کرتی

کرتا ہے۔ اس لئے ایسی منڈلی کا ساتھ دینے کے خیال سے معمولی معمولی طبیعت کو خوش کرنے والے لطیفے اور منڈلی کے مذاق کے مطابق گفتگو کرنی ضرور سیکھنی چاہیئے۔ اِس کے متعلق میں تمکو پھر یہی کہتا ہوں۔ کہ ہنسی میں بھی اپنے دوست کو چڑانے اور گندہ بولنے اور کسی کو ناجائز تکلیف یا خوف دلانے کی کبھی کوشش نہ کرو ◆



اور وشواس کے بھروسے اُس نے بہت سی اپنی باتیں اگر تم کو بتلا دی ہیں۔ تو پھر
یاد رکھو۔ چاہے کتنا بھی لالچ اور خوف تمہارے سامنے کیوں نہ آوے۔ کبھی وشواس
گھات مت کرو۔ وشواس گھات مہاں پاپ ہے۔ اس سے ہمیشہ خوف کھاؤ۔ دوستی
ایسی چیز نہیں ہے جیسی کہ چھوٹے چھوٹے لڑکوں نے سمجھ رکھی ہے۔ یعنی پل میں یاری
اور پل میں ٹوٹی۔ جہاں لے اور ٹے والا حساب نہیں ہے ایسی مِتر تا دشتوں کی ہوتی
ہے۔ راستہ چلتے کوئی مل گیا بات چیت ہوئی۔ یا کسی اور سبب میں دو ساتھی اکٹھے ہو
گئے چل دوستی ہو گئی۔ ایسی دوستی دیر تک نہیں نبھا کرتی اُس وقت تو ایسی جھوٹی دوستی
سچی کو بھی مات کر دیتی ہے لیکن جیوں جیوں وقت گذرتا جاتا ہے اُسکا گاڑھا پن
کم ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ پھر معمولی جان پہچان رہ جاتی ہے۔ اور بعض وقت تو
اتنی بھی نہیں رہتی۔ ایسی قابل نفرت دوستی کو دور سے ہی سلام کرنا۔ دنیا میں بعض
آدمی تمکو ایسے بھی ملیں گے۔ جو تمہارے ساتھ اپنے پریم کو بہت گاڑھا کریں گے۔ اور
کئی باتیں وہ تم سے ایسی بھی کہیں گے جس سے تم کو اُن پر پورا بھروسہ ہو جاوے۔ پھر
جب دیکھا کہ اب ایک دوسرے کو آپس میں وشواس ہو گیا ہے۔ تو پھر ایک دن تم سے
تمہاری پوشیدہ باتیں دریافت کریں گے۔ اور کہیں گے کہ "یار تم تو اپنی کوئی بات ہی نہیں
بتاتے ہو کوئی بتلاؤ تو سہی"۔ اگر تم پھر بھی خاموش رہو گے تو پھر کہیں گے کہ "لو میں آج
تجھے آپ بیتی کہتا ہوں۔ یہ کہکر پھر وہ اپنی عیاشیوں اور بدمعاشیوں۔ حرامکاریوں
کی ایک لمبی فہرست کہہ ڈالیں گے۔ اور اسکے بدلے میں اپنے مخاطب سے بھی
وہ ایسی ہی اُمید رکھا کرتے ہیں۔ تم کو ایسے بد[معا]شوں اور مکاروں سے ہمیشہ بچنا
چاہیئے۔ ایسے بیوقوفوں سے ہوشیار رہ[نا چا]ہیئے۔ اور کبھی اس بات کا وشواس
نہ کرنا۔ کہ اُنہوں نے سب کچھ تم سے درست کہا ہے۔ ایسے آدمیوں کی دوستی کیا
واقعی بھی خطرے سے خالی نہیں۔ کیونکہ اگر اُنہوں نے واقعی وہ بُرائیاں کی ہیں۔ تو

ہے۔ اور وُہ بھی آپس کے صفات (گن) اور عادات مِلے بغیر کبھی مضبوط نہیں ہوتی۔
نیتی کاروں نے دوستی کی اسطرح تعریف کی ہے۔ کہ جس طرح دونوں ہاتھ جسم
کی حفاظت کرتے ہیں۔ جیسے دونوں پلک دونوں آنکھوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اسی طرح
جو بغیر اپنی کسی خود غرضی کے نِشکپٹ بھاؤ سے ہِت کرے وہی دوست سچے
معنوں میں دوست کہلاتا ہے۔ ایسے دوست ساری عُمر میں دو چار ہی مِلا کرتے ہیں
اِسی لئے ہر ایک اپنے پاس آنے والے کو دوست مت سمجھو۔ ایسے زبانی متر بننے والے بعض
حالت میں نہایت ہی خطرناک ثابت ہوئے ہیں۔ کون تمہارا دوست اور کون نہیں
اِس کو زمانہ اور تمہارا لمبا تجربہ تمکو بتائیگا۔ میں تو صرف یہی کہنا چاہتا ہُوں۔ کہ
جو تم کو محبت کے طریقوں سے اور ہنستا ہوا بڑی خوشی خوشی تمکو ملتا ہے۔ اُس
ہر ایک کو تُم کبھی اپنا دوست نہ سمجھو۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے۔ کہ اُس کے ساتھ
تم اچھا سلوک نہ کرو۔ نہیں ہرگز نہیں۔ جو بھلا مانس تمکو ملا ہے۔ اُسکو پُوری توجہ دو
اور نہایت عُمدہ سلوک سے پیش آؤ۔ پھر آئیندہ حالات تم کو بتلائینگے۔ کہ تم کو اُس پر
کِتنا بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اور کتنا نہیں۔ تمہاری عُمر کے نوجوانوں کو اکثر یہ عادت
ہوتی ہے۔ کہ وُہ اپنے من کی سب باتیں اپنے ساتھیوں کو جن کو وُہ غلطی سے اپنا دوست
سمجھ لیتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں جس سے عقلمند اور مکار اُن کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔
اِس نقصان رساں عادت کا نتیجہ بعض حالت میں بڑا ہی خوفناک نِکلا ہے۔ اسلئے کبھی
بھی ایسا نہ کرو۔ اور یاد رکھو۔ کہ اگر تُم اپنی بات کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتے۔ تو دوسرا
کیسے رکھیگا۔ اسلئے کبھی دوست پر ایسا جھوٹا بھروسہ نہ کرو۔ یہ بھی خیال رہے۔ کہ
دوست جسکی تعریف میں نے اُوپر کی ہے۔ وُہ کبھی تمہارے لئے نقصان دہ ثابت نہیں
ہوگا لیکن پہلے اس کی تلاش میں محنت اور ہوشیاری ضرور درکار ہے۔ اگر کسی نے
تم کو اپنا دوست چُن لیا ہے۔ اور تمہاری آپس میں خُوب محبت ہو چکی ہے اُس پریم

ترغیب دینے والا ہو۔ اُسکو دانا جھوٹا یا نادان دوست کہتے ہیں۔ ایسے بھیڑ کے لباس
میں بھیڑئیے سے سدا بچنا اور کبھی ایسے آدمی کو اپنا وشواس پاتر نہ جاننا اور کبھی بھی خیال
نہ کرو۔ کہ جو تمکو طرح طرح کی بدمعاشیوں کی ترغیب دے اور اُن میں آپ ساتھی بنتا ہو
وہ کبھی تمہارا دوست ہے۔ دوست کے لباس میں اس قسم کے نقصان رسان دشمن کو
چھوڑنے اور اُسکو دُور سے ہی سلام کرنے میں اپنی بہتری سمجھو۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جس
دوستی کی بنیاد خود غرضی پر ہے وہ دیرپا نہیں ہو سکتی اور جو شخص بار بار تم سے کوئی سوال
کرے۔ یا تم کو اپنے لئے کچھ کام کرنیکو کہتا ہے۔ اور تم اُسکی جائز خواہشات کو پورا بھی
کرتے ہو لیکن اگر کبھی تم سے نہیں بن سکتا۔ تو وہ باقی تمام باتوں کو بھلا کر وہی تمکو
سُناتا رہتا ہے۔ اور جو اپنی اغراض کے سامنے تمہاری تکالیف کی کبھی پرواہ نہیں
کرتا۔ اور اپنی تکلیف کو تو وہ تکلیف سمجھتا ہے لیکن تم کو اُس کام کے کرنے میں کن
دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اُن کا ذرا بھی خیال نہیں کرتا۔ فوراً سمجھ لو کہ وہ خود غرض
ہے۔ اور وہ اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہی تمہاری دوستی کا دم بھرتا ہے۔ جب
اُس کی اغراض پوری ہو گئیں۔ تو وہ کبھی تمہیں اپنا ہاتھ نہیں پکڑا دیگا۔ ایسے آدمی
کی دوستی دیرپا نہیں ہوتی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اُنہوں نے محبت اور دوستی کو سچے
معنوں میں سمجھا ہی نہیں۔ اور وہ اپنے طریقۂ عمل سے اِس پاکیزہ تعلق کی ہتک کرتے
اور اس پر مخول اُڑاتے ہیں۔ ایسی خود غرضی کی دوستی پر تو پنجابی کی یہ مثل صادق آتی
ہے کہ "کچی یاری لڈواں دی۔ لڈو مک گئے یاری ٹٹ گئی"۔ اسلئے ایسے سب آدمیوں
سے تم کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ تمہاری سرلتا اور سیدھے پن
کا ناجائز فائدہ نہ اُٹھاویں۔ اور ساتھ ہی تم کو اپنے من میں بے وقوف نہ بناویں
لیکن اس سے آپ یہ سمجھ لیویں کہ دوست کو ضرورت کے وقت کچھ دینا نہیں چاہئے
اور جو مانگتا ہے۔ وہ خود غرض ہے۔ نہیں ایسا نہیں۔ دوست کی بوقت ضرورت

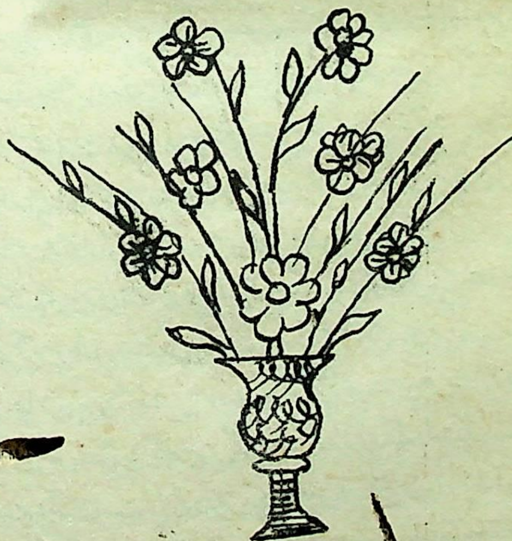
وُہ اوّل درجے کے بدچلن اور بدمعاش ہیں۔ اور پھر اُسپر فخر کرتے ہیں۔ اس لئے وُہ بیوقوف ہیں۔ اگر یہ دونوں باتیں نہیں۔ تو وُہ مکّار ہیں۔ ان تینوں حالتوں میں تم کو اُن سے کچھ فایدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اسلئے ایسے آدمی کے ساتھ ہمیشہ اُداسین بھاو سے گفتگو کرنی چاہیئے لیکن سلوک میں خوش خلقی اور ملنساری کو کبھی بھی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ ہاں۔ مُورکھ اور کمینے آدمیوں کے ساتھ کبھی دوستی نہیں کرنی چاہیئے لیکن چونکہ اکثر ایسے آدمی پائے جاتے ہیں۔ اسلئے اُن سے دوستی نہ کرو۔ تو کبھی خواہ مخواہ دُشمنی بھی نہ سہیڑ لینی چاہیئے۔ کیونکہ اُن کی دوستی کی نسبت دُشمنی بھی کم ضرر رساں نہیں ہوتی اسلئے ایسے سب کے ساتھ اندرونی اوشواس اور سنکوچ رکھکر گفتگو کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جیسے تمہارے اُن کے ساتھ نہ بولنے سے بیفایدہ ناراضگی بڑھیگی۔ ویسے ہی اپنے من کی سب باتیں کہدینے سے بہت زیادہ نقصان پہنچیگا۔ اسلئے درمیانہ راستہ پکڑو۔

بعض آدمی معمولی حالت میں تو معمولی باتوں کو بھی کسی پر ظاہر نہیں کرتے۔ اور جب چار یاری میں باتوں کا بھوت سوار ہوکر جوش مارتا ہے۔ تو اپنی نادانی سے اپنے من کی سب باتیں کہہ ڈالتے ہیں جس سے اُن کے من کی کمزوری اور ہلکہ پن ظاہر ہوتا ہے تُم کو اپنی زندگی میں ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور دوست کی اس تعریف کو یاد رکھو۔ کہ بھلائی کا خیال کرکے بُرے کاموں سے ہٹا کر اچھے کاموں میں لگاتا ہے۔ چھپانے کے لایق باتوں کو ہمیشہ چھپاتا ہے یعنی عیوب کو چھپاتا ہے۔ ہُنر اور صفات کو ظاہر کرتا ہے مُصیبت آنے پر جو ساتھ نہیں چھوڑتا۔ بوقت ضرورت مقدور بھر ساتھ بھی دیتا ہے اسی کو دانا اچھّا دوست کہتے ہیں [illegible] ور جو سامنے میٹھا بولنے والا اور پیٹھ کے پیچھے کام بگاڑنے والا اور نندا کرنے والا ہے ا[illegible]ت پڑنے پر بہانے بنا کر بھاگنے والا ہے۔ دوست کے عیب اور پوشیدہ رازوں کو ظاہر کرنے والا۔ وشواس گھاتی۔ بات بات میں بگڑنے والا۔ خود غرض۔ جھوٹا۔ چھورا۔ جوا کھیلنے والا۔ یا کسی دوسری بُری عادت میں جوڑنے

دھن

دُنیا کے اندر جتنے خوبصورت کام تُم دیکھتے ہو۔ جتنی اعلےٰ سے اعلےٰ عمارات اور نفیس سے نفیس کپڑے اور باقی تمام دُنیاوی خوشی اور آرام کے جتنے کام ہیں۔ اُن سب کا مُول کارن (علت غائی) یہی چیز ہے۔ غلطی پر ہے وُہ دُنیادار جو خانہ دار ہو کر پھر دولت کی طرف سے لاپرواہ اور ویراگ وان ہے۔ اِس کے بغیر نہ تو تُم اپنے ہی کام کر سکو گے۔ اور نہ اپنے دوستوں کی تکالیف کو ہی رفع کر سکو گے۔ پیسے کی قدر و قیمت کو وہی جانتے ہیں۔ جو اُس کی غیر حاضری سے تکلیف اُٹھا چکے ہیں۔ کئی دُنیا دار اور عیالدار صرف اس کمی کے باعث خودکشی کرتے ہوئے دیکھے گئے اور سچ تو یہ ہے کہ درندوں اور خوفناک جانوروں سے بھرے ہوئے جنگل میں جا کر رہنا اچھا ہے زمین پر سوتے ہوئے درختوں کی چھال پہن کر اور ہاتھوں سے بہتے ہوئے چشمونکا پانی پی کر عُمر گذار دینا اچھا ہے لیکن اپنے رشتہ داروں میں دھن ہین زندگی کا رکھنا اچھا نہیں۔ کیونکہ غریب آدمی کا نہ کوئی ساتھ کرتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی باعزت بولتا ہے۔ جلسوں میں امیروں کے گھر پر گیا ہُوا نِردھن اور غریب آدمی لاپرواہی اور حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ غریب آدمی بڑے لوگوں سے دُور ہی مارے شرم کے کھڑا رہتا ہے۔ اس لئے میں تو برہم ہتیا کی طرح غُربت کو بھی پاپ تک سمجھتا ہُوں۔ اور یاد رکھو۔ کہ گھی۔ نمک۔ تیل۔ چاول۔ ساگ لکڑی وغیرہ ہر روز کی استعمال ہونے والی چیزوں کی ہر روز کی فکر اور چنتا سے عقلمند لیکن نردھن کی بھی عقل ماری جاتی ہے۔ جس انسان کو پیٹ کا سوال ستا رہا ہو اُس سے اعلیٰ کاموں کا خیال رکھنا فضول اور نادانی ہے نیتی میں

اپنے مقدور کے مطابق خُوب مدد کرو- کیونکہ اگر تُم اپنے پیارے دوست کی
بروقت ضرورت مدد نہیں کرتے ہو- یا بہانے بناتے ہو- یا اور کسی طرح اپنے
ہلکاپن کا اظہار کرتے ہو- تو نہایت ہی قابلِ افسوس بات ہے- اور اِس سے تمہارا
کمینہ پن ٹپکتا ہے- اسلئے کبھی ایسا نہ کرو- اور یاد رکھو- کہ جو خود دوسرے کے لئے
کچھ نہیں تیاگتا- اُس کا کیا حق ہے کہ وُہ دوسرے سے اپنے لئے کوئی خواہش رکھے
اور اِس قسم کا تیاگ بھاؤ اکثر اپنی مثال سے دوسروں میں لانا پڑتا ہے- اسلئے
دوسرے سے کوئی خواہش رکھنے سے پہلے تُم کو خود اُس کے لئے کچھ کرنا چاہئے
اپنی اور اپنے دوستوں کی ضرورتوں کو پُورا کرنے کے لئے ایک چیز کی بڑی
ضرورت ہے- اور وُہ روپیہ یا دھن ہے- اسلئے اُس کے حاصل کرنے کی بھی
پُوری کوشش کرو +



کا باعث ہوتا ہے - اس لئے میرے خیال میں جتنی انسان کی خواہش ہے -
اُتنا تو نہیں لیکن جتنی اُس کو حقیقی ضرورت ہے - اُتنا اُس کے پاس دھن کا ہونا
نہایت ضروری ہے - تم جوان ہو اور یہی عمر ایسی ہے - کہ جس طرف دل لگا کر کام کروگے
اُسی میں کامیابی ہوگی - ہمیشہ خیال رکھو - کہ نیک اور اعلےٰ صفات جلدی حاصل
نہیں ہوتیں - اور وہ بھی سب نہیں مل سکتیں - یہ سب بچپن میں ہی ملنی چاہئیں -
ورنہ پھر کبھی آسانی سے نہیں مل سکتیں - اگر بچپن میں ایک دفعہ مضبوط ہو جاویں -
تو پیچھے کبھی نہیں مٹتیں - کیونکہ پھر اُن کی عادت ہو جاتی ہے - اسلئے ابھی سے اپنی
عادات کو ایسا سادہ اور اعلیٰ بناؤ - کہ وہ بڑے ہو کر تمہارے سُکھ کا باعث ہوں -
اور یاد رکھو کہ جس شخص کا قابو اپنے من پر اور اپنی عادات پر نہیں ہے - وہ نہ تو کبھی
دُنیا میں سُکھی ہو سکتا ہے اور نہ ہی لکشمی کی پوتر دیوی ایسے شخص کو پسند کرتی ہے - تُمنے
دیکھا ہوگا - کہ بڑے بڑے امیر آدمیوں کے جب بُری عادات والے لڑکے پیدا ہو جاتے
ہیں - تو دھن دولت کیسے پر لگا کر اُڑ جایا کرتی ہے - اگر دھن دولت کو اپنے پاس
دیکھنا چاہتے ہو - تو اپنی عادات کو سُدھارو - اور محنتی بنو - کیونکہ عادات کو سُدھارے
اور محنت کئے بغیر آجتک کوئی بھی دولت مند نہیں ہوا - بد عادات لاپرواہی اور سُستی
کی تو دھن سے پکی دشمنی ہے - یہ اچھی طرح خیال رکھو - کہ ہماری سُستی اور لاپرواہی
ہمارے سارے کام بگاڑ دیتی ہے - اِسی سُستی لاپرواہی اور جھوٹے وشواس نے
ہی واٹرلو کے میدان میں فرانس کی قسمت کا فیصلہ کر دیا تھا - انگلینڈ اور نپولین
کی لڑائی تھی - نپولین نے جنگ کا نقشہ بنایا - اور اپنے کمانڈر انچیف کو ایک خاص
ضروری مقام پر انگلش فوج کے پہنچنے سے پہلے پہنچ جانیکو کہا - کیونکہ اُس کا خیال
تھا - کہ اُسی شخص کی فتح ہوگی - جو پہلے اُس جگہ پہنچکر اُس مقام کو اپنے قبضہ میں کریگا
اُس کا کمانڈر انچیف اپنی تھکی ہوئی فوج کو لیکر بڑی سُرعت سے اُسطرف گیا

کہا ہے۔ کہ بھوکا آدمی اپنے بال بچوں اور عورت کو چھوڑ دیتا ہے۔ بھوکی
سرپنی اپنے انڈوں کو کھا لیتی ہے۔ کونسا پاپ ہے جِسکو بھوکا نہیں کرتا۔ جسوقت
انسان کے اندر بھوک گھر کر جاتی ہے۔ تو اُس وقت اس میں دیا۔ کشما۔ دان۔ تپ
وغیرہ تمام خوبصورت صفات مفقود ہو جاتی ہیں۔ اسلئے دُنیاوی زندگی کے دارو
مدار اس ضروری چیز کو نہایت اہم کرنے میں کبھی لاپرواہی مت کرنا۔ اتنا ہونے پر
بھی اپنی زندگی کا اعلےٰ مقصد اسی کو نہ سمجھ بیٹھنا۔ ہاں یہ اُس اعلےٰ انسانی
مقصد کو پُورا کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ مُورکھ ہیں وہ جو اس ذریعہ کو ہی اپنا
مقصد سمجھ بیٹھے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ اگر دو روپیہ ہاتھ آسے اور ایک آدمی یا
اپنا دھرم ہاتھ سے جاتا ہے تو جانیدو۔ لیکن اُن کی یہ نیتی کوتہ اندیشی پر انحصار رکھتی
ہے۔ اگر دو کیا دس روپیہ خرچ کرنے پر بھی ایک آدمی کا دِل ہاتھ آسکتا ہو
تو ہمیشہ انسانی دِل کی قدر کرنی اور اس ہاتھ کی میل کو اُس پر سے نیوچھاور
کرنے میں کبھی لیت ولعل نہ کرنا۔ بعض آدمی اپنے بخیل پن کو ہی اپنی اعلےٰ صفت سمجھتے
ہیں۔ اِس بُری عادت کو تم نے کبھی اپنے میں داخل نہ کرنا۔ اس کے متعلق میں اتنا
ہی لکھتا ہُوں کہ جیسا کنجوس ہونا بہت بُرا اور کمینہ پن ہے۔ ویسے ہی بلا ضرورت
یُونہی خرچ کرتے چلے جانا بڑی نادانی ہے۔ بلا ضرورت اگر تمہارا ایک پیسہ بھی
خرچ ہُوا ہو۔ تو اُس کے لئے افسوس کرنا واجب ہے لیکن ضرورت پر اگر ہزاروں
روپیہ صرف ہو جاویں اُس کے لئے ذرا افسوس نہ کرنا۔ میں تو دولت کو جُوتے کی مانند
سمجھتا ہُوں۔ جیسا کہ جُوتہ جب تنگ ہوتا ہے تو پاؤں کو کاٹتا اور انسان کو تکلیف
دیتا ہے۔ اور اگر ڈھیلا ہو۔ تو جہاں وہ پاؤں سے نِکل جاتا ہے وہاں کئی [illegible]یں
بھی کھانی پڑتی ہیں۔ اسی طرح دولت کا حال سمجھو۔ اُس کی تنگی ہونے پر کئی قسم
کی تکلیفیں اُٹھانی پڑتی ہیں۔ اور زیادہ ہونے پر وہ انسان کی گراوٹ اور عیاشی

گھر کا جلد خاتمہ ہونے والا ہے۔ دولتمند وہی ہو سکتا ہے جو محنتی ہے اور محنتی آدمی کبھی کسی چیز کی بے قدری نہیں کرتا۔ جو چھوٹی چھوٹی چیزوں کی بھی حفاظت کرتا ہے اور وقت پڑنے پر اُن کا مناسب استعمال کرتا ہے۔ بس پورا وشواس رکھو کہ وُہ جلد صاحبِ دولت اور فارغ البال ہونے والا ہے۔ اب میں روپیہ بچانے کے چند قواعد لکھتا ہُوں لیکن بیشتر اس کے کہ میں تم کو بچت کے قواعد تبلاؤں۔ میں تم کو نیو آرلین کے جاہن ڈانوف کی قبر پر لکھی ہوئی نصیحتوں کو تبلانا چاہتا ہُوں۔ ان کا تم نے اپنی زندگی میں خیال رکھنا۔ یہ نصیحتیں بڑی کام کی ہیں اگر تم نے ان کا خیال رکھا اور ان پر عمل کیا۔ تو بہت ہی آرام حاصل کرو گے اور فائدہ اُٹھاؤ گے وُہ یہ ہیں:۔

(اوّل) ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ ہماری زندگی کی ہستی ہماری محنت پر منحصر ہے۔ (۲) وقت سونا ہے ایک پل بھی فضول ضائع مت کرو۔ ہر ایک منٹ کو نیک کاموں میں لگاؤ۔ (۳) دوسروں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو۔ جیسا کہ تم چاہتے ہو۔ کہ وُہ کریں (۴) جو کام آج ہو سکتا ہے اُسے کل مت چھوڑو۔ (۵) جو کام تم خود کر سکتے ہو۔ اُس کے لئے کبھی دوسرے سے مت کہو۔ (۶) جو چیز تمہاری نہیں ہے اُسکی کبھی خواہش مت کرو۔ (۷) کسی بھی چیز کو حقیر مت سمجھو (۸) جس چیز کی آمد نہیں ہے اُسکو فضول ضائع مت کرو (۹) پیدا کرو کھو مت (۱۰) تمہاری زندگی کے تمام کام باقاعدہ ہوں (۱۱) ہمیشہ پروپکار کی مشق کرو (۱۲) جس چیز سے تم کو آرام ملتا ہے۔ اُسکو کبھی مت چھوڑو۔ زندگی ہمیشہ سادگی اور کفایت شعاری سے گذارو۔ (۱۳) آخری وقت تک محنت کو کبھی نہ چھوڑو۔

جب اُس خاص مقام سے تین میل کے فاصلے پر پُہنچا۔ تو اُس کے دِل میں آیا۔ کہ
اب کیا ہے۔ اب یہ مقام میرے قبضہ میں ہے۔ اب اَور کون اِس پر قابض ہو سکتا ہے
اس جھُوٹے وشواس اور آرام طلبی کے خیال سے اپنی فوج کو آرام کرنے کے لیئے حکم
دیدیا۔ رات ہو چکی تھی۔ سپاہی لیٹتے ہی سو گئے۔ اُس کی فوج تو اُس مقام سے تین
میل کے فاصلہ پر تھی۔ لیکن ولنگٹن کی فوج جو کہ سر کار انگلشیہ کی بڑی فوج کا
کمانڈر انچیف تھا۔ پندرہ میل کے فاصلہ پر تھی۔ جب اُس کو معلوم ہوا کہ نپولین آرہا
ہے۔ تو وُہ فوراً اپنی سپاہ کو لیئے ہوئے رات میں ہی اُس خاص مقام پر آ کر قابض
ہو گیا۔ صبح جب نپولین کے کمانڈر انچیف کی آنکھ کھُلی۔ تو کھوکھا فوج کو اپنے چاروں
طرف پایا۔ پس اتنی ہی لاپرواہی اور سُستی سے نپولین شہنشاہی سے اُتر کر قیدی
بنا۔ اور قید خانہ میں ہی اُس کے آخری سانس ختم ہُوئے۔ دیکھا اُن کی ذراسی
سُستی نے کتنا نقصان عظیم برپا کر دیا۔ غافل گرستھیوں کی غفلت سے کئی قسم
کے خوفناک نقصان اور چوری وغیرہ کے واقعات اکثر ہوتے دیکھے جاتے ہیں بعض
دس یا بیس روپیہ خرچ کر کے ایک صندوق تو منگوا لیتے ہیں۔ کہ اُنکی چیزیں
سنبھالی رہیں لیکن ایک روپیہ تالے پر خرچنے میں سُستی کر دیتے ہیں۔ یا اپنی ہی
لاپرواہی اور غفلت سے چابیاں اِدھر اُدھر پھینک دیتے ہیں جس سے بدمعاشوں
اور نوکروں کو چوری کا موقعہ مِل جاتا ہے۔ اَور پھر وُہ ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں اس
لیئے دُنیادار کو ہوشیار۔ چوکنا۔ دُور اندیش اور نرم السبی ہونا چاہیئے۔ تب ہی
زندگی کے دِن آرام سے گذارے جا سکتے ہیں۔ ورنہ پھر تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا
ہے۔ پیارے بھائی! دُنیادار ہو کر تو لاپرواہ کبھی مت بنو۔ گھر میں چھوٹی چھوٹی
چیزوں کی بھی قدر کرنی سیکھو۔ جس گھر میں چھوٹی چھوٹی چیزوں کی حفاظت نہیں
کی جاتی۔ اور اُن کا خاص خیال نہیں رکھا جاتا۔ بس اچھی طرح سمجھ لو کہ اُس

ہو۔ تو اِن چند باتوں کا ہمیشہ خیال رکھو۔ اور یاد رکھو۔ کہ آمدنی سے ہمیشہ
کم خرچ کیا کرو۔ اور آگے کے لیئے ضرور کچھ نہ کچھ بچا کر رکھتے رہو۔ بعض بیوقوف
اپنے امیر پڑوسیوں کی نقل سے اپنا خرچ اپنی آمدنی سے بڑھا لیتے ہیں۔ یا
اگلا خیال نہ رکھکر جو کچھ آمدنی ہوتی ہے۔ وہ سب خرچ کر دیتے ہیں۔ اُن سے
بڑھکر کوتہ اندیش کوئی نہیں ہوتا۔ ایسے آدمیوں کی جو حالت ہوتی ہے۔ اُسکو تجربہ کار
اور دُور اندیش اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایسے آدمی بعض وقت خود اور بعض اُنکی اولاد
دوسروں کے رحم کی محتاج ہوتی ہے۔ اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں اور
آئے دِن دیوالوں کا نِکلنا اِسی کا بڑا ثبوت ہے۔ لیکن میں تم کو ایک نہایت دردانگیز
اور سچا واقعہ سُناتا ہوں۔ جو حال ہی میں سرزد ہوا تھا۔ اور جس نے مجھپر نہایت
گہرا اثر ڈالا۔ وہ یہ ہے کہ ایک سُنار کپورتھلہ میں رہتا تھا۔ وہ اپنے کام میں
بے مِثل کاریگر تھا۔ اسلیئے اُس کی بڑی خاصی آمدنی تھی۔ اپنی زندگی میں وہ نہایت
امیرانہ ٹھاٹھ رکھا کرتا تھا۔ کمروں میں مخملی بسترے اور مخملی فرش ایک معمولی بات
تھی۔ گویا بڑے ہی عیش و عشرت میں دِن گذارتا تھا۔ اپنی عورت کو اُسنے نہایت
ہی اعلےٰ طریقہ سے رکھا۔ اور یہی حال اُس کے بال بچوں کا تھا لیکن جیسا کہ
عموماً کاریگروں کا قاعدہ ہے تھا وہ بڑا کوتہ اندیش یعنی اُسکو کبھی بچانے کا خیال
نہ آیا۔ جو آیا سب خرچ۔ اور اگر کوئی یار دوست کہتا بھی۔ کہ بھائی یہ طریقہ درست
نہیں۔ کچھ بچایا کرو۔ تو مُسکرا کر یہ جواب دیدیتا۔ کہ جتنے کہو اُتنے میں ایک گھنٹہ میں
پیدا کر سکتا ہوں۔ اور بات بھی ٹھیک تھی۔ اُس کے دوست خاموش ہو جاتے
وہ ہمیشہ اپنے اُوپر جھوٹا بھروسہ کرتا ہوا یہ خیال کیا کرتا تھا۔ کہ روپیہ ہے کیا
چیز۔ ایک مہینہ میں ہزاروں روپیہ جمع کر لونگا۔ اور اگر چھ مہینے بھی اس طرف
خیال رکھا تو لاکھوں ہو جاویں گے۔ بس وہ اِس خیال سے ہی مطمئن رہتا

کفایت شعاری

جس دھن کو اکٹھا کرنے کے متعلق میں تم کو پچھلے سبق میں بتلا چکا ہوں اُسکے اکٹھا کرنے کا ایک طریقہ کفایت شعاری بھی ہے۔ لیکن کفایت شعاری کو کنجوسی مت سمجھ لینا۔ کفایت شعاری اور کنجوسی میں بڑا فرق ہے۔ کفایت شعاری کے معنے ہیں۔ کہ مناسب موقعہ پر اور ضرورت پر خرچ کرنا۔ لیکن بلا ضرورت ایک پیسہ بھی فضول نہ کھونا۔ اگر نامناسب جگہ اور بلا ضرورت اشیاء پر تم دل کھولکر خرچ کرتے رہوگے۔ تو فضول خرچ کہلاؤگے۔ اور فضول خرچ کے پاس کتنا بھی روپیہ کیوں نہ ہو۔ وہ اپنی ضروریات کو پورا نہ کرسکیگا۔ اور پھر اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اُسکو اوروں سے مانگنا پڑتا ہے۔ یاد رکھو کہ مانگنے سے بڑھکر کوئی پاپ نہیں ہے۔ اِس سے رُعب اور عزت دونوں خراب ہوجاتی ہیں۔ اس لئے ہمیشہ چادر دیکھکر پیر پسارو۔ انتظام اور دانائی سے اس طریقہ پر خرچ کرو۔ کہ پھر ضرورت کے وقت اوروں کا مُنہ نہ دیکھنا پڑے۔ جو بے طریقہ خرچ کرتے ہیں۔ وُہ بہت زیادہ روپیہ خرچ کرنے پر بھی اُتنا فایدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ جتنا کہ ایک باطریقہ مناسب موقعہ اور دانائی سے خرچ کرکے فایدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اور اگر تم بوقت ضرورت یا مناسب موقعہ آنے پر بھی خرچ میں آگا پیچھا کروگے۔ تو جہاں کنجوس کہلاؤگے۔ وہاں اپنی ناسمجھی سے اپنا کام بھی بگاڑلوگے۔ اور اپنے متعلق اپنے دوستوں میں نفرت کو پیدا کروگے۔ فضول خرچی اور کنجوسی کے درمیانہ راستہ کو ہی کفایت شعاری کہتے ہیں۔ دُنیا میں روپیہ کے متعلق اگر سُکھ چاہتے ہو۔ تو اس درمیانہ راستہ کو اختیار کرو۔ اگر دھن کے متعلق اپنے آپ کو بے فکر بنانا چاہتے

ہُوا۔ تو پھر کس کا مُنہ دیکھو گے۔ اسلیئے ایسی نادانی کی حرکت کبھی نہ کرو۔ اپنی آمدنی
اور خرچ کا باقاعدہ حساب رکھا کرو۔ اور سال یا ماہواری خرچ کا پہلے بجٹ بنا لیا
کرو۔ اور پھر خاص خاص حالات چھوڑ کر عام طور سے اُس کے مطابق خرچ کیا کرو
یہ سالانہ یا ماہواری خرچ کا بل بناتے وقت اپنی بچت کا پہلے خیال رکھ لیا کرو۔ ایسا
کرنے سے تم بہت سی تکالیف سے بچ جاؤ گے۔ پانچواں طریقہ اس معاملے میں سکھی
رہنے کا یہ ہے کہ کسی اچھی کمپنی میں اپنی زندگی کا بیمہ کروا لینا چاہیئے۔ تاکہ مرنے کے بعد
اولاد کو کافی روپیہ مل جاوے جو شخص اپنی زندگی کا بیمہ کروا لیتا ہے وُہ اِن کلپناؤں
سے کہ میرے مرنے کے بعد میری اولاد کا کیا حال ہوگا۔ لڑکے کی تعلیم اور لڑکی کی شادی
کون اور کیسے کریگا۔ بچ جاتا ہے۔ اور اس پہلو میں قطعی بفکر ہو جاتا ہے۔ چاہے بیمہ
کروانے کے چند دن بعد ہی موت اُسکو اِس دُنیا سے رخصت کر دیوے۔ ہمیشہ یاد رکھو
جیسا کہ میں کئی دفعہ تمکو کہا کرتا ہُوں۔ کہ صرف دھن ہی ترقی کی نشانی نہیں ہے
جب تک جسمانی صحت اور دھن کی ترقی کے ساتھ ساتھ نیک چلنی اور اچھی عادات
اور دوسری عمدہ صفات کی ترقی کی طرف دھیان نہ رکھا جاوے تو یہ دھن کی
ترقی قابلِ عزت ہونے کی بجائے قابلِ لعنت بن جاتی ہے۔ کیونکہ اس سے پھر
عیاشی اور بھوگ ولاس کی سامگری زیادہ سے زیادہ اکٹھی کرنے کے سوا اور کام نہیں
لیا جاتا۔ اسی بات کو مدنظر رکھکر حضرت مسیح نے کہا ہے کہ "یہ ممکن ہے کہ اونٹ سوئی
کے سوراخ میں سے گذر جاوے۔ لیکن دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا
ممکن نہیں"۔ یہی بات عام حالتوں میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگر معمولی آدمی کے پاس زیادہ
دولت پیدا ہو جاوے۔ تو وُہ اُس سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ کیونکہ وُہ اُس سے
سوائے عیاشی کا سامان اکٹھا کرنے اور حرام کاریوں کی طرف طبیعت کو لیجانے
کے وُہ اُس کا استعمال ہی نہیں سوچ سکتا۔ یہ سب باتیں اُسکی ترقی کی نہیں۔

رہتا۔ آخر کار اچانک اُسکو موت نے آدبایا۔ بس پھر کیا تھا۔ اُس کی آنکھ بند ہونے
کی دیر تھی۔ کہ لکشمی دیوی بھی اُس کے گھر سے چلی گئی۔ اندوختہ تو کچھ تھا ہی
نہیں۔ جو مصیبت کے وقت کام آتا۔ کچھ دیر تو اُسکی عورت نے اپنے زیورات
وغیرہ سے کام چلایا۔ لیکن اس طرح کب تک چلتا۔ آخر کار کچھ اسطرح خرچ
کرنے سے اور کچھ ساہوکاروں کا دینا بھی نکل آیا۔ اُس کے بیباک کرنے میں صرف
ہوگیا۔ اور کچھ تھا ہی نہیں۔ ساہوکاروں نے اُس کے مکانات پر قبضہ کر لیا۔ اور
اب اُس کی عورت ایک نہایت خستہ حال کچے مکان میں رہکر اور دوسروں
کے گھر کی محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنی اولاد کا پیٹ بھرتی ہے۔ اور نہایت
ہی بُری حالت سے اپنی زندگی کے دن پورے کر رہی ہے۔ اسی لئے میں کہتا
ہوں کہ آمدنی سے تھوڑا خرچ کرنا چاہئے۔ چاہے ایسا کرنے میں کچھ تکلیف بھی
اُٹھانی پڑے۔ اور اپنی بعض خواہشات کو بھی دبانا پڑے۔ اِس قسم کی تکلیف (جو
حقیقت میں تکلیف نہیں ہوتی) اٹھا کر بھی اس سُنہری اصُول کو اپنی زندگی میں
داخل کرنا۔ دوسرے ہر ایک چیز کو نقد خریدو۔ کوئی چیز اُدھار نہ لو۔ یاد رکھو کہ جو اُدھار
اور قرض لیتا ہے وہ ضرور دھوکہ کھاتا ہے۔ بلکہ بعض حالتوں میں بے ایمان۔ جھوٹا۔
فریبی بن جاتا ہے۔ اسلئے ایسا کبھی جہاں تک ہو سکے نہ کرو۔ اور اگر تم کو کبھی اِس کی
ضرورت پڑ جاوے تو ایسا کر سکتے ہو۔ لیکن پھر اس بات کو یاد رکھو کہ اُدھار کا روپیہ ادا
کرنے میں کبھی غفلت نہ کرو۔ اور فوراً وقت پر خود ادا کر دیا کرو۔ اس معاملے میں نوکروں
پر بھروسہ نہ کیا کرو۔ دوکانداروں یا کسی دوسرے کا حساب اپنے سامنے صاف کروایا
کرو۔ ورنہ تمکو کبھی کبھی دھوکا اُٹھانا پڑیگا۔ تیسرے اس بات کا بھی خیال رکھو کہ
مستقبل میں تم کو فائدہ ہوگا۔ اسلئے اپنے ہاتھ کی سب پونجی نہ لگا دینا۔ فائدہ ہونا
تو مشکوک ہے۔ لیکن اب جو کچھ تمہارے پاس ہے اُسکو خرچ کر دوگے۔ تو پھر اگر نقصان

اچھّی عادات

اچھی عادات کو حاصل کرنیکا بچپن میں ہی ابھیاس کرنا چاہیئے۔ ورنہ اُن کا حاصل کرنا نہایت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ اکثر سب کی سب حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اِس بات کو اپنے ذہن نشین کر رکھو کہ دُنیا نیک۔ رحمدل۔ ہنس مکھ اور وسیع الخیال آدمی کو ہی پیار کرتی ہے۔ اسلیئے اِن پسندیدہ صفات کو اپنے اندر داخل کرو۔ تعصّب۔ تنگدلی اور جلدی رنجیدہ ہونا اور جھوٹ بولنا وغیرہ اخلاقی زندگی کو کمزور کرنے والی۔ حُقّہ نوشی سگرٹ اور دوسری مخدر منشی اشیاء وغیرہ کی مذموم عادات جو کہ جسمانی صحت کو نشٹ کرنیوالی ہیں قطعی طور سے چھوڑ دینی چاہئیں۔ گو میں یہ جانتا ہوں۔ کہ یہ بُری عادات تم میں پائی نہیں جاتیں۔ لیکن آئندہ لوگوں کی دیکھا دیکھی یا کسی دوست کی بہکاوٹ میں آ کر اُن میں کوئی گرہن نہ کر لو۔ اسلیئے میں لکھ رہا ہوں۔ پیارے بھائی پہلی اخلاقی عادات کی خرابی سے تم اپنی زندگی کو ناکامیاب بنا لوگے۔ اور اپنے دُشمن یا نفرت کرنے والے زیادہ پیدا کر لوگے جس سے زندگی میں سخت تکلیف اُٹھانی پڑیگی۔ کیونکہ دُنیا میں کوئی بھی کسی کا دوست نہیں اور نہ ہی کوئی کسی کا دُشمن ہے۔ اِنسان اپنے ہی افعال سے اپنے دوست اور اپنے ہی افعال سے اپنے دُشمن اپنے چاروں طرف اکٹھا کر لیتا ہے۔ میرا تو پورا وشواس ہے کہ اِنسان اپنی کامیابی اور ناکامیابی کے لئے آپ ہی ذمہ وار ہے۔ کیونکہ انسان آپ ہی اپنی حفاظت کر سکتا ہے۔ باہر سے کوئی شکتی کسی کو محفوظ نہیں کر سکتی جس کا اندر والا من جبکی حفاظت نہیں کرتا۔ اسکو کوئی محفوظ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ زندگی اندر سے باہر کو آتی ہے۔ باہر سے اندر کو نہیں دھکیلی جاتی۔ جتنے درخت اور پودے ہیں یہ سب

بلکہ تنزل کے نشان ہیں - اور اگر بھوگ ولاس کے پیدا کرنے والے دھن کی ہی دُنیا میں عزت ہوتی تو لوگ "کنجروں" کی زیادہ عزت کرتے - کیونکہ وہ ظاہرہ بڑے آرام اور ٹھاٹھ سے زندگی گذارتے اور ہر وقت عیش و عشرت کی چیزوں سے گھرے رہتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ دُنیا ان باتوں کی عزت نہیں کرتی - صرف علم - نیک سیرت عمدہ اور سادہ عادات اور پروپکار کی لگن ہی ایسی باتیں ہیں - جو انسانی زندگی کو مزین اور پُرشہرت بنانے والی ہیں - ان اعلےٰ صفات کی ترقی میں ہی انسان کی رُوحانی مجلسی اور مُلکی ترقی پوشیدہ ہے - اسلئے ہمیشہ ان باتوں کا خیال رکھو - کیونکہ دُنیا میں وہی آدمی سُکھی رہتا ہے - جو اپنے آپ کو اپنے قابو میں رکھتا ہے اور دولت کا جائز استعمال کرتا ہوا اپنی اور اپنے دوستوں کی ضروریات کو پُورا کرتا ہے - اور پروپکار کے کاموں میں خرچ کرتا ہے - یہی دولت کا جائز استعمال ہے - جس سے لوک اور پرلوک دونوں سُدھر جاتے ہیں - اور ہے یہ خیال ہیں جو دھن مغرور عیاش اور بدمعاش بنانے والا ہے - اُسکی نسبت تو وفقتا ہی اچھی ہے - کہ جو انسان کو سادہ محنتی اور صابر بنانے والی ہے - اس معاملے میں اب میں آخری بات کہکر آگے چلتا ہُوں - کہ جہاں دولتمند بنو - وہاں نیک - سادے - پروپکاری اور حلیم بنو - کہ جس سے اِس دُنیا میں اپنا نیک نام چھوڑ سکو - وہاں اگلے جنم میں بھی سُکھ کو حاصل کرو ✣



اور سچی خواہش پیدا کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جیسا کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں۔ کہ جب تک اندر جیون نہیں ہے۔ تو وہ باہر سے نہیں دھکیلا جا سکتا۔ اس کے متعلق زیادہ مثالیں دینے کی میں ضرورت نہیں سمجھتا ہوں۔ تم نے بہت سے ایسے کوتہ اندیش اور خودسر لڑکے دیکھے ہونگے۔ کہ جب وہ سزا دینے کی عمر سے یعنی ۱۴ یا پندرہ برس سے گذر جاتے ہیں۔ تو وہ اپنے والدین کی باتوں پر جو کہ اُن سے زیادہ تجربہ کار اور دُور اندیش ہوتے ہیں۔ کچھ دھیان نہیں دیتے۔ اور جو اُن کے من میں ہوتا ہے۔ وہی کرتے ہیں۔ والدین چاہتے ہیں کہ ہمارا نونہال ترقی کرے۔ زیادہ تعلیم حاصل کرے۔ لیکن اُن کی یہ باتیں اُن کو تیز تیروں کی مانند معلوم ہوتی ہیں اور وہ خودسرانہ کام اپنے آوارہ من کے پیچھے لگ کر کرنا شروع کر دیتا ہے جس سے پھر بعد ازاں اُس وقت پچھتانا پڑتا ہے۔ جبکہ اپنے لئے خود اُس کو جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ لیکن "پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت"۔ اسی سے میں کہتا ہوں کہ جب تک سُدھرنے کے لئے اپنے من میں خیال نہ ہو۔ تو باہر کا دباؤ یا پیار کسی کام کا نہیں ہوتا لیکن جس کے من میں ترقی کی لگن ہے۔ باہر کے حالات کیسے بھی مخالف کیوں نہ ہوں کوئی رکاوٹ اُسکو اپنے ارادہ سے نہیں روک سکتی۔ اسلئے پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنی ترقی کا اور اچھی عادات کے حاصل کرنے بُری عادات کو چھوڑنے کا اپنے اندر مصمم اور نہ ٹوٹنے والا ارادہ کرنا چاہیئے۔ پھر باہر سے حالات تمہاری مدد کریں گے جس بُری عادت کو تم چھوڑنا چاہتے ہو مضبوط ارادہ کر کے اُسی وقت چھوڑ دو۔ اور یہ کبھی بھی نہ کرو۔ کہ اس دفعہ کر لیتے ہیں پھر نہیں کرینگے۔ اس قسم کا حجت ساموہ تمہارے مقابلہ کرنے کی طاقت کو کمزور بنا دیگا۔ اور جتنی تم اسکی مشق کرو گے۔ اُتنے ہی سنسکار تم پر زبردست پڑیں گے اور جتنے زیادہ بُرے سنسکار تم پر پڑینگے

اندر سے باہر کو بڑھتے ہیں۔ اسی طرح ہماری نشوونما کا حال ہے باہر کے حالات تو
صرف اندر والی زندگی بڑھنے کی طاقت کو مدد دینے والے ہیں۔ اور اگر اندر زندگی نہ ہے
تو بیرونی تمام سامان اکارتھ چلے جاتے ہیں۔ اندر جیسی زندگی ہو ویسے ہی حالات وُہ
باہر سے اپنے اندر جذب کرتی ہے۔ مثلاً نیم زمین میں سے کڑواہی رس کھینچتی ہے۔ کیا
زمین میں مٹھاس نہیں ہے۔ ہے اور برابر ہے۔ کیونکہ پاس والا آم کا درخت زمین
کے اسی ٹکڑے سے مٹھاس اپنے اندر حاصل کرتا ہے۔ بس ٹھیک یہی اصُول انسان
کی ترقی میں کام کرتا ہے۔ چاہے وُہ جسمانی ہو یا اخلاقی۔ جیسے اندر من کے حالات
ہوتے ہیں ویسے ہی وُہ باہر سے خیالات اپنے اندر جذب کرتا ہے۔ اور پھر ویسا ہی
بن جاتا ہے۔ اسی سے مَیں کہتا ہُوں کہ اپنے اندر زندگی اور نیک زندگی کو پیدا کرو۔
اپنے من کا رجحان نیکی اور پسندیدہ عادات کے حصُول کی طرف رکھو۔ دیکھو پھر
کیسے تمکو مدد دینے والے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیون کو دُرست کرنے کا اور
بگاڑنے کا مُول کارن یہ من ہی ہے۔ اسی کی دُرستی سے جیون درست ہوتا اور
اسی کی خرابی سے جیون تباہ ہو جاتا ہے۔ من کا کام خیال کرنا اور ارادہ کرنا ہے
جس کا بار بار خیال اور ارادہ کیا جاوے۔ وُہ کام انسان کرنے پر مجبُور ہو جاتا ہے
اور جو کام بار بار کیا جاوے وہی عادت ہو جاتی ہے۔ جس طرح ایک عادت کو بنانا
پہلے مُشکل ہُوا کرتا ہے۔ اسی طرح ایک بنی ہوئی عادت کو دُور کرنا مُشکل ہوتا ہے
لیکن جو اپنی کسی عادت کو چھوڑنا ناممکن خیال کرتے ہیں۔ وُہ درحقیقت معمولی سمجھ
اور کمزور دل کے آدمی ہیں انہوں نے کبھی اِس کی بناوٹ کے کارن کو نہیں سمجھا۔ یہی
وجہ ہے کہ وُہ اپنی بُری عادت بدل نہیں سکتے۔ مَیں تُم کو یقین دلاتا ہُوں کہ اپنے
اندر نئی عادات کو داخل کرنا یا پچھلی کو چھوڑنا اتنا مُشکل نہیں ہے جتنا کہ سمجھ لیا گیا ہے
لیکن پہلے اپنی عادات کو عمدہ بنانے یا بُری عادات کو چھوڑنے کی اپنے اندر زبردست

خیالات کا اثر جسم پر

ممکن ہے کہ تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہو جاوے۔ کہ ایک معمولی سے خیال کی کہ جس کی کوئی شکل نہیں اور جس کی ہستی بھی اچھی طرح معلوم نہیں ہوتی اُس کا اتنا اثر کیسے ہوتا ہے؟ یہ بات ٹھیک ہے اور عام لوگ اِس کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ کہ من میں چاہے جیسے خیالات آویں۔ لیکن ہمارے کام اچھے ہونے چاہئیں گویا وہ خیالات کو کوئی وقعت ہی نہیں دیتے۔ لیکن یہ اُن کی بھول ہے۔ میں اِسکو ایسا نہیں مانتا ہوں۔ میرا تو یہ پورا وشواس ہے کہ جیسا ہم مضبوط ارادے سے بار بار سوچیں گے ویسے ہی بن جاویں گے۔ کیونکہ من کے اندر جیسی لہریں اُٹھتی ہیں ویسی ہی بیرونی جسم میں تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک آدمی کے اندر غصہ کے خیالات زیادہ بڑھ گئے۔ تو کیا اِس کا جو اثر بیرونی جسم پر پڑا ہے اُس سے کوئی انکاری ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ سر سے لیکر پاؤں کی ایک چھوٹی انگلی تک میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ آنکھیں سُرخ ہو جاتی ہیں۔ بھویں چڑھ جاتی ہیں۔ خون میں ایک زہریلا جوش اور جسم میں کپکپی آجاتی ہے۔ اسی طرح خوف دُکھ۔ رنج اور خوشی کے خیالات جسم پر اثر پذیر ہوتے ہیں۔ بعضوں کے آنے سے جسم پژمردہ۔ ہونٹ خشک اور چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ بعضوں کے آنے سے آنکھوں میں چمک چہرے پر مسکراہٹ اور جسم میں رونق آجاتی ہے۔ ایسی حالت میں بھلا تُم ہی تبلاؤ کہ ایسی مؤثر طاقت کو کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ قوتِ خیال اُس وقت بڑا اور بھی زبردست اثر کرتی ہے۔ جبکہ قوتِ تمیز کو زائل کر دیا جاوے۔ یعنی انسانی جسم میں دو چیزیں کام کرتی ہیں۔ ایک ”بدھی“ اور دوسرے ”من“ بُدھی کا

اُتنا ہی پھر اُس کام کو کرنے کو تمہارا دل چاہیگا۔ اور دِلی خواہش سے دھکیلے ہُوئے پھر وہی کام کرنے پر مجبُور ہو گے اور اس طرح سے ایک ایسا سِلسلہ شروع ہوگا جسکا کبھی خاتمہ نہیں ہو سکیگا۔ اسی لئے میں کہتا ہُوں۔ کہ جب کِسی عادت کو چھوڑنے کا خیال پیدا ہو۔ اُسی وقت اُس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور پھر جب اُس کے خیال آویں۔ فوراً اُن کو چھوڑ کر عُمدہ خیالات سوچنا شروع کر دیا کرو۔ یا اُسی وقت اپنے من کو کسی کتاب کے مطالعہ یا اور دوسرے کسی کام میں لگا دیا کرو۔ گو شروع شروع میں تو کچھ طبیعت میں بدمزگی معلوم ہوگی اور کچھ بُرا اور روکھا پن بھی لگے گا لیکن یہ پہلے چند بار ہی ہوگا پھر نہیں۔ کیونکہ جو کام بار بار کیا جاوے۔ پھر اُسی کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور دماغ بھی ویسا ہی کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اِسلئے جیسے کام تم کرنے چاہتے ہو۔ اُنہیں کا بار بار تُم خیال کیا کرو۔ خیالات کی یہ لہریں تمہارے دماغ پر ویسی ہی ٹکوریں لگا دیں گی۔ جس سے تُم وہی کام کرنے لگو گے۔ جیسا کہ تم سوچتے تھے۔ کیونکہ فعل کے دھکیلنے والے یہ خیال ہی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے رشی لوگوں نے کہا ہے کہ "جیسا من سوچتا ہے ویسا ہی زبان بولتی ہے۔ جیسا زبان بولتی ہے۔ ویسا ہی انسان فعل کرتا ہے"۔ اسی لئے میں کہتا ہُوں۔ کہ زبان اور فعل کے دھکیلنے والے خیالات کو قابُو کرو۔ اِن کے قابُو کرنے سے تُم اپنے اور اپنی عادات کے مالک بن جاؤ گے۔

داخل کرنا چاہتے ہو تو اُس وقت سوچا کرو۔ جبکہ تم آرام کی حالت میں ہو اور تم نے شاید کبھی اس کا تجربہ کیا ہے یا نہیں۔ اگر نہ کیا ہو تو اب کر کے دیکھ لینا کہ جب تم سونے لگو۔ تو رات کو اپنے من میں اپنا نام لیکر یا اپنے من کو ہی اچھی طرح مخاطب کر کے یہ کہنا کہ تم مجھے ضرور اتنے بجے جگا دینا۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اُتنے ہی بجے ایک دفعہ تو تم ضرور جاگ جاؤ گے۔ آگے اُٹھنا یا نہ اُٹھنا تمہارے اختیار میں ہے۔ اِس سے اچھی طرح تم سمجھ گئے ہو گے کہ آرام کی حالت میں جبکہ نیم غنودگی طاری ہو۔ تمام عضلات ڈھیلے ہوں۔ ایسی صورت میں اپنے اندر خاص قسم کے خیالات اُٹھانے کا خاص قسم کا اثر ہوتا ہے۔ جسم اور دماغ اُن اثرات کے مطابق کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اِسلئے جو عادت تم اپنی چھڑانا چاہتے ہو۔ تو ایسے وقت میں یا تو آرام کرسی پر لیٹ کر یا چارپائی پر لیٹ کر عضلات کو ڈھیلا کر کے اور نیم غنودگی کی حالت اپنے اُوپر طاری کر لیا کرو۔ بعد ازاں اپنے من ہی من میں یا رُعب آواز میں اِس طرح سنجشیں کیا کرو۔ اپنا نام لے کر یعنی "اے ہری تم فلاں عادت کو قطعی چھوڑ دو"۔ "یہ تم میں نہیں رہنی چاہیئے۔ بیشک نہیں رہنی چاہیئے"۔ "آج میں اُس کو نکال کر باہر پھینکتا ہوں"۔ "میں نے اِسکو باہر پھینک دیا ہے"۔ "اب تمہارے اندر اس قسم کی کوئی عادت نہیں ہے"۔ "ہاں بیشک نہیں ہے"۔ اسی طرح جب کوئی عادت حاصل کرنی ہو۔ تو یہ زبردست خیال پیدا کرنا چاہیئے۔ کہ "میں فلاں عادت کو داخل کرتا ہوں۔ تم اب اسی عادت کے مطابق کام کرو گے۔ بیشک اب یہ عادت تم میں مضبوط ہو چکی ہے" وغیرہ وغیرہ۔ اِس قاعدے پر کچھ مضبوط ارادہ سے مشق کرو۔ پھر دیکھو کہ تم اپنے مقصد میں کتنی جلدی کامیاب ہوتے ہو۔ یہ قاعدہ میرا آزمودہ اور مجرب ہے۔ لیکن عمل کے بغیر بے سود ہے۔ اس لئے جب ضرورت ہو۔ تب اِس قاعدے کے مطابق

کام تمیز کرنا اور دلیل کرنا ہے۔ من کا کام ہے صرف خیال کرنا۔ جب دلیل کرنیوالی
بُدھی چاہے اندرونی جوش سے چاہے بیرونی اثرات سے خاموش ہو جاتی ہے
تو من کے خیالات جسم پر اور دماغ پر بہت گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ مثلاً اندر کے جوش و
غصہ وغیرہ کی زیادتی سے جب من کا قابو بدھی پر ہو جاتا ہے اُس وقت اُسکے
اندر دلیل اور سوچنے کی طاقت نہیں رہتی۔ تب من میں اُٹھا ہوا خیال جسم پر کتنا
گہرا اثر کرتا ہے یہ تمہارے جیسے سمجھدار کو تبلانے کی ضرورت نہیں اور اسی طرح
جتنے بھی جذبات ہیں وہ انسان کے جسم سے اُسی وقت اپنی خواہش کے مطابق
کام کرواتے ہیں۔ جبکہ قوّتِ تمیز اُن کے سامنے دب جاتی ہے۔ اور یہی حال باہر
سے اثر ڈالنے پر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کو جبکہ وہ اپنے ہوش و حواس میں ہے
ایک ہپنوٹسٹ یہ کہتا ہے کہ "تم کتے ہو" تو وہ کبھی قائل نہیں ہوتا۔ اور فوراً
جواب دیتا ہے کہ "نہیں میں آدمی ہوں" لیکن جب اِس دلیل بازی کے پیدا
کرنے والی بُدھی کو ایک ہپنوٹسٹ اپنے اثرات سے خاموش کرا دیتا ہے اور
جب سُتھول جسم سو جاتا ہے تو من ہپنوٹسٹ سے حاصل شدہ خیالات کی لہروں
کو اپنے اندر لیکر فوراً جسم کے تمام رگ و ریشہ کے اندر پہنچا کر حرکت پیدا کر دیتا
ہے اور وہ حرکت ہپناٹسٹ کی خواہش کے مطابق ہوتی ہے۔ چونکہ اُسکا تعلق
بُدھی سے نہیں ہوتا۔ لہٰذا اُسکو جگانے پر وہ باتیں معلوم نہیں ہوتیں اور نہ تب
تک یاد رہتی ہیں۔ جب تک ایک ہپنوٹسٹ اُسکو یاد رکھنے کو نہ کہے۔ اِسی لئے میں
کہتا ہوں کہ جسم میں شاریرک تبدیلی پیدا کرنے کیلئے یا اخلاقی حالت سُدھارنے
کیلئے من کو اُس وقت سجیشن کرنا چاہئے۔ جبکہ جسم اور دماغ آرام کی حالت میں ہو
چونکہ سوکھشم شریر اور من کے اندر خیالات پیدا کرنے اور حاصل کرنے کا مادہ
ہے۔ اِسلئے جب تم اپنی کسی عادت کو چھوڑنا چاہتے ہو۔ یا کوئی عادت اپنے اندر

بندر کیا جانے ادرک کا سواد۔ تم بے چارے اِس کا ذائقہ کیا جانو۔ تو ذرا ایک گھونٹ لیکر تو دیکھو۔ کتنا آنند اور لُطف آتا ہے"۔ نہ پینے والا کہتا ہے۔ کہ "بھائی مُجھے معاف کرو۔ مُجھے اس کا سواد نہیں چاہئے۔ لیکن پھر وُہ دونوں اسکو مجبور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واہ تب تم ہمارے دوست کیسے جو ہماری بات ہی نہیں مانتے۔ دیکھو ہم تو تمہاری سب باتیں مان جاتے ہیں۔ اور آج تم ہماری یہ معمولی سی بات نہیں مانتے۔ ہمارے کہنے سے ہی اس کا ایک گھونٹ لیکر دیکھو۔ بس پھر کیا ہے نہ۔ پینے والا نوجوان دوستی کی اپیل پر خاموش ہو جاتا ہے اور جھجکتے ہوئے من سے ایک گھونٹ پی لیتا ہے۔ اسی طرح اور ایک دو دفعہ وُہ لڑکے کچھ مجبور کر کے پلا دیتے ہیں۔ اِس طرح پینے سے ہر دفعہ اُس نیک لڑکے کے اندر جھجک اور جو اُسکو اُس کام سے روکنے والی آواز تھی۔ وُہ کمزور ہوتی جاتی ہے۔ اور پینے کی مشق سے اُسکی عادت مضبوط ہوتی جاتی ہے۔ یہانتک کہ پھر وُہ رات دن پیتا ہُوا یہ محسوس بھی نہیں کرتا۔ کہ میرے اندر کوئی مجھے منع کرنے والی آواز بھی تھی۔ اسی طرح شراب کا حال سمجھو۔ نئے اور نہ پینے والے لڑکے کو اسی طرح اُس کے ساتھی اُسکو اپنی بد عادات میں شریک کر لیتے ہیں۔ سب بُری عادتوں کی بناوٹ کا یہی طریقہ ہے۔ اگر اُس پہلی دفعہ ہی زبردست ارادے سے اپنے بد ساتھیوں کے بُرے مشورے کو سُنکر انکار کر دیا جاوے۔ اور جب وُہ یہ کہیں کہ "تو تم ہمارے دوست کیسے ہو"۔ اُسوقت خاموش ہونے کی بجائے فوراً یہ جواب دے دینا چاہئے۔ کہ بیشک میں تمہاری اِن بُری عادتوں میں شریک ہونے کے لئے دوست نہیں ہوں۔ اگر تم واقعی مجھے اپنا دوست سمجھتے ہو تو تم کو میرے جیسی عادات بنانی چاہئیں۔ ورنہ ہم کبھی آپس میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اُس وقت انکار کرنے میں جرأت اور دلیری

مضبوط ارادے سے عمل کرو۔ ضرور کامیابی ہوگی ؞

اِنکار کرنا

موقعہ کے مطابق اقرار اور انکار سے ہی آدمی کی اخلاقی دلیری اور آتمک اُونچائی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور بعض آدمی صرف اِس وجہ سے دُکھ اُٹھاتے ہیں کہ وُہ انکار کا موقعہ آنے پر بھی انکار نہیں کر سکتے۔ اِس کی وجہ دِل کی کمزوری اور ناجائز سرلتا ہے۔ اسی کمی اور کمزوری کی وجہ سے بعض نیک اور پاکیزہ سرشت نوجوان بُرے اور بدمعاش بنتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ مثلاً تین نوجوان آپس میں دوست ہیں۔ اُن میں سے دو لڑکوں کو سگرٹ پینے کی عادت ہے اور ایک لڑکے کو یہ عادت نہیں ہے۔ ایک دِن وُہ تینوں باہر سیر کیلیئے جاتے ہیں۔ راستہ میں وُہ دونوں خُوب سگرٹ پیتے اور دُھواں نکالتے جاتے ہیں۔ تیسرا خاموشی سے اُن کے ساتھ جا رہا ہے۔ کُچھ دُور جانے پر وُہ دونوں لڑکے اپنے تیسرے نہ پینے والے ساتھی کو کہتے ہیں کہ ”دوست تم نے تو دُنیا کا کچھ دیکھا ہی نہیں۔ تم جیسے یہاں آئے اور نہ آئے برابر ہو۔ کیونکہ دُنیا کے جو مزے ہیں۔ وُہ تو تم نے لئے ہی نہیں۔ اِس پر نہ پینے والا مُسکراتا ہوا جواب دیتا ہے کہ ”دوست وُہ کون سے مزے ہیں جو تُم نے لے لئے اور میں خالی رہگیا۔ وُہ دونو پھر کہتے ہیں ”بھلا بتاؤ تو سگرٹ کا کیا ذائقہ ہے“۔ اس کے جواب میں وُہ کہتا ہے کہ ”واہ اچھی کہی۔ اس کا ذائقہ بڑا خراب اور کڑوا سا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کبھی دُھواں مجھے آتا ہے۔ تو میں ایسا ہی محسوس کرتا ہُوں“۔ وُہ دونوں پھر کہتے ہیں کہ ”واہ تو ہم پاگل ہیں۔ جو کڑوی اور بدذائقہ چیز کو اتنی چاہ سے استعمال کرتے ہیں۔ سچ ہے

جلد ناراض اور رنجیدہ ہونا

تمہاری عمر کے کم سمجھ نوجوانوں میں اکثر یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ وُہ تھوڑی سی اپنی خلاف مرضی بات کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اور ناراض ہو کر منہ پھلا لیتے ہیں یہ عادت سب سے بھدی اور بُری ہے۔ اور اس سے تمہاری خودسرانہ طبیعت کم سمجھی اور من کی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اس سے لوگوں کی رائے جہاں تمہارے متعلق اچھی نہ رہے گی۔ وہاں تمہارے رشتہ دار تنگ آ جاویں گے اور ساتھ ہی اس طرح بات بات میں کُڑھنے اور مُنہ پھلانے سے تم اپنی پوشیدہ مانسک طاقتوں کو تباہ کر رہے ہو کہ جس سے تم آتمک سُکھ اور جسمانی صحت سے دُور چلے جاؤ گے۔ کیونکہ اس قسم کا سٹریل خیال خُون کی گردش پر بہت بُرا اور زہریلا اثر کرتا ہے۔ جیسا کہ تم نے دیکھا ہو گا۔ کہ غم کی خبر سُنکر انسان کا چہرہ سُرخی کی بجائے مائل بہ زردی ہو جاتا ہے اور جو غم اور فکر میں رہتے ہیں۔ وُہ اگر قبل اس کے موٹے اور سُرخ رُو ہوں۔ تو پھر دُبلے پتلے اور نحیف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جیسا بتلایا گیا ہے۔ کہ غم اور رنج کے خیالات سے دل کی حرکات سُست پڑ جاتی ہیں۔ جس سے خُون پُورے طور پر صاف نہیں ہوتا اور جلدی جلدی اپنی صحیح رفتار سے نس ناڑی میں گردش نہیں کر سکتا۔ جس سے تمام اعضا کمزور ہو جاتے ہیں اور خاصکر دماغ پر تو ایسی سٹریل عادت کا بہت ہی بُرا اثر ہوتا ہے۔ اسلئے اگر تم کو بہت غصہ آ جاتا ہو۔ کہ جس سے تم اس بُری عادت میں گرفتار ہو کر کئی بیوقوفی کی حرکات کر بیٹھتے ہو۔ تو اِس بُری اور بھدی عادت کو جو کہ جہاں دوسروں کو تمہاری طرف سے متنفر کرنے والی ہے۔ وہاں تمہاری جسمانی صحت کا ستیاناس

کا استعمال کرنا چاہئیے۔ جس میں شامل ہونے سے تمہارا من ڈرتا ہے۔ جس
کام کے کرنے میں خوف۔ شرم اور جھجک محسوس ہو۔ اس کے کرنے سے فوراً دلیری
سے انکار کر دو۔ ایسا کرنے سے بہت سی حالتوں میں تم محفوظ رہو گے ◆

اور یا تمہارے اندر ہمیشہ کے لئے صُلح ہو جاویگی۔ اسی لئے میں اس بات پر زور
دیتا ہُوں۔ کہ اپنے اُوپر پُورا قابُو حاصل کرو۔ تاکہ تمہارے مخالف تمہارے وچاروں
کو نہ جان سکیں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے تمکو اُن پر اتنا بھی نہیں جتانا چاہئیے۔ کہ
تم اُن کے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتے۔ اِس کا یہ مطلب نہ سمجھ لینا کہ میں تمکو
ظاہرا دوستی اور در پردہ دُشمنی کی تعلیم دیتا ہُوں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ظاہرا دوستی
اور در پردہ دُشمنی یہ کپٹ ہے اور اس سے تمہاری اخلاقی نیچتا ٹپکتی ہے۔ اس لئے
ایسا کبھی بھی نہیں کرنا۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ ایسے شخصوں سے اُداسینتا
سے الگ رہنا چاہئیے۔ اور سُلوک میں اپنے عمدہ اخلاق کو نہیں چھوڑنا چاہئیے۔
دُنیا میں سُکھ چاہنے والے کو ہنس مُکھ خوش خلق اور گمبھیر ہونے کی بڑی ضرورت
ہے۔ اسلئے اگر کامیابی چاہتے ہو۔ تو اِن کو اپنے اندر داخل کرو +

کرنے والی ہے فوراً چھوڑ دو۔ اور یاد رکھو کہ غصہ جہالت کی بڑی نشانی ہے۔ اور
اکثر جاہلوں کو ہی غصہ زیادہ آیا کرتا ہے کہ جس سے وُہ اپنے آپے سے باہر ہو کر کئی
ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں۔ کہ جن کے لئے بعد ازاں اُن کو بہت دیر تک پچھتانا پڑتا ہے
جتنی جتنی سمجھ کی کمی ہوتی ہے اتنی ہی غصہ کی زیادتی ہوتی ہے اور پھر جتنا غصہ کا
زیادہ استعمال ہوتا ہے اتنا ہی سمجھ کم ہوتی جاتی ہے گویا یہ ایک دوسرے کو پیدا کرنے
کا باعث ہیں۔ اسلئے جب تک غصہ ٹھنڈا نہ ہو۔ تب تک خاموش رہو اور ہوشیاری
سے اپنے آپ کو سنبھالکر روکو اور عقلمندوں اور شریفوں کا سا سلوک کرو۔ اپنے اُوپر
اتنا قابو حاصل کرو کہ اگر تمہارے اندر غصہ ہو بھی۔ تب بھی تمہاری شکل اور مُنہ کی
بناوٹ سے اُس کا ہرگز اظہار نہیں ہونا چاہئے۔ اس سے دُنیاوی زندگی میں بہت ہی
فایدہ حاصل ہوتا ہے۔ کِسی نامرغوب کام کے کرتے ہوئے تمکو اپنی شکل اور رویہ سے یہ
کسی پر ظاہر نہیں ہونے دینا چاہئے۔ کہ تمکو یہ کام بہت بُرا معلوم ہو رہا ہے۔ اور
اِسکو تم اپنے اُوپر بوجھ سمجھ رہے ہو۔ اس قسم کی سڑیل اور تنگ ہونے کی عادت چونکہ
دُنیاوی سُکھ جسمانی صحت دونوں کے لئے بُری ہے۔ اس لئے اس کو فوراً چھوڑ دو
برخلاف اس کے ہمیشہ بشاش اور خوش رہنے کی کوشش کیا کرو۔ اور دن میں کسی
نہ کسی وقت کھُل کر ہنسنے کی مشق کیا کرو۔ اِس سے جہاں رنجیدہ رہنے کی عادت
دُور ہو جاویگی۔ وہاں پھیپھڑوں کی ورزش سے خون کی صفائی ہو کر اس میں سُرخی
آجاتی ہے جس سے جسمانی صحت اچھی اور چہرا چمکیلا اور روشن بن جاتا ہے۔ اس
لئے جہانتک ہو سکے ہنس مُکھ اور خوش رہنے کی کوشش کیا کرو۔ اپنی زندگی
میں اس بات کو بھی یاد رکھو۔ کہ اگر تم اپنے دُشمن پر آئے ہوئے غصہ کو ترپت کر سکو
تو اُس کا نشان بھی اپنے رویہ سے ظاہر مت کرو۔ بلکہ ضبط سے کام لیتے ہوئے خوش
اخلاقی کا اظہار کرو۔ پھر وقت آئیگا۔ جبکہ تُم یا تو اُس کے ساتھ سُود سمیت بدلہ لے سکوگے

سے ملنے کا اتفاق ہو۔ تو شوق سے ملو۔ لیکن اپنے طور پر اسکی حرکات کی نگاہ رکھو اور اُسکی بابت تحقیقات کرتے رہو۔ اسطرح کرتے ہوئے تم کو خود ہی معلوم ہو جائیگا۔ کہ تمکو اُسپر کس قدر بھروسہ کرنا چاہئے۔ پیارے بھائی۔ آجکل دُنیا بڑی پیچیدہ بن رہی ہے۔ دہرم کے بیرونی نشان اتنے لوگوں نے اختیار کر رکھے ہیں کہ اُن کی اصلیت کا تلاش کرنا سخت مشکل ہے۔ بدمعاش اور چوروں نے سادھوؤں کا لباس پہن رکھا ہے۔ اسلئے یہ بہت مشکل ہو گیا ہے کہ انسان سچے سادھوؤں کو جھوٹے اور بناوٹی سادھوؤں سے تمیز کر سکے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں۔ کہ یہ زمانہ دوسروں کی ایمانداری پر جلدی وشواس کر لٹو ہونیکا نہیں ہے۔ بلکہ نہایت ہوشیار اور محتاط رہنے کا ہے۔ پچھلے دنوں ایک واقعہ ہوا۔ کہ ایک بدمعاش برہمچاری کا لباس زیب تن کئے اور پاؤں میں کھڑاؤں کو پہنے ہوئے ڈیرہ دون بازار میں گھوم رہا تھا۔ ایک ساہوکار کی دوکان کے آگے کھڑا ہو گیا۔ اپنی تھکاوٹ کو ظاہر کرتے ہوئے رات رہنے کی جگہ کی بابت دریافت کیا اور باتیں ایسی سرل اور میٹھی کیں۔ کہ ساہوکار کو رحم آگیا۔ اُس نے اپنی ہی دوکان پر بٹھا لیا۔ روٹی وغیرہ کھلائی۔ دن بھر اُس کے سامنے کام کرتا رہا۔ رات کو اُس نے اُس بناوٹی برہمچاری کو اُسی دوکان میں اپنے پاس سُلایا۔ جب آدھی رات ہوئی تو وہ بدمعاش چھری لیکر اُس کی چھاتی پر سوار ہو گیا۔ اور اُس کا گلا کاٹ ڈالا۔ کنجیوں کا علم تو تھا ہی تالے کھول کر تمام نقدی اور زیورات لیکر چلتا بنا۔ اور جاتا ہوا باہر دوکان پر تالا لگا گیا۔ دن بہت چڑھنے پر بھی جب اُس کی دوکان کو پڑوسیوں نے خلاف معمول بند پایا۔ تو اُسکو کھوجنا شروع کیا۔ جب نہ ملا تو کسی نے اندر جھانکا تو اور ہی نظارہ دیکھا۔ اُس کے رشتہ داروں نے پولیس میں اطلاع دی۔ سُنا گیا ہے کہ پھر بہت کھوجنے پر بھی اُس کا پتہ نہ ملا۔ اسی لئے میں کہتا ہوں۔ کہ

وشواس

وشواس ایک ایسی زبردست طاقت ہے۔ کہ اگر اس کا ٹھیک استعمال کیا جاوے تو یہ انسان کو بڑا بلوان بنا دیتی ہے۔ اور اگر اس کا غلط استعمال کیا جاوے تو تباہی کے غار میں دھکیل دیتی ہے۔ یہ دلیش جو ہر پہلو میں نیچے گرا اس کا ایک باعث اس طاقت کا غلط استعمال بھی ہے۔ مہاراجہ اننگ پال کے وقت جب مسلمان حملہ آور ہوئے تو مہاراجہ نے اپنی کونسل کو مشورے کے لئے بلایا۔ جہاں من چلوں نے لڑائی کے لئے کہا۔ وہاں جیوتشی پنڈتوں نے کہا کہ آپ کوئی فکر نہ کریں۔ ہم اپنے سِدھ کئے ہوئے مارن۔ موہن۔ اُچاٹن کے منتروں سے دشمن کی فوج تباہ کر دیں گے اُسکی کیا مجال ہے کہ وہ آپ کی دار السلطنت میں قدم بھی رکھ سکے۔ ایسے ایسے جھوٹے وشواش نے ملک کو تباہ کر دیا۔ اسلئے اس شکتی کو درست استعمال کرنیکی بڑی ضرورت ہے جسکو اصلیت کی واقفیت ہے وہی شخص بلوان ہو سکتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ وشواس کا انحصار سچائی پر ہے اور جہاں سچائی کے بغیر وشواس کیا جاتا ہے وہاں ہی تباہی آتی ہے۔ دھرم کے راستہ میں کیا۔ اور دُنیاوی راستہ میں کیا۔ دونوں ہی میں اِسکی ضرورت ہے کیونکہ سچائی بغیر وشواس کے کمزور ہے۔ دُنیا میں ہم بہت سے انسانوں کو ملتے ہیں۔ جو معمولی آدمی ہیں وہ جب کسی دوسرے آدمی کو ملتے ہیں تو فوراً اُس کے وشواسی ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے بعض اوقات وہ تکلیف اُٹھاتے ہوئے دیکھے گئے ہیں لیکن عقلمند پہلی ہی ملاقات میں کسی کے وشواسی نہیں بنتے۔ اسلئے اگر تم کسی کو ملو۔ تو فوراً ہی اُس کے وشواسی نہ بن جاؤ۔ بلکہ اسکو مطالعہ کرو۔ ایسے ملنے والے سے عمدہ سلوک کرو۔ لیکن معمولی گفتگو کرو۔ ایک دفعہ ملنے کے بعد اگر پھر تمکو اُس

چال چلن

جب میں ڈی-اے-وی ہائی سکول لاہور میں پڑھا کرتا تھا-تو سب سے بڑا
سنسکار جو وہاں پر ڈالا جاتا تھا-تو وہ چال چلن تھا-نیک چلن لڑکا جماعت
میں کچھ کمزور ہونے پر بھی عزت اور پیار کی نظر سے دیکھا جاتا تھا-اور بدچلن لیکن
ہوشیار لڑکے کو نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا-اور اگر وہ اپنے آپ کو درست نہیں بناتا
تھا-تو سکول سے نکال دیا جاتا-ہم جن کاپیوں کے ذریعہ اپنے لکھنے کا کام کرتے
تھے-اُن کے ذریعہ بھی ہم پر یہ سنسکار ڈالا جاتا تھا-کہ "اگر تمہاری دولت چلی جاوے
تو خیال کرو کچھ نہیں گیا اور اگر صحت اچھی نہ رہے تو سمجھو کہ کچھ گیا ہے لیکن چال چلن
بگڑ جاوے تو سمجھو سب کچھ چلا گیا" یہ اصول میں نے وہاں سے ہی سیکھا تھا چونکہ
تب میں بالکل بچہ تھا-اسلئے پہلے پہلے تو اُسکی سمجھ نہیں آتی تھی-کہ چال چلن کے
بگڑ جانے سے سب کچھ کیسے تباہ ہو جاتا ہے-لیکن جوں جوں بڑا ہوا اور عقل کام
کرنے لگی-تب اس کی اہمیت سمجھ میں آنے لگی-چونکہ دُنیا نیک-ایماندار-سچے اور
اُدار آدمی کو ہی پیار کرتی ہے-لہذا جو آدمی اِن کو اپنی زندگی میں داخل کر لیتا
ہے-اور اپنے چال چلن کو پاکیزہ بنا لیتا ہے-وہ دنیا کا پیارا بن جاتا ہے جو بھی لوگ
اُس کے نزدیک جاتے ہیں-تیوں ہی اُس کے لئے اپنا سب کچھ نیوچھاور کرنے کیلئے
طیار ہو جاتے ہیں لیکن بدمعاش-حاسد اور کرودھی جہاں جاتا ہے وہاں ہی
بےعزت ہوتا اور تکلیف اُٹھاتا ہے-کیونکہ دُنیا نہ تو کسی کے ساتھ دُشمنی کرتی ہے اور
نہ ہی دوستی اِنسان خود دُنیا کو اپنے نیک یا بداعمال سے دوستی یا دُشمنی کے لئے مجبور
کرتا ہے-اسی لئے میں کہتا ہوں-کہ اِنسانی ترقی اور تنزل کا آپ ہی ذمہ وار ہے

آجکل کا زمانہ بغیر سوچے سمجھے وشواس کرنے کا نہیں ہے۔ اپنی زندگی میں یہ اصُول بناؤ۔ کہ ناواقف شخص کو ہرگز اپنے یہاں ٹھیرنے مت دو۔ چاہے اُس کے بیرونی نشان کتنے بھی شریفوں اور دھرم آتما جیسے کیوں نہ ہوں۔ اور اگر بالفرض تمکو کسی کی حالت دیکھکر رحم آہی گیا ہے۔ تو اُسکی خوراک وغیرہ کا انتظام کرکے کسی دوسری جگہ اُس کے سُلانے کا انتظام کردو۔ لیکن اپنے گھر میں جگہ نہ دو ✣

رہتا ہے۔ اسلئے اس کمزوری کو جو تمام برائیوں کی جڑھ ہے۔ جہانتک ہوسکے
اپنی زندگی میں داخل مت ہونے دینا۔ پھر سب نیکیاں اور عمدہ صفات خود بخود
تمہارے پاس آجاوینگی۔ جوکہ تمہارے سُکھ اور شانتی کا باعث ہونگی۔ اخیر میں
مَیں اور اتنا ہی کہتا ہُوں۔ کہ تم اپنے چال چلن کو ہمیشہ پاکیزہ رکھنے کیلئے نہایت
محتاط اور ہوشیار رہو۔ اور ہمیشہ اُسکو بےعیب اور پوتر بنائے رکھو۔ کیونکہ جہاں
کوئی عیب نہیں ہے وہاں حاسدوں کی حاسدانہ کوششوں اور نندا سے کبھی کچھ نہیں
ہوسکتا۔



پیارے بھائی۔ یاد رکھو کہ چال چلن جیسی نازک اور کوئی چیز نہیں ہے اِسکو پاکیزہ
رکھنے میں جتنا فائدہ ہے اور کسی میں نہیں ہے۔ اِسلئے جن لوگوں کے ساتھ بات
چیت کرنے سے تمہاری عزّت میں کمی واقع ہو۔ یا اَور کوئی کلنک لگے۔ اُنکی صُحبت
سے جہاں تک ہو سکے دُور ہی رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اگر کبھی اچانک
ایسی شریر منڈلی میں جا پڑو تو وہ چاہے تُمکو اپنے میں دیکھکر خوش کیوں نہ ہوں
لیکن تم کو اپنے روّیہ سے اُن پر یہ ظاہر ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ تم اُنکی حرکات
اَور عادات کے ہم خیال ہو اور نہ ہی اُن کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا پیدا کرو
بلکہ اگر کوئی بات ہو بھی تو ہنس کر ٹال دو۔ لیکن اپنے اندر من میں اُن کے پاس پھر کبھی
نہ جانیکا مضبوط ارادہ کرو۔ دوسروں سے خواہ مخواہ جھگڑے کو ہرگز شروع نہیں کرنا
چاہیئے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے۔ پیدا ہوتے ہوئے جھگڑے کو اپنی عقلمندی سے رفع
کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اگر تم جھگڑالو۔ حاسد۔ مکّار۔ اور جھوٹے مشہور
ہو جاؤگے تو علم اور صفات ہونے پر تُمکو کوئی دِل سے نہیں چاہیگا۔ اور نہ ہی کوئی
بھلا مانس تم سے دوستی کا خواہشمند ہوگا۔ اسلئے میں تُم کو یہ نہایت پریم سے کہتا ہُوں
کہ تم اپنے چال چلن کو نہایت نازک سمجھو اور پاکیزہ رکھنے کی پُوری کوشش کرتے
رہو۔ اور کوئی کام ایسا نہ کرو۔ جس سے اُس میں داغ لگے۔ کیونکہ دھبہ لگنے سے
وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔ چال چلن کی کمزوری کے سوا دوسروں کے دِلوں سے
تمہاری عزّت کو کم کرنے والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اپنے روّیہ سے یہ ظاہر
کرنے کی کوشش کیا کرو۔ کہ تُم نیکی اور عُمدہ صفات کے متلاشی ہو۔ چلن کو
گندہ اور بگاڑنے والی بُرائیوں میں سے ایک جُھوٹ بھی ہے۔ اِسکو اپنی زندگی
سے ہمیشہ الگ رکھنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ یہ ایک ایسا پہرے دار ہے جو من
میں کسی بھی پوِتر سنسکار کو تو جانے نہیں دیتا۔ اور جو آگئے ہیں۔ اُن کو بھی نکالتا

ہے"۔ یہ ایک ایسی سچائی ہے۔ کہ جس سے کوئی آدمی بھی چاہے وُہ کسی مُلک اور مذہب کا کیوں نہ ہو۔ اِنکار نہیں کر سکتا۔ اور اِس کی زد سے نہیں بچ سکتا۔ کوئی بھی آدمی اپنے اُس دھرم کا پالن نہ کرے۔ جو کہ اُس کا جسم کے متعلق ہے اور بدپرہیز لوپرہیز کر کس ہے۔ چند دن میں یہ نظر انداز کیا ہوا جسمانی دھرم اُسکو بتلا دیگا۔ کہ آدرِ کا قول سچا ہے کہ نہیں۔ اِسی طرح سے اخلاقی۔ رُوحانی اور مجلسی فرائض کو نظر انداز کرنے سے کوئی اُن کے ضرر رساں نتائج سے نہیں بچ سکتا۔ اسلئے پیارے بھائی! میں یہ کہتا ہُوں۔ کہ دھرم میں شردھا رکھو۔ اور اُسکو دِلی لگن سے پالن کرو۔ کبھی مت سمجھو کہ چند گھنٹے خاص طریقوں سے عبادت کرنیسے ہی تم دھرماتما کہلانے کے حقدار ہو۔ ایشور بھگتی کے لئے چند گھنٹہ بیٹھنے سے تم صرف اپنے رُوحانی فرض کو پُورا کر رہے ہو اور سچ تو یہ ہے کہ وُہ آدمی جو کہ ہر روز صُبح صرف چند گھنٹہ متواتر پُوجا پاٹھ اور عبادت میں خرچ کرتا ہے۔ اور باقی کا تمام دِن حسد۔ غصہ۔ بدفعلی اور لڑائی جھگڑے میں گزارتا ہے۔ وُہ دھرماتما۔ بھگت اور عابد کہلانے کے ہرگز قابل نہیں ہے ایشور بھگتی کے لئے چند گھنٹہ بیٹھنا تب تک اُدھورا اور سوائے دِکھلاوے کے کسی کام کا نہیں۔ جب تک کہ دِن بھر کی زندگی میں شانت سہن شیل اور ہنس مکھ نہ بن لیا جاوے۔ اسلئے سچا دھرماتما وہ ہے جو عبادت اور سندھیا وغیرہ باقاعدہ کرنے کے علاوہ روزانہ زندگی میں خوش خلق حلیم۔ صابر۔ متحمل مزاج سچا اور پاکیزہ فطرت ہے۔ اِس لئے معمولی بیرونی نشانوں کو حاصل کرنے پر ہی اکتفا نہ کرنا۔ بلکہ سچے معنوں میں دھرماتما بننے کے لئے مذکورہ بالا صفات اپنے اندر داخل کرنا۔ اور ساتھ ساتھ اپنے شاریرک دھرم کو پالن کرتے ہوئے عُمدہ صحت اور اعلےٰ صفات کو حاصل کر کے اپنی زندگی کو کامیاب بنانا۔ پیارے بھائی بعض آدمی اخلاق کے چند اصُولوں کی پابندی کو ہی دھرم مانتے ہیں۔ اسلئے اُن کا ہی

دھرم

بعض آدمی اِسکو بیوقوفوں کا معمولی مضمون سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو لامذہب کہلاتے ہیں فخر مانتے ہیں۔ اور وُہ اُسی کو اُدارتا یا وسیع الخیالی ماننتے ہیں۔ اسی سے اُن کی اپنی کم علمی کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ اتنا آزاد خیال ہونے پر بھی وُہ دھرم کی حدُود سے باہر نہیں جا سکتے۔ وید۔ دھرم اور دوسری مذہبی کتابوں کی بُرائی تو وُہ صرف اُن کے راز کو نہ سمجھنے سے یا اپنی دماغی قابلیت کے بیجا غرور کو جتانے اور دوسرے معمولی آدمیوں کو اپنی بُدھی کے انوکھے پن کے اُظہار سے اپنے رُعب میں لانے اور اُن سے اپنی پُوجا کروانے کے خیال سے کرتے ہیں۔ اُن کے خیال میں مذہب یا دھرم ایک خاص قسم کی پُوجا یا عبادت کا ڈھنگ اور دوسرے چند بیرونی نشان ہیں۔ جو انسان کے خاص خاص گروہوں نے اپنے لئے بنا رکھے ہیں۔ اب ہر ایک گروہ یہ چاہتا ہے۔ کہ وُہ اپنے ہم خیال پیدا کرے۔ اور جس قسم کے وُہ اپنے لئے نشان رکھتا ہے۔ اُسی قسم کے دوسرے بھی رکھیں۔ گویا وُہ سمجھتے ہیں کہ دھرم چالاک آدمیوں کی اپنی من گھڑت بات ہے۔ اِس کا ایشور۔ قانونِ قدرت اور اِنسان کی سُکھ شانتی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اِس قسم کے غلط نتیجے اُنہوں نے دھرم کو سطحی نظر سے دیکھکر ہی نکالے ہیں۔ ورنہ اگر وُہ اِس کا بغور مطالعہ کرتے۔ تو کبھی اِن نتائج پر نہ پہنچتے۔ کیونکہ دھرم وُہ چیز ہے جس پر عمل کرنے سے دُنیا جسمانی۔ رُوحانی اور مجلسی ترقی کرتی ہوئی دلی اطمینان کو حاصل کر سکتی ہے۔ جسمانی۔ رُوحانی اور مجلسی ترقی کرنے سُکھ اور شانتی کو حاصل کرنے کے لیے جن فرائض کی اِنسان کو ضرورت تھی۔ اُن کے مجمُوعے کا نام ہی ہمارے بزرگوں نے دھرم رکھا ہے۔ اِسی لئے منُو مہاراج نے کہا ہے کہ جو دھرم کی حفاظت کرتا ہے۔ دھرم اُسکی حفاظت کرتا ہے اور مارا ہوا دھرم مار دیتا

وِواہ

انسانی چلن کی بدنظمیوں کو دُور کرنے والی اور اُس کے اندر سے فضول جوش اُور مانسک بے ترتیبی کو کم کرکے اُس کے جیون کو سُندر سڈول اور باترتیب بنانے والی "شادی" سے بڑھکر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ نوجوانوں کا دِل پسند مضمون بھی یہی ہے۔ اور تقریباً ہر ایک نوجوان اپنے آنے والے گرہستھی جیون کا نقشہ نہایت خوشی سے اپنے اندر بناتا رہتا ہے۔ بعض مُورکھ لڑکے اسکو وشیہ پُورتی یا نفسانی خواہشات کی سیری کا ایک عمدہ ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اِسلئے جب کبھی وُہ خلوت یا ایکانت میں جاتے ہیں۔ اور اُن کے سامنے اگر اور کوئی مضمون سوچنے کے لئے نہیں ہے۔ تو وُہ جذبات سے گھرے ہُوئے اِسی کی یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ وُہ اِسکو اپنے حیوانی جذبات کی سیری کے لئے ہی سمجھتے ہیں۔ اس غلط اور جھوٹی سمجھ کے باعث وُہ اِس میں داخل ہونے کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ جس سے وُہ اکثر بڑی بھاری غلطی کھا جاتے ہیں۔ اور اِس غلطی کے بدلے پھر اُن کو ساری عُمر دُکھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ اسی لئے مَیں یہ تبلانا چاہتا ہُوں۔ کہ اِس آشرم میں نہایت احتیاط اور کافی غور و خوض کے بعد داخل ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ اچھا ہو تو پھر زندگی کو پُرلطف بنا دیتا ہے۔ اور بُرا ہو نے پر زندگی کو تلخ بنا دیتا ہے۔ اور پھر کوئی چارہ اِس سے چھٹکارا حاصل کرنیکا نہیں مِلتا۔ دو تین دِن کسی بدمزاج ساتھی کے ساتھ اگر رہنے کا موقعہ ملے۔ تو ہی جان عذاب میں پڑ جاتی ہے۔ لیکن اگر کسی بدقسمت شخص کو ایسے سے پالا پڑے۔ بدزبان اور بدلگام ساتھی کے ساتھ عُمر بھی رہنا پڑے۔ تو پھر جو آتمک کشٹ اور دُکھ اس انسان کو بھوگنے پڑتے ہیں۔ اُن کا اظہار اِس قلم کے ذریعہ نہیں کر سکتا ہُوں۔ اور نہ ہی میں تمہارے

رات دن پرچار کرتے ہیں لیکن میں یہ تبلانا چاہتا ہوں۔ کہ اِس میں شک نہیں
کہ عُمدہ اخلاق نہایت اچھا ہے۔ یہ بھی دھرم کا ایک خاص حِصّہ ہے۔ لیکن سارا
دھرم اِن چند اصُولوں پر ہی ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ جس طرح صرف جسمانی دھرم کو
پالن کرنے والے پہلوان کو دھرماتما نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح صرف خُوش خلق
شخص کو بھی دھرماتما نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ بات چیت کا طریقہ اچھا آ جانیسے ہی
من میں شانتی اور سکھ کا راج نہیں ہو سکتا۔ اسلئے دھرم کے کسی خاص حصّہ کو
پُورا کرنے میں ہی اپنی تمام توجہ کو نہ لگا دو۔ اور صرف اسی ایک کی پُورتی میں ہی
سنتوش مت کرو۔ بلکہ اُن تمام فرائض پر ہوشیاری سے عمل کرتے رہو۔
کہ جن سے تم ہر پہلو میں ترقی کرتے ہُوئے جسمانی۔ ذہنی۔ اور رُوحانی قابلیت
کو زیادہ سے زیادہ بڑھا کر اپنے اور دوسروں کے سُکھ کا باعث بن سکو۔

پُرصفات اولاد پیدا کرنیکے پوتر اور پاکیزہ مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے
آپ کو اُس وقت اِس آشرم میں داخل کرنا چاہیئے جبکہ اسکی ضروریات اور اخراجات
کو پُورا کرنے کی لیاقت کو اپنے اندر محسوس کرلے۔ اور اگر تمُ کو تمہارے حسب پسند
ساتھی نہیں ملتا۔ تو میرے خیال میں بُری عورت کے ہاتھ میں اپنی زندگی کو دینے
کی نسبت کنوارے رہنا ہی بُہت اچھا ہے۔ کیونکہ اس سے تمُکو اپنی ترقی اور
سنسار کی بھلائی کرنیکا زیادہ وقت مِل سکیگا۔ منشیہ جیون (انسانی زندگی) بڑے
پُنیہ کرموں اور نیک اعمالوں سے ملتا ہے۔ اسلئے اسکو بے فائدہ کھونا اور بُرے
ساتھی کی وجہ سے رات دِن دُکھ میں گذارنا اوّل درجے کی نادانی ہے۔ اس لئے
میرے خیال میں اِس جسم کو حاصل کرکے اِسکو اپنے اور دوسروں کے لئے زیادہ
سے زیادہ مُفید بنانے کی رات دن کوشش کرنی چاہیئے۔ اچھے ساتھی کے بغیر
آدمی اپنی زندگی کو سب طرح سے مکمل نہیں بنا سکتا۔ اور نہ ہی بُرے ساتھی کی
موجودگی میں وُہ اپنی زندگی کو سُکھی بنا سکتا ہے۔ اسی لئے مَیں اس بات پر زور
دیتا ہُوں۔ کہ شادی کرنیکے لئے اعلیٰ اور اپنے جیسا خاندان دیکھنے کی نسبت
اعلےٰ صفات اور اپنی حسب پسند عادات کا دیکھنا نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ
اعلیٰ خاندان کا فرضی گُن کسی نوجوان بیوی خاوند کو دوسری عُمدہ صفات اور
حسب پسند عادات کے بغیر آپس میں کسی قسم کی کشش اور پریم پیدا نہیں کرسکتا
لیکن اچھے گُن عُمدہ عادات اور نیک خصلت والے آدمی کو دیکھکر ہر ایک
موہت ہو جاتا ہے اور اس بات کے جاننے کی ضرورت بھی معلوم نہیں ہوتی کہ اس
کا خاندان کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب ہمارے بھارت واسیوں کے اندر پیدائش
کی نسبت صفات کو ترجیح دی جاویگی۔ اور گن سکرم۔ سوبھاو کے مطابق شادیاں
ہُوا کریں گی۔ تب ہی یہ گھر کی تکالیف سے چھٹکارا حاصل کرکے ترقی کرسکینگے۔

جیسے سمجھدار کو اس قسم کے بے جوڑ جوڑوں کی تکالیف کی لمبی فہرست سُنانا
چاہتا ہوں۔ کیونکہ تم خود اِن باتوں کو بہت سمجھتے ہو۔ آدمی اپنے معمولی فایدے
اور نقصان کے کاموں میں کتنا چوکنا اور دُور اندیش ہوتا ہے۔ اُس کے عیب
اور ہنر فایدہ اور نقصان سب کو اچھی طرح سے دھیان رکھتا ہے لیکن
سخت افسوس ہے کہ اپنے جوڑے کی تلاش کو ناجائز شرم سمجھتا ہُوا اندھا دھند
بھیڑ کی چال چلے جاتا ہے۔ اور ذرا بھی اُن کے گُن اور سوبھاو کی طرف دھیان
نہیں دیتا۔ شادی کرنے سے پہلے ہر ایک نوجوان کو اپنے من میں یہ سوال ضرور
کرنا چاہئے۔ کہ وہ شادی کیوں کرتا ہے۔ کیونکہ جب تک نوجوان شادی کرنے
کے باعث اور مقصد کو نہیں سمجھ سکتے۔ تب تک وہ اِس لائق ہی نہیں ہیں۔ کہ
وہ اس اہم ذمہ واری کو اُٹھا سکیں۔ اور اگر کوئی نفسانی خواہش کے جذبہ سے
ہی ترغیب پاکر شادی کرتا ہے۔ تو اُس مورکھ کو پہلے ہی سمجھ لینا چاہئے۔ کہ وہ
اس پاکیزہ آشرم میں پیر رکھنے کے قابل نہیں ہے۔ اور اگر وہ اس میں پیر
رکھ بھی دیگا۔ تب بھی وہ اس سے راحت زندگی کو حاصل نہیں کر سکیگا۔ کسی
نفسانی خواہش یا اور کسی ایسے جذبے کو سامنے رکھکر یا دولت خوبصورتی وغیرہ
یا کسی دوسرے لالچ سے ترغیب پاکر کبھی شادی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ جس
طرح ایک چیز دوسری اپنی مشابہ چیز کی طرف قدرتاً جاتی اور اُس کی
تلاش کرتی ہے۔ اسی طرح آدمی کو چونکہ اکیلے زندگی گذارنا مشکل اور
غیر قدرتی ہے۔ اسلئے نہایت ہوشیاری سے اپنے ہم خیال اور سمان گُن
کرم اور سوبھاو والے ساتھی کی تلاش کرنی چاہئے۔ اور اپنے سامنے زندگی
کو دھرم ارتھ اور شُبھ کامناؤں کے پُورا کرنے کے لئے اور اپنا قائم مقام اس
دُنیا میں چھوڑ جانے کیلئے کہ جس سے یہ دُنیا کا سلسلہ قائم رہے۔ یعنی نیک اور

اسی لئے میں کہتا ہوں۔ کہ پریم کو ہی رہبر بنانے کی بجائے عقل کو اپنا رہبر بنانا چاہیئے۔ تاکہ سچی اور جھوٹی محبت اور اچھے اور بُرے گنوں میں تمیز ہو سکے اور اس پاکیزہ زندگی میں داخل ہوتا ہوا آدمی دھوکہ نہ کھاوے۔ چونکہ وِواہ عورت مرد کا اٹوٹ تعلق ہے۔ اسلئے وِواہ کرنیسے پہلے جہاں صفات اور عادات جاننے کی بڑی ضرورت ہے۔ وہاں جسمانی حالت کو جانچنے کی بڑی ضرورت ہے۔ شادی کیلئے اخلاقی مطابقت کے علاوہ جسمانی مطابقت کا ہونا بھی بڑا ضروری ہے جسیم اور قدآور آدمی کو کسی دُبلی پتلی اور نازک اندام سے شادی کرنا نقصان دِہ ہے۔ اِس سے عورت کئی قسم کے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اور اکثر اولاد کی پیدائش کے وقت انتقال کر جاتی ہے اسی طرح سے بواسیر۔ تپ دق۔ سِل۔ خنازیر۔ دمہ اور دوسری چھوت دار بیماریوں والے خاندانوں میں جن کا اثر اولاد میں چلا آتا ہے۔ ہرگز شادی نہیں کرنی چاہیئے جس لڑکی کا سینہ تنگ۔ اور گردن لمبی ہو۔ اُس کے ساتھ بھی سوچ سمجھ کر شادی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس بناوٹ والے اکثر تپ دِق میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور جو لڑکی ماں باپ یا بھائی بہنوں سے لڑنے والی اور بات بات میں بگڑنے والی یا اور بُری عادتوں مثلاً ضِدی یا ہٹیلی ہو۔ اُس سے بھی ہرگز شادی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ ایسی لڑکی کے ہاتھ میں اپنی زندگی کو دینے سے تباہی اور بربادی نازل ہوتی ہے اور گرستھ نرک دھام بن جاتا ہے۔ کمزور اور بیمار آدمی کو بھی گرستھ آشرم میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ کیونکہ اِس سے سُکھ کی بجائے اُلٹا دُکھ بڑھ جاتا ہے اور نتیجہ اچھا نہیں نِکلتا۔ اسلئے تندرست جوان آدمی کو ہوشیاری اور عقلمندی سے اپنے جسمانی اور اخلاقی حالات کے مطابق اپنے ساتھی کو پسند کرنا چاہیئے ایسا کرنیسے وُہ وہی اپنا ساتھی تلاش کریگا۔ جو خیالات اور حالات میں اُسکے مطابق ہوگا۔ عقل کی بنا پر اس قسم کا تعلق ہونیسے پھر خود بخود اُن کے اندر اٹوٹ

بعض نوجوان جنہوں نے کہ اچھی تعلیم کو حاصل نہیں کیا۔ کسی ہنس مُکھ اور باتونی لڑکی کو دیکھ کر موہت ہو جاتے ہیں۔ اور وُہ یہ ہرگز نہیں سوچتے۔ کہ اِس لڑکی کے اندر اچھی عورت بننے کے بھی گُن ہیں یا کہ نہیں۔ اور اسی لئے وُہ آیندہ دھوکہ کھاتے اور تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ اسلئے پیارے بھائی! اپنے من کو اسقدر قابو میں رکھو کہ وُہ اپنی ہی مانند ساتھی کے سوائے کہ جس نے ساری عمر تمہارا ساتھ کرنا ہے۔ اور کسی کو دیکھ کر موہت نہ ہوسکے اور یہ صفت اعلیٰ صُحبت اور دھارمک پُستکوں کے مطالعہ سے حاصل ہوسکتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وِواہ میں پریم (محبت) کو اپنا رہبر بنانا چاہئے۔ لیکن میری رائے کچھ مختلف ہے۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ ہر ایک کام میں عموماً اور وِواہ میں خصوصاً بُدھی کو ہی اپنا رہبر بنانا چاہئے کیونکہ اگر تم بُدھی کو اپنا رہبر نہ بناؤ گے تو دھوکہ کھاؤ گے۔ کیونکہ وِشیا سکت جھوٹے پریم میں یعنی جذباتی غلط محبت میں اور وِچار پُورک سچے پریم میں یعنی دانشمندانہ سچی اُلفت میں بڑا فرق ہے۔ پہلا صرف دونوں جوان اِستری پُرش میں وِشے واسنا کی ترپتی کرنے کی پریرنا ماتر ہے۔ یعنی پہلا صرف "نوجوان لڑکے لڑکی میں جذبات کو سیر کرنے کی صرف ترغیب ہے۔ اور دُوسرا اپنے مطابق گُن کرم اور سوبھاؤ ملنے سے اپنے اُدھورے پن کو پُورا کرنے کی سچی خواہش ہے۔ اِس لئے جو بُدھی کی بجگہ پریم کو ہی اپنا رہبر بناتے ہیں۔ وُہ جذبات کی سیری کی خواہش کو سچی محبت سے تمیز نہیں کرسکتے۔ لہٰذا جب اُن کا کمینہ مقصد پُورا ہو جاتا ہے۔ تو پھر وُہ اپنے اندر ایک دوسرے کے لئے کوئی کشش نہیں پاتے۔ نہ صرف وُہ اپنے اندر پہلے جیسی کشش کی کمی ہی دیکھتے ہیں۔ بلکہ اکثر حالتوں میں وُہ ایک دوسرے سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم اُن سوسائٹیوں میں بھی گرہستھ کی حالت زیادہ خوبصورت اور قابل نہیں دیکھتے۔ جن میں پریم وِواہوں کا رواج ہے

سُکھی گرہستھ

جب ہر طرح سے اپنے مطابق ساتھی مِل جاوے۔ جس کا مِلنا کہ اپنے ماں باپ کے
مشورے دوستوں کی صلاح اپنی وچار شکتی کو کام میں لانیسے مشکل نہیں ہے
تو پھر تمکو یہ سمجھ لینا چاہئے۔ کہ تم نے اپنے گرہستھ کو سُکھی بنانے کا بہت اور
ضروری کام کر لیا ہے۔ اب صرف تھوڑا سا کام باقی ہے۔ اور وُہ اپنی طبیعت کی
درُستی اور خیال کی پاکیزگی ہے۔ کیونکہ کیسا بھی مطابق ساتھی تمکو کیوں نہ ملجاوے
تب بھی کوئی نہ کوئی بات اور حرکت تم اُس میں اپنے سے مختلف ضرور پاؤگے
کیونکہ جی کے اندر آزاد مرضی کام کرتی ہے۔ اُس اپنے ساتھی سے ایسی خواہش
کرنا محض نادانی ہے۔ کہ وُہ تمہاری ہی مرضی اور خواہش کے مطابق ہر قسم کی
حرکت کرے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اسلئے پہلے ہی سے تم کو اُس اختلاف کو
جو قدرتاً تمہارے ساتھی میں پایا جاویگا برداشت کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے
اور کبھی معمولی معمولی باتوں پر غصہ اور رنج کا اظہار نہ کرو۔ ایسا کرنیسے تمہارے
ساتھی کا دِل شکستہ ہو جاویگا۔ بلکہ اُسکی پاکیزہ محبت اور ہنسی میں اُس کا
ساتھ دینا نہایت ضروری ہے۔ اُس کے جذبات اور خواہشات کو تمکو اپنی
دانائی سے سمجھنا چاہئے۔ اور اپنی عورت کے عیُوب کو اکثر درگذر کرنے کی عادت
بناؤ۔ کیونکہ انسان کمزوریوں کا مجموعہ ہے۔ اگر کوئی نادانستہ گناہ ہو بھی جاوے
تو زیادہ خیال نہ کرکے جوش میں آنیکے بجائے اُسکو متحمل مزاجی سے معاف کرنا
چاہئے۔ لیکن ذرا رُعب سے سمجھا دینا چاہئے۔ تاکہ پھر اِس قسم کی حرکت سرزد نہ ہو۔ اور
اگر تمہارے سمجھانے پر بھی پھر وہی قصُور کرے۔ تو پھر میرے خیال میں اُسکو ضرور

پریم پیدا ہو جاوے گا۔ جس سے وُہ اپنی زندگی کو سُکھی اور پُر لطف بنانے میں
کامیاب ہوگا +

نوکروں کے ساتھ سلوک

نوکروں کے ساتھ سلوک کرتے ہوئے تمکو خاص احتیاط کی ضرورت ہے جو تمہارے
اور اُن کے درمیان ایشور نے فرق ڈال دیا ہے۔ اُس فرق کو محسوس کر کے خوش
ہونا بُرا نہیں ہے لیکن اُن حقوق کا ناجائز فائدہ اُٹھانا بہت ہی بُرا ہے۔ اسلئے
کبھی اپنے رویّہ سے اُن پر یہ ظاہر مت ہونے دو۔ کہ تم اُس فرق پر جو تمہارے
اور تمہارے نوکروں کے درمیان قدرت نے ڈال دیا ہے مغرور ہو۔ اِس سے
نہ صرف تمہاری کمینگی ٹپکتی ہے۔ بلکہ اس کے دِل کو بھی چوٹ لگتی ہے۔ کتنے ہی لوگ
یہ سمجھتے ہیں۔ کہ نوکروں کے ساتھ عمدہ اور خوش خلقی کا سلوک کرنے سے وہ خود سر
اور بے ادب ہو جاتے ہیں۔ اسلئے وہ جب نوکروں کی طرف دیکھیں گے تو کڑی نظر سے
ہی دیکھیں گے۔ اُن بے چاروں کے لئے اُن کی تیوریں چڑھی ہی رہا کرتی ہیں۔ اُنکے
ساتھ میٹھا اور نرم بولنے میں وہ اپنی شان۔ اور نیچا پن سمجھتے ہیں۔ اور درحقیقت
بات اس سے اُلٹ ہے۔ اِس قسم کے حیوانی سلوک سے وہ اپنے آپ کو بڑا ثابت
کرنے کی بجائے اپنی حیوانیت اور ہلکے پن کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر تم اپنے نوکر کے
جذبات کو نہیں سمجھو گے۔ اور اُن کا جائز آدر نہیں کرو گے۔ تو نہ صرف وہ اداسین
ہو جاوینگے۔ بلکہ وہ دِل سے تمہارے معترف نہ بنیں گے۔ اور جب کبھی اُنکو موقعہ
مل جاویگا۔ وہ بدلہ لئے بغیر نہ رہیں گے۔ خودداری کا جذبہ قدرتاً ہر ایک جیو میں پایا
جاتا ہے۔ چاہے وہ کتنا بھی حقیر کیوں نہ ہو۔ جہانتک نوکر لفظ عاید ہو سکتا ہے
وہاں تک تو بڑے افسر سے لیکر روٹی پکانے والے نوکر تک اس سے باہر نہیں
رہ سکتے۔ جس طرح روٹی پکانے والا تمہارا نوکر ہے۔ اسی طرح تم کسی کے نوکر ہو۔

سزا دینی چاہیئے۔ ورنہ خودسر عورت تمہارے سُکھ اور شانتی کو قطعی تباہ کردیگی۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو اپنے آپ کو اپنے قابُو میں رکھو۔ اپنے ساتھی کی معمولی غلطیوں کو نظرانداز کرتے رہو۔ اپنے گھر کی مخفی باتوں کو کسی پر ظاہر مت کرو کیونکہ اِس سے سُکھ کی بجائے دُکھ زیادہ بڑھا کرتا ہے۔ ہمیشہ اپنی عورت کو اپنا ساتھی سمجھو۔ جسطرح تُم اپنے لئے مان اور عزّت چاہتے ہو۔ اُسی طرح عزّت پریم اور خوش اخلاقی سے اُس سے سلوک کرو۔ کیونکہ جس گھر اور جس دیش میں استریوں کا ستکار ہوتا ہے۔ وہاں ہی نیک اور عقلمند آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہاں ہی تمام برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ لیکن جس دیش اور جس گھر میں اُن کے ساتھ بُرا سلوک ہوتا ہے۔ اور جہاں عورتیں دُکھی رہتی ہیں۔ وہاں۔ سُکھ۔ آرام وراحت کی بجائے دُکھ تکلیف اور رنج گھر بنا لیتا ہے۔ اسلئے ہمیشہ اپنی عورت سے مطمئن رہنا چاہیئے۔ اور اپنے چلن کو جہاں تک ہوسکے بہت ہی پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ چال چلن کی عُمدگی کا اثر بہت ہی اچھا پڑا کرتا ہے۔ اور زندگی کو پُرلطف بنانے کی یہی بڑی کُنجی ہے۔ گرہستھ میں اپنی عورت اور دوسرے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلُوک کرنے کے علاوہ نوکروں کے ساتھ بھی سلوک کرنا سیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ گرہستھی جیون میں اِسکی بھی بہت ضرورت ہے ؎

نہ ثابت ہو۔ تو اُسکو تم اس طریقہ سے علیحدہ کرو جس سے وہ بُرا نہ محسوس کرے
لیکن اُس پر کوئی الزام خصوصًا چال چلن کے متعلق لگا کر نکالنے سے جہاں تک
ہو احتراز کرو۔ اور کبھی یہ مغرورانہ خیال اپنے اندر پیدا مت کرو۔ کہ مجھے اس سے
کوئی کام نہیں ہے۔ جب اِنسان کو معمولی تنکے سے دانتوں کو صاف کرنے کے لئے
کام پڑ جاتا ہے۔ تو ایک جاندار سے کیوں نہ پڑیگا۔ اسلئے کسی آدمی کو حقیر سمجھتے ہوئے
اُسکے جذبات کو ٹھیس نہ لگاؤ۔ اور اگر تم کوئی الزام لگاتے ہی ہو۔ جو کہ تمہاری
تحقیقات کرنے پر درست ثابت ہو چکا ہے۔ تو تم اُسکو اُس الزام کی وجہ سے فورًا
علیحدہ کر سکتے ہو۔ اور تب علیحدہ کرنے میں ہی بہتری اور تمہاری دانائی ہے۔ لیکن اگر
تم کسی کو علیحدہ کر چکے ہو۔ تو پھر چاہے اُسکی غیر حاضری کی وجہ سے تمکو اپنا کتنا ہی
نقصان اور تکلیف کیوں نہ اُٹھانی پڑے اور چاہے اُسکی وجہ سے تمکو اپنا کام بند
ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ تمکو کبھی اُسکو واپس نہیں لینا چاہئے۔ کیونکہ اس سے جہاں
تمہاری اپنی پوزیشن اپنی اور اُسکی نظروں میں گر جاتی ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی ممکن
ہے۔ کہ بدلے سے ترغیب پایا ہوا پھر وہی حرکت کرے۔ جسکی وجہ سے وہ نکالا گیا تھا
یا اور کسی طرح تمکو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ اسکے علاوہ اور بہت
سے بُرے نتیجے پیدا کرتے ہیں۔ اسلئے کبھی ایسی غلطی نہ کرنا۔ مختصرًا میں اتنا ہی اور
کہتا ہوں۔ کہ اپنے عمدہ سلوک کی بدولت نوکروں کے جسم کو نہیں۔ بلکہ اُن کے
دل کو اپنے قابو کرنے کی کوشش کرو۔ اس سے تمکو دوسری حالت کی نسبت زیادہ
آرام اور سکھ رہیگا۔ اور پھر وہ اپنے آپ کو اُس گھر کا ایک ممبر خیال کرتے ہوئے
زیادہ دلچسپی اور دلبستگی سے کام کریں گے۔ اگر تم کو کسی کا رویہ اور چلن مشکوک
نظر آتا ہے۔ تو بیشتر اس کے کہ تم خفیہ تحقیقات کے ذریعہ اچھی طرح اُسکا امتحان
نہ کر لو کبھی بھی اپنے شک کو اپنے آدمی پر ظاہر نہ ہونے دو۔ اس طرح کرنے سے

جب تم یہ خواہش کرتے ہو۔ کہ تمہارے افسر تم سے اچھا سلوک کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں
ہے۔ کہ یہی خواہش تمہارے روٹی پکانے والے کے دل میں پائی جاوے۔ کیونکہ
جہاں تک انسانی طبیعت کی بناوٹ کا سوال ہے۔ وہاں تک بھی تم دونوں سمان
ہو۔ اور تمہارے دونوں کے اندر ایک ہی قسم کے جذبات کام کر رہے ہیں۔ اسلیئے اگر
تمکو کسی بڑے عہدے پر کام کرنا پڑتا ہے۔ یا ایشور نے نوکر رکھنے کی طاقت اور
حق دیا ہے تو اس عہدے۔ حقوق اور طاقت کا جائز استعمال کرو۔ کیونکہ مٹھاس
اور نرمی سے دیئے ہوئے حکم کو خوشی۔ امنگ اور عمدگی سے پورا کیا جاوے گا۔
لیکن اگر حکم سختی اور ترش روئی سے دیا جاویگا۔ تو اس کے بجالانے کی نسبت
اس کے دینے کے بے ڈھب طریقہ پر زیادہ خیال کریں گے۔ اور یہ تو ضروری ہے
کہ جہاں تمکو حکم دینے کا حق حاصل ہے وہاں اس کا بجالانا ضروری ہے لیکن
اگر وہی میٹھی آواز اور نرمی سے دیا جاویگا۔ تو تمہارے ماتحت آدمی خوش رہیں گے
اور ان کے اندر تمہارے لئے کبھی حسد اور تمکو نقصان پہنچانے کا خیال پیدا
نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی اپنے درجے کی کمی کا خیال ان کو اتنا دکھدائی معلوم ہوگا
جہاں تک نوکروں کو رکھنے اور علیحدہ کرنے کا سوال ہے۔ اس کے جواب میں
صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جب نوکر کو تم رکھنا چاہتے ہو۔ اس کی اس لیاقت
کا اچھی طرح امتحان کرلو۔ جسکے لئے کہ تم اسکو رکھتے ہو۔ اسکی قابلیت دیکھنے
کے علاوہ اس کے چال چلن کے متعلق بھی اچھی طرح تحقیقات کرلو۔ اور یہ بات
اس کے پچھلے حالات دریافت کرنیسے معلوم ہو جاویگی۔ اگر تمکو سب حالات اپنے
حسب پسند معلوم ہوں۔ تو بھی پہلے ہی سب طرح سے اس پر وشواش نہ کرلو
بلکہ کچھ دیر تک معمولی کام کرواتے ہوئے اسکا مطالعہ کرو۔ جب تم اس کا رویہ تسلی
بخش معلوم کرو تو اسکو کسی وشواس کے کام میں لگاؤ۔ اور اگر وہ اس کام کے لائق

سہن شیلتا (متحمل مزاجی)

اپنی زندگی میں قوت برداشت کو داخل کئے بغیر ایک لمحہ بھی سکھ سے نہیں گذارا
جاسکتا - اور گرہستھی جیون کو سکھی نبانے کے لئے تو متحمل مزاجی کی بڑی ہی ضرورت
ہے - کیونکہ گرہستھ میں مختلف مزاج والے آدمیوں سے ہمکو واسطہ پڑتا ہے - اُن میں
بعض بیوقوف اور بعض عقلمند ہوتے ہیں - بعض غصیلے اور بعض شانت سوبھاؤ والے
بعض زود رنج اور بعض ہنس مکھ ہوتے ہیں - اسلئے اگر اپنی زندگی میں متحمل مزاجی
کو دخل نہ کیا جاوے - تو ایک لمحہ گذارا ہونا مشکل ہے - بعض آدمی نہایت
رقیق القلب ہوتے ہیں - اس سے اُن کے چت کی نربلتا کا پتہ چلتا ہے - میرے
خیال میں ایسا (Passionate) رقیق القلب گرہستھ کے لائق ہی
نہیں - کیونکہ گھر میں تمام مخالف عادات والے آدمیوں کی باتوں کو بغیر سہارے
کام نہیں چلسکتا - اور جس آدمی کے اندر جتنی قوت برداشت زیادہ ہے وہ اُتنا
ہی زیادہ اس سنسار میں سکھی رہ سکتا ہے - کیونکہ دُنیا ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی
اب جہاں دھوپ ہے - تھوڑی دیر میں سایہ اُسپر اپنا دخل جما لیتا ہے - آج اگر
گرمی اپنے پورے نصف النہار پر چمک رہی ہے - تو کل سردی آگ کو بھی لحاف
کے اندر جانے کے لئے مجبور کرتی ہے - اگر آج سکھ ہے تو کل دُکھ - تمام دن ایک
سے نہیں رہتے - اس دُنیا میں پیدا ہو کر کوئی ایسا نہیں ہے جس نے مصیبت
اور دُکھ کا مُنہ نہ دیکھا ہو - مہاراجہ رام چندر جی کو راج ملنے کی خبر پہنچتی ہے - شہر
میں خوشیاں منائی جاتی ہیں لیکن ملنے کے وقت کیا ملتا ہے - راج کے بدلے
بارہ برس کا بن باس - اسی طرح یدھشٹر جیسے دھرماتما اور شری کرشن جیسے

تمکو اپنے کاموں کو بخوبی سر انجام دینے میں زیادہ مدد ملیگی جس سے تم
اپنے کاموں کو اپنی خواہش کے مطابق قابو میں رکھتے ہوئے سُکھی رہ سکوگے۔

معافی اور غصّہ

دکھ۔ کشٹ اور کلیش کی اُس پیڑا کو یاد رکھنا جو کسی وجہ سے انسان کو پہنچی ہو رُوحانی اندھکار اور اخلاقی کمزوری کی نشانی ہے اور اپنے اندر بدلے کے خیالات کو داخل کرنا اخلاقی موت ہے۔ انتقام کے جھلسنے والی آگ جسکے دِل میں سُلگ چکی ہے۔ وُہ کبھی آتمک سُکھ اور قلبی اطمینان کو حاصل نہیں کر سکتا بدلہ صرف اُن کو پیارا ہے۔ جنہوں نے معافی کی قدر و قیمت کو محسوس نہیں کیا۔ لیکن جنہوں نے معافی کی قدر و قیمت کو محسوس کیا ہے۔ اُن کا یہ قول ہے کہ ”در عفولذتیست کہ در انتقام نیست“۔ مبارک ہیں وُہ زندگیاں جن کا غصّہ ہمیشہ معافی سے دبا رہتا ہے۔ اُنہیں کو سُکھ اور شانتی حاصل ہوتا ہے۔ اور معافی سے ہی اخلاقی اونچائی کا ثبوت ملتا ہے۔ کیونکہ جو بد اخلاق شخص کا مقابلہ اُسی معیارِ بد اخلاقی اور بدگوئی سے کرتا ہے۔ وُہ اُس سے بھی زیادہ بد تر بد اخلاق اور کمینہ ہے۔ پیارے بھائی۔ مار کے عوض مار۔ اور گالی کے بدلے گالی دیکر تم بھی اپنی اخلاقی نیچتا کا ثبوت مت دو بلکہ جب تمہارا مقابلہ ایسے نیچ اور کمینہ آدمی سے پڑ جاوے۔ تو تُم مقابلے میں اپنی اخلاقی اونچائی کو اپنے دُشمن کو معاف کر دینے سے اور کمینہ حرکات کو نظرانداز کر دینے سے ظاہر کرو۔ اِتنا ہونے پر بھی میں تمکو کسی ایسی ناجائز معافی کی تعلیم نہیں دیتا۔ کہ جسکی وجہ سے تم آتم سنمان (سلف ریسپکٹ) بھی کھو بیٹھو۔ غصّہ اور معافی دونوں ہی زندگی میں بڑی ضروری چیزیں ہیں لیکن انکے استعمال کے موقعوں کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ عام حالتوں میں معافی کو ہی اپنا رہبر بناؤ۔ لیکن جہاں صرف معافی سے ہی کام نہ چلے۔ تو پھر اپنے رُعب کو قائم رکھنے کے

دُور اندیش بڑے سے بڑے طاقتور اور عقلمند اس تکلیف سے نہ بچ سکے ایسے اُلٹے وقت میں ایک ہی چیز ہے جو انسان کو ڈھارس بندھاتی اور اُس کے بوجھ کو ہلکا کرتی ہے تو وُہ سہن شیلتا یا متحمل مزاجی ہے۔ قوتِ برداشت یا سہن شیلتا ایک چمکتا زیور ہے۔ جو انسانی چلن کو عُمدہ اور اعلیٰ طور سے مزیّن کرتا ہے زندگی میں ہمیشہ اپنی حسب مرضی ہی کام نہیں ہوتے۔ اسلئے ہر ایک اُلٹے وقت کو دیکھنے بُرے الفاظ کو سُننے اور جیون کو سُکھی بنانے کیلئے قوت برداشت کو اپنے اندر مضبوطی سے جگہ دینی چاہئے۔ پیارے کسی بات سے جلدی بھڑک اُٹھنا کمزوری کی نشانی ہے۔ اور ہمکو اپنی اس کمزوری پر غالب آنے کی پُوری کوشش کرنی چاہئے۔ عقلمند آدمی کی آواز میں طاقت ہوتی ہے لیکن اُسکی خاموشی اُس سے بھی زیادہ طاقتور ہُوا کرتی ہے۔ اسلئے ہر ایک رُسی گندی اور کمینہ آوازوں کا جواب خاموشی میں دینا سیکھو۔ اور ایسے مخالف حالات کا سہن شیلتا سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ کرشن چندر جی مہاراج کے قول کیمطابق بھی یہ دُکھ آنے اور چلے جانیوالا ہے۔ اسلئے اِن سے گھبرانے اور دُکھی ہونے کی بجائے ان کو برداشت کرنے کی عادت بنانی چاہئے۔ کیونکہ اُن سے دُکھی ہونے والے کے دُکھ کو بڑھانے کا باعث بنتے ہیں۔ اور برداشت کرتے ہوئے مقابلہ کرنے والے کے سامنے خود پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اسلئے اگر آپ زندگی کو خوش وکامیاب بنانا چاہتے ہیں۔ تو اپنے مخالف اور موافق دونوں قسم کے حالات کو اچھی طرح گذارنے کے لئے سہن شیلتا کو اپنے جیون میں داخل کرو۔ اور برداشت کرنیکے عادی بنو +

اپنی مورکھتا سے ہی اُٹھایا ہے۔ ورنہ ہم نے تو تمکو ڈنک نہ مارنے کا ہی اُپدیش
کیا تھا۔ نہ کہ اپنی پھُنکار چھوڑ دینے کا بھی۔ چونکہ تُم نے پھُنکار مارنا چھوڑ دیا۔ اسلئے
تکلیف اُٹھاتا ہے۔ اسلئے اگر سُکھ چاہتا ہے تو ڈنک نہ مار۔ لیکن ضرورت پر پھنکار
مارا کر۔ بس پیارے بھائی میں بھی تُمکو یہی کہتا ہُوں۔ کہ اپنے آپ کو ہمیشہ شانت
رکھا کرو۔ اور بدمعاشوں و شریروں کی بدمعاشی اور شرارت کو معاف کرتے رہو۔
لیکن جہاں ضرورت ہو۔ وہاں اپنے اندر زہریلا غصہ پیدا کرکے اپنی اخلاقی زندگی
کو تباہ کرنے کی بجائے بناوٹی غصہ جتا کر اپنے رُعب اور حقوق کی حفاظت کرو۔
اِس دُنیا کے دُنیاوی معاملات میں اسی شخص کو سُکھ اور کامیابی حاصل ہوتی ہے
جو موقعہ کے مطابق غصہ اور معاف کرنا جانتا ہے۔ اسلئے ہمیشہ شانت رہو۔ کیونکہ
شانت آدمی ہی دانشمند اور سمجھدار بن سکتا ہے اور سمجھدار و عقلمند ہی غصہ اور
معافی کے استعمال کرنے کا موقعہ محل جان سکتا ہے۔ موقع محل کے مطابق اُنکا
استعمال کرنے سے ہی سُکھ اور کامیابی حاصل ہُوا کرتی ہے +

لئے غصّہ کا استعمال کرو لیکن یہ صرف دِکھلانے کے لئے ہی ہو۔ اس میں تمہارا اندرُونی جوش اور مانسک بے ترتیبی نہیں ہونی چاہئے۔ جس طرح سے ایک جوان بھرُوپیا بوڑھے کا سوانگ بنا لیتا ہے۔ دیکھنے والے اُسکو بوڑھا ضرور سمجھتے ہیں۔ لیکن وُہ بڑھاپا اُسکو دُکھدائی نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے جو وچار پُوروک کرودھ ہوتا ہے۔ اور جو اندرُونی اور مانسک جوش کا نتیجہ کرودھ ہوتا ہے۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ پہلا عقلمندی اور دُوسرا جہالت کا نتیجہ ہے۔ میرے خیال میں تو دانشمندانہ غصّہ کو غصّہ کا نام ہی نہیں دینا چاہئے۔ کیونکہ نیتی کاروں نے جہاں غصّہ کی تعریف کی ہے۔ وہاں اِسکو "بدھی ناشک" کہا ہے۔ لیکن عقلمند ہی ایسے غصّہ کو کر سکتے ہیں جس کا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ یعنی جو صرف دِکھلاوا ہو۔ اسکے متعلق ایک نہایت اچھی مثال اس طرح بیان کی جاتی ہے۔ ایک دفعہ ایک کالے پھنیر زہریلے سانپ کا ملاپ سادھوؤں سے ہوا۔ سادھو منڈلی نے اُسکو اپدیش کیا کہ تُم کاٹنا اور ڈنک مارنا چھوڑ دو۔ اُسنے اُن کی نصیحت کے مطابق ڈنک مارنا چھوڑ دیا۔ اب اگر لڑکے بھی اُسکو راستہ چلتے دیکھ لیتے۔ تو اسکو کنکر پتھر مار چھیڑتے کوئی اُسکو دُم سے پکڑ کر اِدھر اُدھر گھسیٹتا۔ اور کوئی اُس کے سر کو زخمی کرتا وُہ نہایت تنگ آگیا۔ کہ اِتنے میں پھر وُہی سادھو منڈلی اُدھر سے گذری۔ اور اُس منڈلی نے سانپ سے حال پُوچھا۔ اُس نے کہا کہ اچھا اُپدیش دیگئے۔ اُسپر عمل کرنیسے بجائے سُکھ کے میری تکلیفیں دُگنی ہوگئیں۔ پہلے بچّوں کا تو کہنا ہی کیا ہے بڑے بڑے دلیر جوان مجھ سے ڈرتے تھے لیکن اب چھوٹے چھوٹے بچّوں کی چھیڑنے کی چیز ہی میں ہُوں۔ کوئی اِدھر اُدھر کوئی اُدھر مجھے گھسیٹتے پھرتے ہیں۔ عجب مشکل میں پڑا ہُوں۔ تنگ آکر میں تو آپ کے اُپدیش کو چھوڑنے ہی والا تھا۔ کہ آپ آگئے۔ اب آپ تبلاویں۔ کہ میں کیا کروں۔ سادھو منڈلی نے جواب دیا۔ کہ یہ سب دُکھ جو تم نے

بناتیں اور ہماری تباہی کا باعث بن جاتی ہیں۔ بس اِن حیوانی جذبات کی پہنچ سے اپنی اندریوں کو الگ رکھنا ہی خود ضبطی کہلاتی ہے۔ وہی آدمی دانا اور عقلمند ہو سکتا ہے۔ جو کہ اپنے اندر اِن حیوانی جذبات کے طوفان کو پیدا نہیں ہونے دیتا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان جذبات کو نیست و نابود کر دو۔ نہیں ایسا نہ تو ہو ہی سکتا ہے اور نہ ہی ایسا کرنا مفید ہے۔ کیونکہ اگر یہ اپنا کام نہ کریں۔ تو اِنسان کوئی بھی کام نہیں کر سکتا ہے۔ صرف تمہارا فرض تو اتنا ہی ہے کہ تم اِن کے فائدے اور نقصان کو سمجھتے ہوئے ان کا مناسب استعمال کرو جس طرح سے سِدھا ہوا گھوڑا ایک باسمجھ سوار کے نیچے نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اور اپنے سوار کے سُکھ کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن اگر گھوڑا مُنہ زور ہو کر اپنی خواہش کے مطابق کام کرنے لگے۔ تو پھر اتنا ہی زیادہ وُہ اُسکے دُکھ کا باعث بن جاتا ہے۔ اسلئے ان مُفید طاقتوں کو اپنے قابو میں کر کے اپنی حسب منشا ان سے کام لینا چاہئے۔ یہی انسانیت ہے۔ اور جب تک تُم اِنکو اپنا خادم نہیں بناتے۔ تب تک تمہارا شمار عقلمند آدمی اِنسانوں میں نہیں کرینگے۔ کیونکہ اولاد کا پیدا کرنا۔ غصہ میں بھڑک کر آگا پیچھا نہ دیکھتے ہوئے بنا اور دوسروں کا نقصان کرنا اپنی جنس سے پیار اور دوسروں سے نفرت یہ سب باتیں تو حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اسلئے جب تک تُم ان سے گھرے ہوئے ہی کام کرتے ہو۔ تب تک تُم اپنے آپ کو حیوانیت سے باہر نہیں لے جا سکتے۔ کیونکہ حیوانیت سے آگے انسانیت کا درجہ ہے۔ اسلئے اِن حیوانی جذبات کو اپنے قابو میں کرو۔ تاکہ انسانیت کے درجہ کو حاصل کر سکو۔ خود ضبطی سورگ کا کھُلا دروازہ ہے۔ اسلئے اگر سُکھ۔ شانتی اور کامیابی چاہتے ہو تو اپنی زندگی میں اِس کا استعمال کرو۔ چونکہ سب اندریاں من کے ہی ماتحت ہوتی ہیں۔ لہٰذا

خود ضبطی

دُنیا میں اِنسان تب تک کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی سُکھ حاصل کر سکتا ہے۔ جب تک کہ وُہ اپنی اِندریوں کو اپنے قابُو میں نہ رکھے۔ کیونکہ کبھی ایک جذبے اور کبھی دوسرے کو موقعہ کے مطابق دبانا یا اُبھارنا پڑتا ہے۔ کِتنی افسوسناک اور قابلِ رحم حالت اُس آدمی کی ہے جو کہ جہاں غصّہ پیدا کرنا چاہے۔ وہاں پیدا نہیں کر سکتا۔ اور جہاں اُسکو دبانے کی ضرورت ہے دبا نہیں سکتا۔ اِسی طرح سے دوسرے جذبات کا حال سمجھو۔ اسلئے یہ بڑا ضروری ہے۔ کہ اِنسان اُن شکتیوں کو اپنے قابُو میں کرے۔ جو کہ اُس کے اپنے اندر کام کر رہی ہیں۔ ہم آنکھوں سے دیکھتے کانوں سے سُنتے ناک سے سُونگھتے زبان سے ذائقہ معلوم کرتے اور جلد سے چھُوتے ہیں۔ من سے ہم خیال کرتے اور بُدھی سے فیصلہ کرتے ہیں۔ یہی سادھن ہیں جن کے ذریعہ ہم باہر سے تمام عِلم کو حاصل کرتے ہیں۔ اور انہیں کے ذریعہ ہم اپنے عِلم کو بڑھاتے رہتے ہیں۔ یہ سادھن جہاں ہمیں بُرائیوں اور تکلیفوں سے بچاتے ہیں۔ وہاں یہی سادھن ہمارے ناش کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔ کیونکہ جہاں یہ ہمیں بُرائیوں اور تکلیفوں سے بچاتے ہیں۔ وہاں ان کے ساتھ ہی اور شکتیاں بھی ہیں۔ جو اِن کو اپنے قابو میں کر کے اِن سے اپنی خواہش کے مطابق کام کروا لیتی ہیں۔ اور یہ شکتیاں۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ اور اہنکار ہی ہیں۔ جب یہ تمام شکتیاں بڑھکر یا اِن میں سے کوئی ایک بڑھکر من پر غلبہ حاصل کر لیتی ہیں۔ تو من کے ذریعہ باقی اِندریاں اُس حیوانی جذبہ کے ماتحت ہو جاتی ہیں۔ اور پھر یہی ہمیں ہوشیار کرنے اور ہمیں تباہی سے بچانے والی اِندریاں ہمیں غافل

صفائی

اندر کی صفائی رکھنے من کو شُدھ اور پاکیزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ بیرونی صفائی کا بھی پُورا خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اندرُونی صفات کا اثر بعد میں بات چیت کرنے پر یا تعلقات کے پیدا ہونے پر ہی کسی پر پڑتا ہے۔ لیکن باہر کی صفائی کا اثر فوراً دوسرے ملنے والے یا دیکھنے ولے پر پڑتا ہے۔ نہ صرف ظاہرداری کیلئے ہی صفائی کی بڑی ضرورت ہے۔ بلکہ اپنی صحت کو قائم رکھنے اور اپنے قوا ئے کو نشوونما دینے کے لئے بھی اسکی بڑی ضرورت ہے۔ اسلئے ہمیشہ جہانتک ہو سکے۔ اپنے اعضاؤں کو صاف سُتھرا رکھنا چاہیئے۔ غُسل نہ کرنا اور داتن نہ کرنیسے دانتوں کو میلا رکھنا بُہت ہی بُرا ہے۔ مہذب آدمی ایسے سُست اور گندے آدمی سے نفرت کرتے ہیں۔ کہ جن کے اعضا صاف اور دانت سفید نہیں ہیں۔ داتن نہ کرنیسے نہ صرف مُنہ میں بدبُو ہی پیدا ہو جاتی ہے بلکہ اُس میل کے اندر ایک قسم کا زہریلا مادہ پیدا ہو کر غذا کے ساتھ شامل ہوتا رہتا ہے جو کہ معدہ میں جاکر کئی قسم کی بیماریوں کو پیدا کر دیتا ہے جو دانتوں کو صاف کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ وہی ڈاڑھ اور دانتوں کی دردوں میں مبتلا ہوتے دیکھے گئے ہیں میل کی وجہ سے زیادہ بڑھے ہوئے کیڑے بعض اوقات تمام دانتوں کو ہی نکالنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ اسلئے اگر دانتوں اور معدہ کی امراض سے بچنا چاہتے ہو۔ تو روزانہ باقاعدہ داتن کیا کرو۔ آجکل بعض نوجوان داتن کی بجائے بُرش کا استعمال کرنے لگے ہیں لیکن میں تمکو یہ تبلانا چاہتا ہُوں کہ سوائے کسی ضروری موقعہ کے کہ جہاں داتن مل ہی نہیں سکتی تم نے اِسکا استعمال نہ کرنا۔ داتن کرنیسے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اوّل تو وُہ فائدہ جو کہ بُرش سے

اُن کے روکنے کا عُمدہ طریقہ یہی ہے۔ کہ اپنے من کو اچھی کتب کے مطالعہ
اور نیک کام کرنے اور پوتر خیالات کے سوچنے میں لگا رکھو۔ جب کبھی تمہارا
من غصّے یا کسی بدی اور بدمعاشی کے خیال کو لاوے تو فوراً ہوشیار ہو جاؤ
اور مضبُوط ارادے سے اُسکو باہر نکالکر پھینکدو۔ اور اُسی وقت اپنی طبیعت کو
کسی اور طرف لگا لیا کرو۔ اور بار بار ہوشیار رہاوت کی طرح اِسکو روکتے رہو
چند بار ہی کچھ بُرا معلوم ہوگا۔ پھر اِسکی خرمستی کم ہوتی جاویگی۔ جتنے کہ تُم اِسکو
پُوری طرح اپنے قابُو میں کرسکوگے۔ اسکے قابُو کر لینے سے آنند۔ لیش۔ اور
کامیابی سب کچھ تمکو حاصل ہو جاویگا +

ستھرے کپڑے جتنے صحت کیلئے مُفید ہیں۔ اُتنے ہی دوسروں کو بُرے نہ معلوم ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ یہ باتیں اتنی معمولی ہیں۔ کہ ان کا بیان کرنا بھی اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن جب یہ دیکھو گے۔ کہ بہت سی معمولی لیکن ضروری باتوں کو اکٹھا کرنے سے ہی اپنے اور دوسروں کو خوش کرنے کے لئے ایک بڑی اور مُفید بات بن جاتی ہے۔ تو پھر تم اُن کو معمولی نہ کہتے ہوئے نظر انداز نہیں کرو گے۔ اور اِن سے فائدہ حاصل کرو گے ؛

حاصل ہوتا ہے یعنی دانتوں کا صاف ہونا دوسرا دانتن کے چبانے سے جو جبڑے کی ورزش ہوتی اور دانتوں کو یہ پختگی نصیب ہوتی ہے۔ وہ بُرش سے نہیں ہوتی مختلف درختوں کی داتن اپنی تاثیر کے مطابق علیحدہ علیحدہ اپنا طبی اثر بھی پہنچاتی ہیں۔ مثلاً دانتوں کی تمام بیماریوں کو دُور کرنے کے لئے اُن کو سفید اور مسوڑھو مضبوط کرنے کے لئے کیکر اور پھولاہی کی داتنیں نہایت عمدہ ہوتی ہیں لیکن منہ کی بدبو کو رفع کرنے کے لئے تیزپات سنکھچین اور الائچی کی داتنیں عمدہ ہوتی ہیں مسوڑھوں میں سے آتے ہوئے خون کو بند کرنے والی اور درد کو زائل کرنے والی نیم اور کچنار کی داتنیں بہت مفید ہیں۔ گویا صبح روزانہ داتن کرنیسے ہی کئی فائدے حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو بُرش سے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اسلئے جہانتک ہو سکے۔ داتن کا ہی استعمال کیا کرو۔ دانتوں کی صفائی کے ساتھ اپنے دوسرے اعضاؤں کو بھی صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرو۔ اپنے ناخنوں کو بھی زیادہ نہ بڑھنے دو۔ کیونکہ میلے ہاتھ اور بدصورت ناخون نہایت ہی بُرے معلوم ہوتے ہیں۔ اسلئے اِن کو زیادہ نہیں بڑھنے دینا چاہئے۔ بلکہ ان کے کنارے چکنے گول اور صاف رکھنے چاہئیں بعض نوجوان غسل تو کرتے نہیں لیکن وُہ دوسروں کو خوبصورت معلوم ہوں۔ اسلئے بار بار مُنہ کو دھوتے اور صابن ملتے ہیں لیکن درحقیقت وُہ اس طرح سے اپنے آپکو کبھی بھی خوبصورت نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ خوبصورت وُہ نہیں ہے جس کا کوئی ایک اعضا باقی جسم کے اعضاؤں سے مختلف رنگ والا ہو۔ بلکہ خوبصورتی تو تب ہی ہے۔ جبکہ تمام اعضاؤں کا رنگ ایک سا ہو اور خوبصورت اور سڈول ہوں۔ یہ بات جسم کے کسی ایک حصّہ کو صاف کرنیسے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسلئے صحت اور خوبصورتی دونو ہی اس بات کی مقتضی ہیں۔ کہ روزانہ باقاعدہ غسل کیا جاوے۔ اسی طرح سے کپڑوں میں بھی صفائی ہونا نہایت ضروری اور مُفید ہے۔ کیونکہ صاف اعضا اور صاف

زیادہ اچھے اور عُمدہ حالات پیدا کر سکو گے۔ بعض آدمی اپنے بےصبرے پن سے ہی اپنے ہونے والے کاموں کو بگاڑ لیتے ہیں۔ اور پھر اپنے بھاگیہ اور قسمت کو کوسا کرتے ہیں۔ ایسے آدمی معمولی عقل اور کمزور دل کے ہوتے ہیں۔ اسلئے کام میں روکاوٹ پڑنے پر جلد گھبرا جاتے ہیں۔ لیکن عقلمند آدمی ایسا نہیں کرتے۔ کیونکہ روکاوٹ اور تکلیف کا وقت ہی ہے۔ جس میں صبر کی آزمائش ہو سکتی ہے۔ اس لئے نہ تو ایسے وقت میں گھبرایا کرو۔ اور نہ ہی اپنی یا اپنی قسمت کی بُرائی کیا کرو بلکہ پُورے استقلال اور مضبوط قوت ارادی سے روکاوٹوں اور تکالیف کو دُور کرنے کے لئے کوشش کرتے رہو۔ بالآخر تمہاری کامیابی ہوگی۔ اسلئے مستقل مزاج اور صابر بنو۔

صبر

صبر کے لئے فارسی کا مشہور شاعر شیخ سعدی لکھتا ہے کہ "صبر اگرچہ تلخ است ولے برے شیریں دارد" یعنی صبر اگرچہ کڑوا ہے لیکن پھل میٹھا رکھتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک انسان مہاراجہ سے لیکر معمولی آدمی تک اپنی حالت میں غیر مطمئن ہے اور دوسرے کو مطمئن سمجھتا ہے۔ تحصیلدار یہ جانتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر آرام میں ہے اور ڈپٹی کمشنر کے سامنے لفٹننٹ گورنر اچھی حالت میں ہے۔ بڑے سے بڑے درجے تک چلے جاؤ۔ لیکن ہر ایک میں بے اطمینانی کو پاؤ گے اور یہ غیر مطمئن حالت ہی ہے جسکو دنیا میں دکھ کا نام دیا گیا ہے۔ کتنے آرام اور آسائش کے سامان استعمال کرو۔ یہ حرص کبھی پوری نہ ہو گی۔ بادشاہ لوگ ہر قسم کا عیش عشرت کا سامان ہونے پر بھی کبھی سیری اور اطمینان کو حاصل نہیں کرتے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہ ساری دنیا بھی ایک آدمی کی خواہش کو پورا کرنے کے ناقابل ہے دنیا میں بعض آدمی دکھی صرف اس وجہ سے رہتے ہیں۔ کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے پڑوسی نے بہت سی دولت اور عزت حاصل کر لی ہے۔ اور ہمیں کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ بس یہ خیال ان کو دکھی بنا دیتا ہے۔ حریص دنیا میں کبھی سکھی نہیں ہو سکتا۔ ہم دنیا میں ایک سے ایک بڑا دیکھتے ہیں۔ تو پھر کیا رات دن روتے رہیں کہ آپ ایسے کیوں ہو گئے۔ اور ہم ایسے کیوں۔ پیارے اگر سکھ چاہتے ہو۔ تو صبر کو حاصل کرو جس قابل تم ہو گے وہ چیز تم کو ملے بغیر نہ رہے گی۔ اسلئے دوسروں کو دیکھکر دکھی ہونے کی بجائے اپنی حالت میں صبر کرو۔ اور اپنے آپ کو موجودہ حالت سے زیادہ لائق اور بہتر بناؤ۔ فوراً تمہاری حالت بدل جاویگی۔ اور تم موجودہ حالت سے

یا چھُٹائی کی طرف نہ دیکھا کرو۔ بلکہ اپنے ارادے کی کمی بیشی پر دھیان رکھا کرو
کیونکہ تمکو کسی کام میں اُسکی چھوٹائی اور آسانی کی وجہ سے کامیابی حاصل
نہیں ہوگی۔ بلکہ اُس کام کے کرنے میں تمہاری قوتِ ارادی کے درجات کی کمی
بیشی کے مطابق کامیابی حاصل ہوگی۔ جو بات تم نے نہ کرنی ہو۔ اُس کے لئے
یُونہی فضول ارادے نہ کیا کرو۔ اور جب کسی کام کو کرنے کا ارادہ پیدا کرو۔ تو
پھر اُسکو دوسرے کمزور خیالات کی لہروں کے نیچے نہ دبنے دو۔ اور کسی ایسے شخص
کی رائے کی پرواہ نہ کرو۔ جو کہ تمکو اپنے ارادے کی مشکلات کی وجہ سے چھوڑ دینے کا
اُندیشہ کر رہا ہو۔ ایسے آدمی خود کمزور دل اور کمزور ارادے کے ہوتے ہیں۔ اسلئے
وُہ معمولی باتوں کو بھی ناممکن ہونے والی باتوں میں شمار کر لیتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے
کہ ایسے آدمیوں نے تو ارادے کی قوت کو کبھی محسوس نہیں کیا۔ اگر کیا ہوتا تو وُہ کبھی بھی
کسی کے حوصلے اور ارادے کو (بشرطیکہ وُہ ارادہ کسی بُرائی کے کرنے اور ایسے کام
کے کرنے کا نہ ہو۔ کہ جس کے عمل سے اُسکی اپنی جان خطرے میں ہو۔ اور انسانی گروہ میں
بدامنی کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو) نہ گراتے۔ بلکہ اُس کا حوصلہ پست کرنے کی بجائے
اپنے زبردست خیالات کو شامل کر کے اسے اور بھی زیادہ بڑھاتے اور کامیابی کے ساحل
تک پہنچنے میں مدد دیتے۔ جب انسان ایک دفعہ مضبوط ارادہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے تو
چاہے اُس کے راستہ میں کتنی بھی مشکلات کیوں نہ ہوں۔ وُہ سب پر غالب آتا ہے
کوئی چیز اُسکو اپنے مقصد سے روک نہیں سکتی۔ بلکہ ایسے صاحب ہمت کی مدد کیلئے سارا
نظامِ شمسی کام کرتا ہے۔ کوئی آدمی شروع سے ہی مہان نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ جو اپنی
اندرونی شکتیوں سے کام لینا شروع کر دیتا ہے۔ وہی مہان بن جاتا ہے۔ اور جو اُنکی
طرف دھیان نہیں دیتے وہی اپنی سفرِ زندگی میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مہرشی دیانند سرستی
کو معمولی سادھو سے موجودہ زمانے کا رشی بنانے والی اگر کوئی چیز تھی۔ تو وُہ صرف

قوّتِ ارادی

دینی اور دُنیاوی معاملات دونوں میں اِنسان اتنا ہی کامیاب ہوتا ہے۔ جِتنا
کہ اُسکا ارادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اگر کوئی کسی کام میں ناکامیاب ہے۔ اِسکی وجہ اُس
کی بدقسمتی نہیں۔ بلکہ اُس کے ارادے کی کمزوری ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ انسان کے
اندر یہ قیمتی طاقت ایسی پوشیدہ ہے کہ جو اِس سے کام لینا شروع کر دیتا ہے اُسکو
ہی یہ اُونچا اور مہان بنا دیتی ہے۔ نہ ٹوٹنے والے ارادے میں ایک زبردست
طاقت ہوتی ہے۔ جو کہ اپنے مناسب حالات کو خود بخود اپنی طرف کھینچ لیتی ہے
اسلئے اگر آپ سفرِ زندگی میں اچھی طرح کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ تو اس طاقت
کو اپنے اندر پیدا کرو۔ کیونکہ زندگی کی تمام مشکلات کو حل کرنے والی یہی ایک
طاقت ہے جس میں یہ طاقت ہے کہ وُہ اپنے خیالات کو زیادہ زبردست بنا کر دُور
تک بھیج سکتے ہیں۔ لیکن جن میں یہ نہیں ہے وُہ ایسا نہیں کر سکتے۔ اور یہی وجہ ہے
کہ بعض آدمی بہ مقابلہ دوسرے کمزور قوت ارادی والے لوگوں کے زیادہ کامیاب
مشہور اور فارغ البال ہو جاتے ہیں۔ قوّت ارادی ہی دِل کو یکسُو کر کے دماغ کی طرف
خیالات کی کشش میں مددگار رہتی ہے کشش کا یہ اصُول ہے کہ اُسکا رجحان اپنے
ہم جنسوں کی طرف زیادہ تر ہوتا ہے۔ یعنی ہر ایک جنس اپنی ہم جنس چیز کو اپنی طرف کھینچتی
ہے۔ اسلئے جو آدمی جیسا بننا چاہتا ہے۔ مضبوط ارادہ کر کے اُسکو اپنے اندر ویسے
ہی خیالات پیدا کرنے چاہئیں بس یہ خیالات، اپنے ہم جنس خیالات اور حالات
کو ضرور اپنی طرف کھینچ لے آویں گے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وُہ اپنے مقصد میں ضرور
کامیاب ہوگا۔ اسلئے پیارے بھائی اگر تم کوئی کام کرنا چاہتے ہو۔ تو تُم کام کی بڑائی

ہوتی ہے۔ کیونکہ جب ایک دفعہ کام کرنے کے لئے بدھی فیصلہ کر دیتی ہے۔ تو پھر قوت ارادی ہی اسکو بغیر ہچکچاہٹ اور پس وپیش کے کامیابی کی طرف لے جاتی ہے پھر اسکو ہچکچانے اور پس وپیش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اور پھر وہ اپنے مقصد میں تب تک لگا رہتا ہے جب تک وہ پورا مکمل اور کامیاب نہیں ہوتا میرے خیال میں چونکہ لوک اور پرلوک میں کامیابی کا ذریعہ ہی قوت ارادی کی مضبوطی ہے۔ لہذا اسکو مضبوط کرنے کی کوشش کرو۔ اور اس کے لئے اگر تم نے مفصلہ ذیل اصولوں پر عمل کیا تو یہ قوت خود بخود تمہارے اندر پیدا ہو جاویگی جس سے تم سفر زندگی میں کامیاب ہو سکوگے ⁂

اول۔ سچائی کو حاصل کرنے اور جھوٹ کو چھوڑنے کے لئے ہمیشہ طیار رہو جتنی تمہاری زندگی میں سچائی کی زیادتی ہوگی۔ اتنی ہی قوت ارادی مضبوط ہوگی جو قوت ارادی سچائی کے سہارے ہوتی ہے۔ اگر اس کے خلاف ساری دنیا بھی کھڑی ہو جاوے۔ تو بھی اسی کی فتح ہوگی ⁂

دوسرا۔ سندھیا ہر روز کیا کرو۔ اور پرارتھنا کرتے ہوئے ایشور سے بل مانگا کرو۔ تاکہ تمہاری زندگی میں پاکیزگی آوے۔ پرارتھنا کرنے کا یہ مطلب نہ سمجھ لینا کہ اسطرح مانگنے سے ایشور تم سے خوش ہو کر تمکو تمہاری مطلوبہ چیز دیدیگا۔ اگر تمہاری خواہش کے خلاف کام ہونگے۔ تو تم کو وہ چیز نہیں ملیگی جسکی تم خواہش کرتے ہو۔ بلکہ وہ ملیگی جسکے لئے فعل کرتے ہوئے سچی پرارتھنا کی ہے۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ قدرت میں یہ اصول بڑا زبردست ہے کہ "جیسا تم بوگے ویسا کاٹو گے"۔ اسلئے اگر تم منہ سے کچھ اور کہتے اور فعل سے کچھ اور کرتے ہو۔ تو تمہارے قول کے مطابق نہیں۔ بلکہ فعل کے مطابق پھل ملیگا۔ کیونکہ تم ایشور کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ نیز پرارتھنا کرنے سے شبھ اور کلیان کاری بھاووں کا منن ہوگا جس سے وہ اپنا عمدہ اثر من پر ضرور ڈالیں گے۔ اور اپنے

اُسکی قوتِ ارادی تھی۔ تمام بھارت اُسکے خیالات سے اختلاف رکھتا تھا لیکن جب وُہ بہادر ایکدفعہ میدان میں کھڑا ہو گیا۔ تو پھر کوئی شخص بھی اُسکے مقابلے کی تاب نہ لا سکا۔ اِسکی وجہ اُسکی بیمثال علمیت ہی نہ تھی۔ بلکہ مضبوط قوتِ ارادی اور اُس قوت میں پُورا بھروسہ تھا۔ اسی طاقت کے ذریعہ شیرِ پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے اٹک جیسے زبردست دریا کی چھاتی کو گھوڑوں کے سُموں سے یہ کہتے ہوئے روند ڈالا۔ اور اپنی سپاہ کو پار کر دیا کہ "جا کے من میں اٹک ہے وہی اٹک رہا۔ جا کے من میں اٹک نہیں اُسکو اٹک کہاں"۔ سچ مچ اگر من کے اندر روکاوٹ نہیں۔ تو پھر کوئی طاقت ایسی نہیں ہے۔ جو ہمکو اپنے مقصد کے حاصل کرنے اور زندگی کو خوشحال اور کامیاب بنانے سے روک سکے۔ طاقتور اور پختہ قوتِ ارادی کی وجہ سے انسان میں ایسی قابلیت آ جاتی ہے کہ وُہ اپنے خیال کو بہت بڑی طاقت دے سکتا ہے۔ اپنے نشانے پر پھر وُہ اپنے خیال کو اُسوقت تک قائم رکھتا ہے جبتک کہ اُسکا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ اگر کسی شخص میں پس و پیش کی عادت ہے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اُسکی قوتِ ارادی کمزور ہے۔ اور اُس سے کوئی کام نہ ہو سکیگا۔ اور جو اپنا مضبوط ارادہ بنا کر پھر دوسروں کی رائے کیوجہ سے اُسکو تبدیل کر دیتا ہے۔ تو اس سے بھی اُسکی کمزور قوتِ ارادی کا پتہ ملتا ہے۔ اور وُہ دوسروں کی رائے کا غلام ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنی شخصیت اور دلی تمیز کو کھو دیا ہے۔ وُہ اپنے نہیں بلکہ دوسروں کے خیالات کے مطابق کام کر رہا ہے۔ ایسا کرتا ہوا وُہ دن بدن اپنی قوت ارادی کو کمزور کر رہا ہے جسکی وجہ سے اُسکو اکثر اپنے کاموں میں دقت اور ناکامیابی کا مُنہ دیکھنا نصیب ہوگا۔ اسلئے پیارے بھائی اِس قوت کی اہمیّت کو سمجھو۔ لیکن ضد۔ ہٹھ اور خودسری کو ہی قوت ارادی نہ سمجھ لینا۔ قوت ارادی ضد اور ہٹھ وغیرہ میں بڑا فرق ہے۔ پہلی چلن کی پختگی اور عمدگی کا اور دوسری اُس کی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ سچی قوت ارادی میں ایک خاص قسم کی طاقت اور ثابت قدمی

سامنے لکھ رکھو۔ اور صبح کام پر جانے سے پہلے اِن کو اپنے من میں بار بار غور طریقہ سے دو تین دفعہ دُہرا لیا کرو۔ اور دِن میں اُن کے مطابق وقت گذارنے کی پُوری کوشش کیا کرو۔

(۱) میں اپنے کاموں کا مالک ہونگا۔ اور اُن میں باقاعدہ رہُونگا کبھی بھی سُستی کی وجہ سے کوتاہی نہیں کرُونگا۔

(۲) مَیں اپنے موافق اور مخالف دونوں قسم کے حالات میں اپنے آپ کو قابُو میں رکھو نگا

(۳) مَیں مخالف حالات میں کبھی نہیں گھبراؤں گا۔ بلکہ خوشی۔ دلیری اور استقلال سے انکا مقابلہ کرونگا۔

(۴) میں نہ تو کبھی فضول جوش میں آؤں گا۔ اور نہ ہی پریشان ہونگا۔ اور نہ ہی غصہ اور چڑچڑاہٹ کو اپنی طبیعت میں داخل ہونے دُونگا۔

(۵) میں زیادہ عرصہ پس و پیش میں نہیں رہُونگا۔ اور اپنے کاموں کا جلد فیصلہ کر دیا کروں گا۔

(۶) میں اپنے فیصلہ کے خلاف کبھی عمل نہیں کرونگا۔

(۷) میں ایسا کام کبھی نہیں کروں گا جس سے دوسروں کو نقصان پہنچے۔

(۸) مَیں اپنی ذات اور کاروبار میں دوسروں کے ساتھ ہمیشہ ایماندار اور صادق رہونگا۔

(۹) میں کسی سے بدزبانی نہیں کرونگا۔ بلکہ ہر ایک سے جہانتک ہو سکے گا بغیر گھبراہٹ اور جوش کے نرم اور میٹھے الفاظ سے پیش آیا کرونگا۔

(۱۰) میں ان قواعد کے مطابق اپنی روزانہ زندگی میں عمل کرونگا۔ کوئی طاقت مجھے ان سے باہر نہ کر سکے گی۔

چونکہ یہ بات عمل سے تعلق رکھتی ہے۔ لہٰذا ان کو پڑھنے سے ہی نہ تو کچھ حاصل

اثرات سے اچھے خیالات پیدا ہونگے۔ اور اچھے خیالات سے اچھے کام ظہور میں آوینگے
جس کا نتیجہ بھی ہر حالت میں اچھا ہوگا۔ نئے مغربی خیالات کے مطابق آٹو سجیشن
(Auto-suggestion) کا اثر آدمی کے اخلاق اور جسم پر زبردست ہوتا ہے۔ اسلئے بھی
پرارتھنا کے ذریعہ شکتی بل۔ اُتساہ کا چنتن کرنا اور سروشکتیمان اور سرو ویاپک
پرماتما کے ساتھ اپنے من کو ایک کرنا بڑا ہی مُفید ہے۔ اور قوتِ ارادی کو زیادہ مضبوط
کرنے کا باعث ہے۔ لہذا ایکسو طبیعت کے ساتھ ہر روز صُبح و شام پرارتھنا کیا کرو۔

سوم۔ اپنے اندر بہت سے فضول ارادے نہ پیدا کرو۔ کیونکہ اگر تم بہت سے
فضول ارادے پیدا کرتے رہوگے۔ تو تمام کو چونکہ تم پورا نہیں کرسکوگے۔ لہذا من
اُسکا عادی ہو جاویگا۔ اور پھر وہ کسی ارادے کے پیدا ہوکر پورا نہ ہونیکو نہایت
لاپرواہی سے دیکھیگا جس سے قوتِ ارادی کبھی طاقتور نہ ہوسکیگی۔ اسلئے جو ارادہ
کرو۔ اسکو جہانتک ہوسکے۔ پورا کرنے کی کوشش کرو۔ اپنے کاروبار کے لئے ٹائم ٹیبل
بنا رکھو۔ اور جہاں تک ہوسکے اپنے آپ کو اُس کے مطابق کام کرنے پر مجبور کرو
کیونکہ روزانہ باقاعدہ کام کرنے سے بھی من کی چنچلتا ٹوٹ جاتی ہے۔ مثلاً آج
من یہ کہتا ہے کہ چلو اب سوجاؤ۔ اور آرام کرو۔ لیکن وہ وقت تمہارا کام کرنے کا ہے
تو اگر تم اپنے من کے مطابق کام کرتے ہو۔ تو من کو مضبوط اور اپنے ارادے کو کمزور
کررہے ہو۔ جس سے کبھی بھی تم اپنے ٹائم ٹیبل کے مطابق کام نہیں کرسکوگے
اور اگر تم اُسکی سُنتے ہی نہیں اور اُسکے سُست ہونے پر بھی اُسکو کام کے لئے
مجبور کرتے ہو۔ تو تم من کی چنچلتا کو دُور کرکے اپنے ارادے کو مضبوط بنا رہے ہو
چونکہ قوتِ ارادی کی مضبوطی کے لئے باقاعدہ زندگی کی بڑی ضرورت ہے۔ لہذا اپنے
کاروبار میں باقاعدہ رہو۔

(چہارم) مفصلہ ذیل خیالات کو موٹے حروف میں لکھکر اپنے بیٹھنے کی جگہ کے

اِستقلال

اِس میں شک نہیں ہے کہ قوت ارادی کی کمی بیشی پر ہی دینی اور دُنیاوی زندگی کی کامیابی اور ناکامیابی کا انحصار ہے لیکن اچھی طرح سمجھ رکھو کہ استقلال کے بغیر قوتِ ارادی کسی کام کی نہیں۔ کیونکہ ایسی خالی قوتِ ارادی سے کوئی کام مکمل نہیں ہو سکتا۔ قوتِ ارادی سے خیال کئے گئے کام کو استقلال ہی تکمیل تک لے جایا کرتا ہے۔ اسلئے مستقل مزاج بنو۔ مستقل مزاجی اور قوتِ ارادی یہ دو ایسی لازم ملزوم طاقتیں ہیں۔ کہ ہمارے لئے ایک کو دوسرے سے الگ کرنا نہایت ہی مشکل ہے۔ جب انسان دُنیا میں کام کرنا شروع کر دیتا ہے تو اُسکی زندگی میں ایسی گھڑیاں بھی آتی ہیں جبکہ وُہ اپنے کاموں میں بار بار ناکامیابی کا مُنہ دیکھتا ہے۔ یا اُسکو اپنے اِردگرد مخالفوں اور مخالف حالات کے گھیرے کے سوائے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ تو وُہ مایوس ہو کر ہمت ہار دیتا ہے یا گھبراہٹ میں پڑ جاتا ہے۔ ایسے تمام اُلٹے وقتوں میں ایک ہی ایسی چیز ہے۔ جو انسان کو پھر سے باُمید کرتی ہوئی اِسکے کاموں کو تکمیل تک لیجاتی ہے وُہ صرف مستقل مزاجی ہے۔ مستقل مزاجی کے معنے ہیں کہ اپنے فیصلہ شدہ کام کے لئے ہمت کے ساتھ اور ناکامیابیوں سے نہ گھبرا کر اپنی کوششوں کو تب تک جاری رکھنا جب تک کہ اُن میں کامیابی حاصل نہ ہو۔ ادھیر اور بھیر آدمی کبھی دُنیا میں کامیابی کا مُنہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور بعض لائق لائق آدمیوں کی گرہستھی جیون کی ناکامیابی کا باعث صرف اُن کی یہ کمزوری ہی ہے۔ یعنی اُن کے اندر استقلال کی کمی کے باعث کِسی کام کو دیر تک اور ناکامیابیوں کے باوجود جاری

ہوگا۔ اور نہ ہی اِسکے اعلےٰ نتیجہ کو محسوس کر سکوگے۔ لہٰذا اِن کو اپنی عملی زندگی میں داخل کرو۔ پھر تمکو خود ہی معلوم ہو جاویگا کہ یہ سبق کتنے مُفید اور کتنے قیمتی ہیں۔

آئی۔ پانی بھر کے اُس نے گھڑے کو پاس والی ایک پتھر کی سیڑھی پر رکھ دیا اور خود ہاتھ منہ دھونے لگی۔ ہاتھ مُنہ دھو کر اُسنے گھڑا اُٹھا لیا۔ اور گھر چلی گئی۔ کسی خیال کی پریرنا سے بوپ دیو اُس جگہ آئے جس جگہ کہ اُس لڑکی نے گھڑا بھر کر رکھا تھا۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ مٹی کے گھڑوں کے بار بار رکھنے سے اور اُن کی رگڑ سے پتھر میں تھوڑا سا گڑھا ہو گیا ہے۔ اِس بات کو دیکھکر وُہ بُہت ہی خوش ہوئے۔ اور اپنے ادھیرپن پر اور اپنی مایُوسی سے اپنے آپ کو اس طرح بے ہمت بنا کر تعلیم کو تلانجلی دینے پر نہایت ہی افسوس کیا پھر اپنی ہمت اور اُمیدوں کو تر و تازہ کر کے واپس اپنے گورو کے پاس چلے گئے۔ گورو اُن کو دیکھکر بُہت ہی خوش ہُوئے اور اس طرح سے پھر امنگوں بھرا اور با اُمید ہونے کا سبب دریافت کیا۔ تو اُنہوں نے کہا۔ کہ آپ سے رُخصت ہو کر میں بُہت دُور چلا گیا۔ جب چلتا چلتا تھک گیا۔ تو ایک تالاب کے کنارے سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں پر ایک لڑکی پانی بھرنے آئی۔ پانی بھر کر اُس نے گھڑا ایک نزدیک والی پتھر کی سیڑھی پر رکھدیا۔ جب وُہ چلی گئی تو میں نے دیکھا۔ کہ وہاں پر ہر روز گھڑا رکھنے سے ایک گڑھا پڑا ہُوا ہے۔ اُسی سے مجھے یہ خیال پیدا ہُوا۔ کہ اگر مٹی کے معمولی گھڑوں کی رگڑ سے اتنے سخت پتھر میں گڑھا ہو سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ اپنے سبق کے روزانہ پاٹھ سے میرے دماغ پر کیوں اثر پیدا نہ ہوگا۔ بس اِس بات کو سمجھکر مجھے پھر سے اس بات کا حوصلہ ہو گیا۔ اور اپنی بُزدلی پر افسوس ہُوا۔ اسی لئے اب میں واپس آیا ہُوں۔ پھر اُس نے دِل لگا کر خُوب محنت کی جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ وُہ ویاکرن کا ایک بے مثال عالم ہُوا۔ اور اِس مضمُون کو آسان بنانے کیلئے اُس نے "مگدھ بودھ ویاکرن" نامی

رکھنے اور اُن کو متواتر بار بار نہ کرتے رہنے کی اتنی کمی ہے۔ کہ وُہ کسی کام کو تکمیل
تک نہیں لے جا سکتے۔ ایک کام شروع کرتے ہیں۔ کچھ دیر اسکی مشق کی لیکن جب
طبیعت اُس کام کی دقتوں کے باعث یا اپنے خیال کے مطابق کامیابی نہ ہونیکے باعث
سیر ہو گئی۔ یا اپنی من کی چنچلتا کے باعث طبیعت اُچٹ گئی۔ تو وُہ چھوڑ دیا۔ اور
دوسرا شروع کر دیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد تیسری طرف دوڑ رہے ہیں۔ اِس سے
جہاں اُن کے من کی کمزوری اور چنچلتا ظاہر ہوتی ہے۔ وہاں وُہ اپنی دُنیاوی
زندگی میں نہایت ناکامیاب رہتے ہیں۔ اسلیئے جہانتک ہو سکے۔ اِس کمزوری کو اپنی
زندگی میں داخل مت ہونیدو۔ جتنا تم مستقل مزاج اور اپنے کام میں اٹوٹ جد و
جہد والے ہو گے۔ اتنی ہی زیادہ کامیابی تمکو نصیب ہو گی۔ بعض آدمی کند ذہنی اور
ناقابلیت کے باوجود صرف اِسی صفت کی وجہ سے عالم اور کامیاب ہوئے ہیں۔ اُنہیں
مگھدھ بودھ دیاکرن کے مصنف بوپ دیو بھی ہیں۔ اُن کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ بچپن
میں وُہ بہت ہی کند ذہن تھے۔ پڑھنے میں بڑی ہی محنت کی۔ بہت کوشش اور
کئی سالوں کی محنت کے باوجود اُن کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ اخیر میں ایک دن اُسکے
گورو نے اُس کے ذہن پر تحول کیا۔ اس بے عزتی کو وُہ برداشت نہ کر سکا۔ اور اس
خیال سے مایُوس بھی ہو گیا۔ کہ اتنی محنت کرنے پر بھی جب کچھ حاصل نہ ہوا۔ تو اب مجھے
کیا آئیگا۔ مَیں پڑھنے کے لائق ہی نہیں ہُوں۔ اس طرح وُہ اپنی نالائقی پر افسوس
کرتا ہوا اپنے گورو کی پاٹھشالہ کو چھوڑ کہیں چلا گیا۔ اُسکے گورو کو اپنے نیک اور
حلیم شاگرد کے چلے جانے کا بڑا افسوس ہوا لیکن پھر سوائے افسوس کے اور کیا
ہو سکتا تھا۔ کچھ دیر اِدھر اُدھر تلاش کروائی۔ جب نہ ملا تو مایُوس ہو گئے۔ اِدھر
جب بوپ دیو چلتے چلتے تھک گئے۔ تو ایک تالاب کے سامنے ٹھنڈے سایہ
میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد ایک نوجوان لڑکی گھڑا لیکر وہاں پانی بھرنے

سوادھیائے

سوادھیائے کے معنے انگریزی میں سیلف سٹڈی اور اردو میں "مطالعہ" کئے جاسکتے ہیں
آجتک جتنے بھی مہاتما اور عالم دُنیا بھر میں ہوگذرے ہیں۔ یا اب موجود
ہیں۔ وہ صرف وہی ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ اِس
کا اِستعمال کیا ہے۔ تمام قسم کی نئی معلومات اور تازہ حالات اسی سے معلوم ہوتے
ہیں۔ کوئی شخص اِس کے بغیر دھرماتما عالم اور عامل نہیں ہوسکتا۔ مبارک
ہیں وُہ زندگیاں جن کے اندر اپنے آپ مطالعہ کرنے کی لگن پائی جاتی ہے
اگر یہ لگن من کی شُدھ اور پوترا وستھا سے پریرت نہیں ہے۔ تو پھر
یہ لگن اکثر آدمی کو تباہی کی غار میں دھکیل دیتی ہے۔ اور اِس کے چلن کو
تباہ کردیتی ہے۔ کیونکہ بُرے خیالات سے دھکیلا ہُوا اخلاق کو بگاڑنیوالے
جھُوٹی محبت اور عشقیہ ناولوں اور ناٹکوں کے مطالعہ تک ہی انسان محدُود
رہتا ہے جس سے اُسکی اخلاقی زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ سوادھیائے ایک
سنسکرت لفظ ہے۔ اور اِس کے معنے صرف دھارمک کتابوں کے مطالعہ
کے ہی لئے جاتے ہیں۔ جو انسانی زندگی کو اعلےٰ اور عُمدہ بنانے کا ایک
ہی طریقہ ہے۔ کیونکہ دُنیا میں اِنسان دو طرح سے مؤثر ہوتا ہے۔ ایک بیرُونی
حالات سے اور دوسرے اندرُونی اُٹھنے والے خیالات سے مثلاً ایک آدمی اپنے
دوستوں کی منڈلی میں بیٹھا ہُوا ہنسی خوشی میں مشغول ہے اور باجہ
بجا رہا ہے۔ باہر سے بھاگا ہُوا اور گھبرایا ہُوا ایک آدمی آتا ہے۔ اور باجہ
بجانے والے اور ہنسی خوشی میں مشغول اُس آدمی کو یہ کہتا ہے کہ "تمہارا

ایک عُمدہ کتاب بکھکر اپنے نام کو امر بنادیا۔ اسی طرح رشی دیانند۔ کمارل بھٹ۔ بکرتی واشنگٹن۔ نپولین بوناپارٹ وغیرہ اور بہت سے مہانو بھاو ایسے ہُوئے ہیں۔ کہ جو اپنے کاموں کی مشکلات کے باعث ایک دفعہ تو مایُوس اور اُداس ہوکر خودکشی کرنے تک تیار ہوئے لیکن ایسے مایُوس وقتوں میں صرف اِسی ایک طاقت نے اُن کو طاقتور اور آشاوان بناکر اپنے مقصد میں کامیاب بنایا ہے۔ اسلئے پیارے تُو بھی اِس بیش بہا طاقت سے فایدہ اُٹھا اور سخت سے سخت کام کو دیکھکر اور مُصیبت کو اپنے سامنے محسوس کرکے اپنے حوصلے کو مت گرنے دے۔ اور متواتر اپنے آپ کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا رہ۔ ضرور کامیابی ہوگی ٭

بتلانے والی اور اخلاق کو خوبصورت بنانے والی کتاب کا مطالعہ کریں گے
تو نہ صرف تمہارے علم میں ہی ترقّی ہوگی۔ بلکہ ہم کو اپنے بزرگوں کے اعلیٰ کاموں
اور اُن کی بے مثال اخلاقی اونچائی کا علم ہو جاویگا جن کی مثال کو اپنے
سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنے جیون کو زیادہ سے زیادہ پاکیزہ اور مُفید بنا سکینگے
پیارے بھائی سوادھیائے ایک اعلےٰ ست سنگ ہے اور ست سنگ ہی
انسانی زندگی کو بنانے کا اعلےٰ ذریعہ ہے۔ کیونکہ ست سنگ سے انسان بیرونی
طور سے اچھّے خیالات اور اثرات کو قبول کرتا ہے۔ اور یہ اثرات اُس کے اندر
ضمیر کو بنانے میں زیادہ مددگار ہوتے ہیں۔ جب ضمیر اعلیٰ بن گئی۔ تو وُہ انسان کو
گرنے سے بچانے میں بڑا اسادھن بن جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ تُم ہر روز اعلےٰ
اور عُمدہ ست سنگ کو حاصل نہ کر سکو۔ لیکن سوادھیائے کے ذریعہ تُم اُن مہاں
پُرشوں سے بات چیت ہر روز کر سکتے ہو۔ جو کہ اپنا چمکیلا جیون دُوسروں کی
رہبری کیلئے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ سوادھیائے سے ہی آدمی عالم اور عامل
ہوتا ہے۔ جو مہانو بھاو روزانہ باقاعدہ سوادھیائے کے ذریعہ اپنی زندگی کا
مطالعہ کرتے ہیں۔ وہی اُن دھبّوں کو جو بیرونی بُرے سنسکاروں سے پڑے
ہیں۔ صاف کر سکتے ہیں۔ اور آئندہ اپنی زندگی کو سیدھے راستہ پر لے چلنے
کے لئے ہوشیار رہتے ہیں۔ اُن کا ہی پوتر جیون ہے۔ جو جہالت اور اگیان
کے گہرے اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتے ہوئے مایُوس آدمیوں کی رہبری
کرتا ہے۔ اس لئے چاہے تُم طالب علم ہو۔ یا کسی بڑے عہدے پر پہنچ جاؤ
یا دُنیا کی اور کسی شاخ میں کام کیوں نہ کرو۔ اگر اپنے خیالات کو پختہ اور پاکیزہ کرنا
چاہتے ہو۔ اور زندگی کو اُونچا اور مؤثر بنانا چاہتے ہو۔ تو اپنی زندگی سے سوادھیائے
کو کبھی بھی الگ نہ کرو۔ جو ایک دفعہ شروع کر کے پھر کبھی اپنے جیون سے

لڑکا ایک چھت پر سے نیچے گر پڑا ہے"۔ بس اتنا سُنتے ہی اُسکی حالت بدل جاتی ہے ہنسی خوشی اور باجہ بھول جاتا ہے۔ یک دم دُکھی ہو جاتا ہے۔ چہرہ زرد اور آنکھیں پھیکی پڑ جاتی ہیں۔ کیا یہ اُس آدمی کی غیر معمولی ایک خاص قسم کی آواز کا اثر نہیں۔ واقعی ہے۔ اور اِس اثر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہم دُنیا میں طرح طرح کی آوازیں سُنتے شکلیں اور نظارے دیکھتے ہیں۔ اُن کو سُننے اور دیکھنے سے ہماری حالت ہر لحہ بدلتی رہتی ہے۔ بعض اتنے غیر معمولی حالات ہوتے ہیں۔ کہ اُن سے جو غیر معمولی تبدیلی ہم میں ہوتی ہے۔ اُسکو ہم محسوس کر لیتے ہیں۔ اور بعض معمولی ہوتے ہیں۔ وُہ معمولی حالات بھی ہم پر اپنا اثر اور سنسکار چھوڑ جاتے ہیں چاہے ہم اُن کو محسوس کریں یا نہ کریں۔ اسی طرح اندرونی طور سے بھی ہم مؤثر ہوتے رہتے ہیں۔ کیونکہ کئی دفعہ اکیلا ہی بیٹھا ہوا آدمی اپنے اندر اُٹھنے والے خیالات کی وجہ سے خوش اور رنجیدہ ہوتا ہوا دیکھا گیا ہے۔ اور اِس حالت سے ہر ایک واقف ہے۔ لہٰذا اس کے متعلق زیادہ مثالیں دیکر مَیں تمہارا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا ہُوں۔ یہ دونوں حالتیں بیرونی اور اندرونی لازم ملزوم سی ہیں۔ بیرونی حالات اندر اثر ڈالتے ہیں اور اندرونی سنسکار انسان کو خواب میں بھی پریشان یا خوش کرنے کا باعث بنتے ہیں ہم ہر روز کئی قسم کے موافق اور مخالف حالات سے گذرتے ہیں۔ اور روزانہ زندگی میں کئی طرح کے زہریلے سنسکار ہماری اخلاقی اور رُوحانی زندگی پر پڑتے ہیں۔ اُن سب بُرے سنسکاروں کو مٹانے کیلئے سوادھیائے ہی ایک اعلیٰ ذریعہ ہے۔ کیونکہ جب ہم روزانہ کسی مہرشی کے جیون یا اور کسی مہاتما اور دیش بھگت کی سوانح عمری کا پاٹھ کریں گے۔ یا دوسری کسی نئی وِدّیا کو

عُمدہ صفات اور شُہرت

مَیں نے جو کچھ تمہاری بہتری کیلئے اِس میں لکھا ہے۔ اُس کے مطابق اپنی عادت کو سُدھار نا۔ اپنے اخلاق کو اچھا بنانا۔ سچ بولنا۔ نیکی کرنا یہی عُمدہ صفات ہیں اُنکا نتیجہ دوسروں کیلئے اور خاصکر اپنے لئے نہایت ہی مُفید اور لابھ کاری ہوتا ہی دُنیا میں جتنے فایدے ہیں۔ دھن۔ دولت اور جائیداد وغیرہ سب جھوٹی اور جلد تباہ ہوجانے والی چیزیں ہیں کیونکہ یہ جتنی ہمارے اختیار میں ہیں۔ اُتنا ہی دوسروں کے قبضہ میں ہیں۔ آج ہی اگر چور گھر میں آجاویں۔ تو سب کی سب دولت آج ہی اُن کے قبضہ میں ہوسکتی ہے۔ اسی طرح باقی جائیداد بھی تقسیم ہونے والی اور دوسروں کے قبضہ میں چلے جانے والی ہے۔ اور صرف انہیں کی موجودگی کسی شخص یا کسی دیش کی بڑائی کی نشانی نہیں ہے۔ کیونکہ سارے سنسار کی دولت بھی ایک صفت کو خرید نہیں سکتی۔ جب کہ ایک صِفت بڑی سے بڑی دولت اکٹھی کرسکتی ہے۔ اور انسان اس کے ذریعہ اپنے نام کو امر بنا سکتا ہے۔ اور نہ اسی کے ذریعہ شُہرت اور یش کو حاصل کرسکتا ہے۔ لیکن شہرت غیر مقررہ ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ دوسرے آدمیوں کی ماؤں اور خیالات پر اپنا گھر بناتی ہے۔ اور جیسے جیسے اُن کے خیالات میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے ویسے ہی اس میں بھی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ چونکہ سب سے جلدی بدلنے والے اور دوسروں کے من پر جو کہ نِتا چنچل ہوتے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو قائم کرتی ہے۔ اسلئے اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بڑے بڑے مہاتماؤں کے جیون بھی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں اسلئے پیارے شہرت اور یش پر بھروسہ نہ کرتے ہوئے اُس کے پیچھے نہ بھاگنا بلکہ

سِوادھیائے نہیں چھوڑتا۔ اُپ نشدوں میں تبلایا ہے کہ اُسکو تمام قسم کی
برکتیں۔ دھن۔ شُہرت اور عزّت حاصل ہوتی ہیں۔ اور وُہ اپنے کام میں ہمیشہ
کامیاب رہتا ہے۔ اسلئے سوادھیائے کو اپنی زندگی کا خاص حصّہ بناؤ۔ تاکہ
زندگی کی مشکلات کو حل کرنے میں آسانی ہو ✢

اور ہم سو گئے۔ تو برابر ہو گئے۔ کیونکہ گہری نیند میں سو جانے پر نہ تمکو اپنے
مخمل کا پتہ رہا۔ اور نہ مجھ کو ننگی زمین کا۔ زمین کا ننگا ہونا یا مخمل کا بستر بچھا
ہوا ہونا یہ سب سونے کے پہلے کے خیالات ہیں۔ سو جانے پر پھر یہ احساس
نہیں ہوتا۔ راجہ نہایت حیران ہوا۔ پھر اُس نے دریافت کیا۔ کہ بھلا یہ بتاؤ کہ
مجھ سے اچھی کیسے۔ اُس نے کہا کہ اچھی اس طرح کہ جتنی دیر تم جاگتے رہے۔ اتنی
دیر عیاشانہ خیالات اور دوسرے تفکرات سے گھرے رہے۔ لیکن جتنی دیر ہم
جاگتے رہے۔ اتنی ہی دیر دوسروں کا بھلا سوچتے رہے۔ اور ایشور بھگتی کرتے
رہے۔ اسلئے جاگنے کی صورت میں ہم تم سے اچھے رہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جتنا
اطمینان اور سُکھ ایک نیک چلن اور دوسروں کا بھلا سوچنے والے کو حاصل
ہوتا ہے۔ اُس کا ہزار واں حصّہ بھی بدمعاش کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ حاسد
کرودھی اور کامی کے اپنے خیالات ہی اُسکو ڈرانے دُکھی کرنے اور تکلیف دینے
کا باعث بن جاتے ہیں۔ کیونکہ اُس کے من کے کانٹے اُسے رات کو سونے نہیں
دیتے۔ اور دن میں بھی جب وُہ اکیلا ہوگا۔ اور اُسے سوچنے کا موقعہ ملیگا تو
وُہ بے چین اور اُداس ہو جاویگا۔ کیونکہ وُہ خوب جانتا ہے۔ کہ میرے پاپوں کا
علم ہو جانے پر دوسرے ضرور میری بے عزتی کرینگے۔ اور موقعہ ملے گا۔ تو سزا
بھی دیں گے۔ اِسطرح کے خیالات اُسکو دُکھی بنائے رکھتے ہیں۔ اور وُہ ہمیشہ پھر
اپنے آپ کو سوسائٹی سے الگ لے جانے کی کوشش میں رہتا ہے۔ اور تمام
قسم کی سُکھ سامگری کی موجودگی میں بھی وُہ دُکھی اوداس۔ عیب جو اور بے چین
رہتا ہے لیکن نیک خیالات اور عُمدہ اعمال کا آدمی دُنیا میں چاہے کتنا ہی
غریب اور دُکھی کیوں نہ ہو۔ تو بھی اُسکے دِل کی خوشی اور اطمینان ہمیشہ اور ہر
حالت میں اُسکو دلاسا دیتی رہتی ہیں۔ کیونکہ اُن کا موجود ہونا ہی سب سے بڑا

اپنے عمدہ اور نیک کاموں کے پیچھے اُسکو بلاشک آنے دُنیا میرے کہنے کا
مطلب صرف یہ ہے کہ تمہارے کاموں کو شہرت کا انتظار نہ کرنا چاہئے۔ شہرت
چاہے تمہارے کاموں کا انتظار کرے۔ اسلئے تمکو اپنے اندر اچھی عادات اور
عمدہ صفات اکٹھا کرنے کی رات دن کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ عمدہ صفات ہمیشہ
ایک جیسی رہنے والی ہیں۔ اور یہ ہمیشہ ایک جیسے رہنے والے پرماتما سے پھل کو حاصل
کرتی ہیں۔ ولیشیا کے سمان شہرت کسی کی بھی نہیں ہے۔ اُس کا خیال تنگ اور
اُمیدیں چھوٹی ہیں۔ کیونکہ اُسکی جڑ اس دُنیا میں ہی ختم ہو جاتی ہے۔ جو کہ خود ختم
ہونیوالی ہے لیکن نیک اور اعلےٰ صفات بڑی دُور اندیش اور وسیع الخیال ہیں
کیونکہ وُہ اِس لوک کے علاوہ پرلوک کو بھی حاصل کراتی ہیں۔ اسلئے جب زندگی میں
کوئی طوفان آوے۔ تو شہرت پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ جو مخالف تند ہوا
اُس کے اِرد گرد ہوتی ہے۔ اُس میں ہی یہ مل جاتی ہے۔ اور اُس کی تُندی
کے ساتھ اُڑتی ہوئی چلی جاتی ہے لیکن اچھے صفات سب طوفانوں کی پہنچ سے
اُوپر ہوتے ہیں اور اُن کی جڑ پرلوک تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی لئے عمدہ
عادات نیک سوبھاو والا آدمی زندگی میں ہر تمام قسم کی مُصیبتیں پڑنے پر بھی اندرونی
اطمینان اور صبر کے باعث سب قسم کے امیرانہ اور عیاشانہ سامان سے گھرے
ہوئے بدمعاش سے زیادہ سُکھی اور مطمئن ہوتا ہے۔ اسکے متعلق اِسطرح ایک
مثال دی جاتی ہے۔ کہ ایک راجہ نے کسی فقیر سے دریافت کیا۔ کہ کہو تمہاری
رات کیسی گذری؟ اُسنے جواب دیا۔ کہ "راجن کچھ تمہارے جیسی اور کچھ تم سے اچھی"
راجہ نے حیران ہو کر دریافت کیا۔ کہ یہ کیسے؟ تم تو رات سردی میں بغیر کسی بستر کے
بچھائے زمین پر پڑے رہے۔ اور میں مخملی گدیلوں میں آرام کرتا رہا۔ میرے
جیسی کیسے گذری۔ سادھو نے پھر جواب دیا کہ ٹھیک ہے۔ لیکن جب تم سو گئے

ایشور بھگتی

زندگی کو میٹھا۔ رسیلا اور پُر لطف بنانے کی اگر کسی میں طاقت ہے۔ تو پیارے بھائی وُہ صرف ایشور بھگتی میں ہی ہے۔ بعض لوگ اچھے اخلاق کو ہی زندگی میں خوشی اور آنند حاصل کرنے کا باعث سمجھتے ہیں لیکن میں تمکو یہ تبلانا چاہتا ہوں۔ کہ خوش اخلاقی ایشور بھگتی کے بغیر ایک خوبصورت دیشیا کی مانند ہے۔ جو صرف باہر سے دیکھنے والوں کو ہی لوبھاونی اور خوبصورت معلوم ہوتی ہے لیکن اندر سے نیرس نفرت کے لائق اور نہایت خوفناک جیون والی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اخلاق ایشور بھگتی کے بغیر بے جان پنجر کی مانند ہے۔ اور نہ ہی درحقیقت ایشور بھگتی اور آستکتا۔ کے بغیر کوئی خالص ہتچے اور اعلی اچلن والا بن سکتا ہے اور اگر کوئی اونچی آتما اپنی مضبوط قوتِ ارادی کے اثر سے ایشور بھگتی یا آستکتا کے بغیر دوسروں کی بھلائی کو مدِ نظر رکھکر اپنے چلن کو اونچا اور عمدہ بنا لیتی ہے تو بھی اس ایک فرض کو نبھائے بغیر وُہ اپنے جیون کو رسیلا اور پُر لطف نہیں بنا سکتی۔ دوسروں کو چاہے اُسکی زندگی خوبصورت اور رسیلی معلوم ہو لیکن وُہ خود اپنے جیون کے رُوکھے پن سے اندر ہی اندر نہایت دُکھی ہوتا ہے۔ اسی طرح سے ایک ناستک کی بابت یہ مشہور ہے کہ اُسکی عورت جو کہ آستک تھی اُسکو ہمیشہ راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتی۔ اور ایشور بھگتی کرنے کے لئے کہا کرتی تھی۔ لیکن وُہ ہمیشہ اُسکو ڈانٹ بتلایا کرتا لیکن جب اُس کا آخری وقت قریب آیا۔ تو اُس نے اپنی عورت کو نزدیک بُلایا اور کہا کہ "ہے دیوی اب میں نے محسوس کیا ہے کہ مجھ سے بڑی کوئی اور طاقت بھی ہے۔ کیونکہ اب میں چاہتا

سکھ ہے۔ اپنے من کی شانتی اور پاکیزہ خیالات کی خوبصورتی کے باعث نیک
آدمی دن بھر خوش اور آنند رہیگا۔ اور رات کو بھی بغیر کسی چنتا کے سکھ سے سوئیگا
اگر اُسکو کچھ دیر اکیلا ہی رہنے کا اتفاق پڑ جاوے۔ تب بھی وہ نہایت سکھ اور
اطمینان سے رہیگا۔ اور اُس کے خیالات کبھی بھی اُسکو خوف زدہ اور دُکھی نہیں
کرینگے۔ بلکہ اُلٹا اُس کے اطمینان اور سکھ کا باعث ہونگے۔ اس لئے پیارے
بغیر کسی قسم کی شہرت کی ترغیب کے تم اچھے خیالات کو سوچو۔ اور نیک کام کرو۔
چاہے دوسرے جانیں یا نہ جانیں لیکن تم اپنے اندر دن رات اچھے گنوں کو
اکٹھا کرتے رہو۔ اس طرح کرتے ہوئے جو نام تم اپنے پیچھے چھوڑ جاؤگے۔ اُسکا
کبھی بھی زوال نہ ہوگا۔ اُن عمدہ صفات کے علاوہ جن کا کہ میں پیچھے ذکر کر چکا
ہوں۔ ایشور بھگتی۔ راج بھگتی اور دیش بھگتی بھی زندگی کا ضروری اور مفید
حصہ ہیں۔ اور اِن سے جیون میٹھا۔ آنند بھرا اور شکتی شالی بن جاتا ہے
اسلئے اب میں اُن کا ہی ذکر کرتا ہوں ❖

ہے جس نے کنوئیں میں پرورش پائی تھی۔ ایک دفعہ اتفاق سے کوئیں کے
مینڈک کے پاس ایک سمندر کا مینڈک آگیا۔ تو سمندر کے مینڈک نے کہا کہ
جہاں میں رہتا ہوں۔ وہاں بہت زیادہ پانی ہوتا ہے۔ اور بڑے دور اُسکے
کنارے ہیں۔ کوئیں کے مینڈک نے ایک چھلانگ لگائی۔ اور دریافت کیا کہ وہ
سمندر اتنا چوڑا ہوتا ہے۔ اُس نے کہا کہ نہیں وہ اس سے بھی چوڑا ہوتا ہے
اسپر اُس نے ایک اور چھلانگ لگائی۔ اور دریافت کیا۔ کہ کیا اتنا چوڑا ہے
سمندری مینڈک نے پھر جواب دیا کہ نہیں وہ بہت چوڑا ہوتا ہے۔ اسپر کوئیں
کے مینڈک نے کوئیں کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک زور سے
چھلانگ لگا کر دریافت کیا۔ کہ وہ اتنا چوڑا ہے۔ اُس نے پھر یہی کہا۔ کہ نہیں
وہ اس سے بھی زیادہ چوڑا ہوتا ہے۔ اسپر کوئیں کے مینڈک نے متکبرانہ کہا
کہ واہ اس سے تو چوڑا اور کچھ ہوتا ہی نہیں۔ ٹھیک اسی طرح سے دنیاوی آدمیوں
کی حالت ہے۔ کہ جب کوئی مہاتما اُن سے اُس سُکھ اور آنند حاصل کرنیکو
کہتا ہے جو کہ اندریوں کو قابو کرنے اور ایشور بھگتی سے حاصل ہوتا ہے۔ تو یہ
اُسکو باولا اور اپنے آپکو عقلمند سمجھتے ہیں۔ پیارے ایسے ناستک آدمیوں
کی بات پر کبھی خیال نہ کرنا۔ اُن کی نظر دور تک پہنچنے والی نہیں ہے
وہ صرف اندریوں کے بھوگوں کے استعمال کرنیسے جو اسی وقت لطف محسوس
کرتے ہیں۔ اُسی میں کوئیں کے مینڈک کی طرح خوش ہیں۔ اور اس جھوٹے
سُکھ سے پرے ایشور بھگتی سے پیدا ہونے والے سچے آنند کو محسوس نہیں
کرتے۔ آجتک جتنے مہاتما ہو گذرے ہیں۔ جن کا نام دنیا میں موجود ہے۔ وہ
سب اسی کی وجہ سے مہان بنے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ اس بڑی شکتی کے
ساتھ رشتہ جوڑے بغیر کوئی مہان اور طاقتور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہی

ہُوں کہ نہ مروں لیکن میری طاقت ہر لمحہ کم ہو رہی ہے۔ یہ سب کُچھ میری خواہش کے خلاف اور کسی دوسری بڑی طاقت کے قانون کے مطابق کارروائی ہو رہی ہے۔ میں آجتک ناحق تمکو ستاتا رہا۔ جو تکلیفیں میں نے آجتک تمکو دی ہیں۔ اُن سب کیلئے میں بڑی نمرتا اور پریم سے معافی مانگتا ہُوں"۔ اس طرح سے وُہ آخری وقت میں آستک بنا۔ مہیں کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ بڑے بڑے ناستک بھی چاہے وُہ کتنے بھی ضبط سے کام کیوں نہ لیں وُہ جیون کی تلخی اور اُسکے رُوکھے پن سے تنگ ہی رہتے ہیں جس کا کبھی نہ کبھی اظہار ہو ہی جاتا ہے۔ ناستکتا ایک آتمک روگ ہے جس سے ہمیشہ الگ رہنا اور اپنی زندگی کو پُر لطف طاقت ور بنانے کے لئے ہمیشہ شردھا اور پریم سے اُس پرم پتا پرماتما کی اوپاسنا اور بھگتی کو اپنے جیون کا حِصّہ بناؤ۔ جو کہ اجر امر سروویاپک سیرو آدھار۔ سرو انتریامی۔ جگت کرتا۔ سروگیہ۔ اکائے سست۔ چیت اور آنند سروپ پرماتما ہے۔ اُسکی شرن پکڑو۔ وہی طاقت کا چشمہ اور آنند کا مخزن ہے۔ اُسی کی شرن میں جانیسے سب طرح کی برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ لوگوں کا رجحان آجکل صرف مادی چیزوں کو زیادہ سے زیادہ اکٹھا کرنے کی طرف اور نفسانی خواہشات کی سیری کی طرف ہی ہے۔ میں تمکو یہ نہیں کہتا۔ کہ تم مادی پدارتھوں کو اکٹھا نہ کرو۔ نہیں ان کا اکٹھا کرنا بھی زندگی کے لئے بڑا ضروری ہے۔ لیکن اِن کو اکٹھا کرنے اور اپنی نفسانی خواہشات کو سیر کرنے میں ہی اِنسانی زندگی کے مقصد کی تکمیل نہ سمجھ لینا۔ زندگی کا مقصد اپنی زندگی میں تمام قسم کے دُکھوں کو کم کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ سُکھ حاصل کرنے میں ہے۔ آجکل لوگ اِندریہ بھوگ رُوپی سُکھ سے پرے اور کوئی سُکھ ہی نہیں سمجھتے۔ سچ تو یہ ہے کہ اِن کی حالت ٹھیک اُس مینڈک کی طرح

اپنے آپ کو اُس سے اور اُسکو اپنے آپ سے دُور سمجھتے ہیں لیکن در حقیقت
ایسا نہیں ہے۔ وُہ ہر لمحہ ہمارے ساتھ اور ہمارے روم روم میں ویاپک
ہے۔ صرف اپنے دِل کے دروازے کو ہی کھول دینے کی دیر ہے بس اُسطرف
دِل کا دروازہ کھُلنے کے ساتھ ہی آدمی کو وُہ تمام طاقتیں اور برکتیں حاصل
ہو جاتی ہیں جنکی کہ اُسکو خواہش تھی بس پھر کیا ہے اُپاسک نہال ہو جاتا
ہے۔ اپنے دِل کے دروازے کو کھولنے کا ذریعہ صرف سندھیا۔ پرارتھنا
اُپاسنا اور اپنے چلن کی پاکیزگی ہے۔ اسلئے اپنے چلن کو پاکیزہ رکھتے ہوئے
اتی شردھا اور پریم سے اُسکی شرن پکڑو۔ اور ہر روز صبح اور شام باقاعدہ
اور بلا ناغہ پریم اور بھگتی سے سندھیا پرارتھنا اور اُپاسنا کرو۔ اور اُس
پرم پتا کے دِل سے مشکور بنو جسنے تمکو یہ اَمُولیہ جیون اور سکھ سامگری
دی ہے۔

پرم بل - پرم گیان اور پرم آنند ہے - اُسی کے خوف سے سُورج چمکتا
اگنی روشن ہوتی چاند اپنی پیاری چاندنی کو ہم تک بھیجتا ہے - اور وہی
امرت ہے جسطرح انسانی جسم میں آتما کی موجودگی کی وجہ سے ہی تمام کام
سرانجام ہوتے ہیں مثلاً آنکھیں دیکھتی کان سُنتے اور دل محسوس کرتا اور
باقی نس وناڑی اپنی اپنی جگہ پر باقاعدہ کام کر رہی ہیں - اِسی طرح سے
اِس تمام برہمانڈ میں جو تارے اور ستاروں کی باقاعدہ حرکت موسموں کی
باترتیب تبدیلی سوریہ چاند اور زمین کی گردشیں وغیرہ یہ سب ایسی باتیں
ہیں - جو ذرا بھی سوچتا ہے اُسکو ہی ان کی تہ میں ایک مہان گیان شکتی کام
کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ نیم بغیر کسی نینتا کے اور قانون بغیر کسی مقنن
کے نہیں ہُوا کرتے پس پیارے جو اِن تمام کی تہ میں بڑی اور مہان گیان
شکتی ہے وہی ایشور ہے - اُسی کے متعلق اُپنشدوں میں اس طرح کہا
گیا ہے کہ " نیتوں کا نتیہ ہے چیتنوں کا چیتن ہے - ایک ہی جو سب کی
خواہشات کو پُورا کرنے والا ہے - اُس پرم شکتی کو جو اپنے آتما میں ستھت دیکھ
لیتا ہے - اُسی کو شانتی پراپت ہوتی ہے دوسرے کو نہیں - موت کے خوف سے
اُنہیں کو نجات مِل سکتی ہے کہ جو اُس پر برہم کا آشرا لیتے اور اُسکو اوپاسنا کے
ذریعہ ساکشات کر لیتے ہیں - پرمیشور سرو ویاپک ہے - اسلئے اسکے درمیان
کوئی زمانی یا مکانی فاصلہ نہیں ہے صرف گیان کا ہی ہے - اِسلئے گیان
پراپتی ہی اُسکو حاصل کرنے کا اعلےٰ ذریعہ ہے - ہر روز باقاعدہ سندھیا
پرارتھنا اوپاسنا ہی سے ہمارے گیان میں زیادتی ہوگی - کیونکہ اُپاسنا ایک
ایسا ذریعہ ہے - کہ جس سے ہم اُن ایشوری شکتیوں کا ... (Realize)
کرتے ہیں - جو ہم میں پہلے ہی وراجمان ہیں صرف ہم اپنی ہی نادانی سے

کے بغیر کتنا نقصانِ عظیم واقع ہوتا ہے۔ راجہ اور اُسکی حکمران کونسل چونکہ رات
دن اپنی رعایا کے امن و امان اور اُسکی ترقی کے لئے ہر طرح سے کوشاں
رہتی ہے۔ لہٰذا اُسکی رعایا کا بھی یہ اعلےٰ فرض ہے۔ کہ وُہ اپنے طریقۂ عمل سے
اُس کے مقصد کو پُورا کرنے میں (امن و امان کو قائم رکھنے میں) پُوری مدد کریں
اور کسی طرح بھی اُس کے بنائے ہوئے اور مرتب کئے ہوئے قانون سے باہر
نہ جاتے ہوئے اپنے اور دوسروں کے امن میں خلل انداز نہ ہوں۔ اِسلئے
منو دھرم شاستر میں لکھا ہے کہ "جو بیوقوف راجہ سے نفرت کرتا ہے۔ یا اُسکے
قانوُن کی پابندی نہیں کرتا۔ وُہ جلدی ہی راجہ کے غصہ سے تباہ ہو جاتا ہے
اِسلئے اپنے سُکھ بڑھانے کے خیال سے اور دوسروں میں بدامنی نہ پھیلنے
کے خیال سے دونوں ہی طرح سے یہ ضروری ہے کہ جس راجہ کے راج میں
تُم رہتے ہو۔ اُسکے قانُون کی خلاف ورزی کبھی نہ کرو۔ زیادہ گہرائی میں نہ جا
کر میں اِس کے متعلق چند موٹی موٹی باتیں ہی کہتا ہوں۔ دوسرے دیشوں
کے خیال کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ کر صرف ہندوستان پر ہی نظر مارو۔ جس
کا کہ پہلا نام آریہ ورت اور بھارت ورش تھا۔ اِس بھارت بھُومی میں آج
تک کئی راجے اور مہاراجے اپنا اپنا وقت گذار گئے ہیں۔ اور یہ بھُومی کئی قسم
کے انقلابوں سے گُذر چکی ہے۔ لیکن تواریخ بتلاتی ہے۔ کہ بھارت نواسیوں
نے ہمیشہ اپنے حُکمرانوں کا دل و جان سے ساتھ دیا ہے۔ پیارے تُمنے رامائن
پڑھی ہے۔ اور تُمکو یہ اچھی طرح معلوم ہوگا۔ کہ شری مہاراجہ رام چندر پر
اُسکی رعایا کِس طرح قربان تھی۔ نہ صرف رامائن ہی راجہ پرجا (بادشاہ
اور رعایا) کے اعلےٰ تعلقات کو ظاہر کرتی ہے۔ بلکہ مہابھارت کی ضخیم کتاب بھی
اِسپر اچھی طرح روشنی ڈالتی ہے۔ درون اچاریہ اور بھیشم پتامہ سے بہادر

راج بھگتی

اِس دیش اور دوسرے دیشوں میں مختلف طبیعت کے لوگ آباد ہیں بعض بیوقوف ہیں۔ بعض عاقل ہیں۔ بعض کمزور اور بعض جھگڑالو ہیں۔ بعض جنگجو طبیعت کے اور بعض امن پسند ہیں۔ ایسے ایک دوسرے سے مختلف عادات اور خیالات والے اتنے آدمی ہیں کہ اگر کوئی ایسا طاقتور آدمی ان میں موجود نہ ہو۔ جو کہ طاقتوروں سے غریبوں اور کمزوروں کے حقوق کی۔ عاقلوں سے بیوقوفوں کے حقوق کی۔ اور بدمعاشوں سے شریفوں کے حقوق کی حفاظت کر سکے تو آج تمام ملکوں اور انسان کے تمام گروہوں میں ایک ناقابلِ بیان گڑبڑ مچ جاوے۔ طاقتور کمزوروں کو اس طرح کھا جاویں۔ جس طرح شکاری اپنے شکار کو کھاتا ہے۔ سزا ہی ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جس کے خوف سے تمام لوگ اپنے کاروبار میں لگن سے لگے ہوئے ہیں۔ اور کوئی کسی کی طرف اونچی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ آج ہی اگر سزا کا خوف اُٹھ جاوے تو بدمعاش لوگ جس قسم کی اندھا دھند مچاویں۔ اُسکا قلم کے ذریعہ بیان مشکل ہے۔ ایسی حالت میں نہ کسی کی عزت اور نہ ہی کسی کی دولت محفوظ رہے۔ اِس آپاتھی کو دُور کرنے کے لئے اور سب طرح سے امن و امان کو قائم رکھنے کے لئے ایک ایسے طاقتور کی ضرورت تھی جو کہ باقی تمام آدمیوں پر اپنے رُعب کو قائم کر سکتا اور بے جا حرکت کرنے والے سب کو قرار واقعی سزا دیتا۔ پس ایسے طاقتور اور بارعب آدمی کو ہی ہمارے شاستروں نے راجہ کا نام دیا ہے۔ اتنے سے ہی تم سمجھ گئے ہو گے۔ کہ ترقی ملک اور امن و امان کیلئے راجہ کی کتنی بڑی ضرورت ہے۔ اور اُس کی ہستی

اپنے راجہ پر قربان ہو جاؤ۔ بس یہی مجھے ملنے کا راستہ ہے۔ یہ کہتے ہی اُس نے تلوار کا ایک ہاتھ مارا۔ اور اپنا سر تن سے جُدا کر دیا۔ داسی اُس کے سر کو لیکر سردار کے پاس گئی۔ اور اُسکا پیغام سُنا دیا۔ جس سے سردار کو سخت انسوس اور غصہ آیا۔ وہ جوش اور غصہ اُسنے جا کر اپنے دُشمن پر نکالا اور دُشمن کو اُسکی حماقت کا مزہ چکھاتا ہوا وہ بھی اپنی پیاری بیوی کے ساتھ سورگ میں جا ملا۔ اگر تم ٹاڈ راجستھان پڑھو۔ تو تم کو رونگٹے کھڑے کرنے والے ایک نہیں انیک ایسے واقعات ملیں گے۔ جن سے رعایا کی اپنے راجہ کیلئے جاں نثاری اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے لیکن میں بخوفِ طوالت اُن کا یہاں ذکر نہیں کرتا ہوں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ پچھلی تواریخ میں کوئی واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا۔ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ ہمارے بزرگوں نے خواب میں بھی کبھی راج دروہ کا خیال کیا ہو۔ منو دھرم شاستر میں بتلایا ہے۔ کہ ایشور نے لوگوں کی حفاظت کیلئے الیشان۔ اِندر۔ وایو۔ یم۔ سوریہ۔ اگنی۔ چندر۔ کبیر۔ اِن آٹھ دیوتاؤں کا حصہ لیکر راجاؤں کو بنایا ہے۔ منو کے اِس بیان کے علاوہ ویسے بھی ہندو لوگ یہ جانتے اور مانتے ہیں۔ کہ راجہ لوگ دیوتاؤں کے انش سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لئے ہندوستانیوں کے اندر اپنے حکمران کیلئے پریم۔ محبت۔ شکر گذاری۔ اور فرمانبرداری جاںنثاری کا جذبہ قدرتاً پایا جاتا ہے۔ ہم بھارت واسی لوگ اپنے حکمران کی قومیت کی وجہ سے اُسکی عزت اور بھگتی نہیں کرتے۔ بلکہ اُس کو دیوی شکتیوں سے پیدا ہونے اپنے سچے محافظ اور اپنے فرائض کو انجام دینے کی وجہ سے اُسکی بھگتی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بھارت واسیوں کی جیسی بھگتی مہابھارت سے پہلے کے راجاؤں میں تھی۔ ویسے ہی مہابھارت اور اُسکے بعد کے حکمران بادشاہوں میں رہی ہے۔ اِسکا ثبوت مسلمان بادشاہوں کے وقت

بزرگ یہ سمجھتے ہوئے بھی پانڈو راستی پر ہیں۔ لیکن پھر بھی اپنے راجہ کا ہی ساتھ دیتے ہیں۔ اور اُسکو چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتے اور اپنی قیمتی زندگیوں کو اُسکی سلامتی کے لئے قربان کرتے ہیں۔ ایسے ہی حالات مہابھارت کے بعد کی تاریخیں ظاہر کرتی ہیں۔ مہاراجہ شودرک پر ایک دفعہ مصیبت آنیوالی تھی لیکن اُس کے باڈی گارڈ کو معلوم ہوا کہ یہ تکلیف میرے لڑکے کی قربانی سے دُور ہو جاویگی اُس نے نہ صرف اپنے لڑکے بلکہ اپنے سارے قبیلے کو اپنے راجہ کو تکلیف سے بچانے کے خیال سے قربان کر دیا تھا۔ بھارت نواسی مردوں میں ہی یہ خاصیت نہیں بلکہ یہاں کی دیویاں بھی اپنے راجہ کیلئے اپنی اور اپنے خاوندوں اور لڑکوں کی جانوں کو قربان کرنے میں نہایت خوشی محسوس کرتی تھیں۔ ایک بُوندی (راجپوتانہ) کے سردار کا واقعہ ہے کہ اُسکی شادی ہوئی کو ابھی ایک ماہ بھی پورا نہیں ہوا تھا۔ کہ مہاراجہ بُوندی کو کسی لڑائی پر جانے کی ضرورت پڑ گئی۔ جب نقارہ پر چوٹ پڑی تو وُہ سردار نہایت شش و پنج میں گرفتار ہوگیا۔ اپنی نئی اور پیاری بیوی کے چھوڑنے کو اُس کا دل نہیں چاہتا تھا۔ جب اُسکی عورت کو یہ خیال معلوم ہوا۔ تو وُہ بہت ہی ناراض ہوئی۔ اور اُس نے اپنے خاوند کو مہاراج کی خدمت میں جانے کے لئے مجبور کیا۔ قہراً و جبراً لڑائی میں جانے کی تیاری کرنے لگا۔ جب وُہ لڑائی کو جانے لگا۔ تو اُس نے اپنی داسی (ملازمہ) کے ذریعہ سردارنی کو کہلا بھیجا کہ "میں جاتا تو ہوں لیکن دِل تمہارے پاس چھوڑے جاتا ہوں" جب داسی نے یہ بات جا کر سردارنی سے کہی تو اُسکو جوش آگیا۔ وُہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور داسی کو کہا کہ "میں تمکو ایک چیز دیتی ہوں یہ تم نے جا کر اپنے سردار کو دیدینا اور کہدینا۔ کہ جسکی محبت میں تم اِس طرح بزدلانہ باتیں کر رہے ہو وُہ تم سے پہلے ہی سورگ میں جا بیٹھی ہے۔ اور تمکو وہاں ہی ملیگی۔ جاؤ اور جا کر

اِسوقت اٹوٹ امن اور اپنے دیش میں ہر طرح سے ترقّی اور جاگرتی دیکھ رہے ہو۔ یہ سب اُسی کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ پیارے میں اپنی قلم اور زبان سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے گُن اور صفات کو بیان نہیں کر سکتا ہُوں۔ ریل تار۔ ڈاک خانہ جات۔ اور دوسری جتنی سُکھ سامگری ہے وُہ سب انہیں کی بدولت ہے۔ اِس وقت شیر اور گائے ایک گھاٹ پانی پینے والی کہاوت صادق آتی ہے۔ ظالم کو ہی سزا دینے اور انصاف کرنے کی جو کوشش اس وقت کی جاتی ہے وُہ اس سے پہلے اور کم از کم مہابھارت یُدھ کے بعد بہت کم دیکھنے اور سُننے میں آئی ہے۔ پچھلے انصاف کا تو یہ حال تھا۔ کہ نادر شاہ بادشاہ دہلی میں آیا۔ اُس کے کسی سپاہی کو دہلی کے کسی آدمی نے ٹھول کیا۔ اِس پر نادر شاہ کے سپاہی نے اپنی تلوار میان سے نکال لی۔ اُسکی تلوار کو دیکھ کر دوسرے سپاہی نے بھی تلوار نکال لی۔ نادر شاہ کا سپاہی زخمی ہوگیا۔ جب نادر شاہ نے یہ واقع سُنا تو قتل عام کا حکم دیدیا۔ اور دہلی کو بے تحاشہ لوٹنا شروع کر دیا۔ لیکن ابھی پچھلے دِنوں جبکہ ہمارے مہربان وائسرائے لارڈ ہارڈنگ پر کسی پاپی نے بم مارا۔ تو قتل عام کرنا تو دُور رہا۔ کسی ایک کو بھی بلا وجہ سزا نہیں ملی۔ جس قسم کی بُردباری اور تحمل کا ہمارے اِس حاکم نے اظہار کیا ہے اِس قسم کا کوئی واقع پہلے معلوم نہیں ہوتا۔ میں انارکزم اور راج دروہ کو اپنی جاتی اور اپنے دیش کے لئے نہ صرف نہایت مضر سمجھتا ہُوں۔ بلکہ اپنے پوتر بھارت دیش پر بدنما دھبہ سمجھتا ہُوں۔ اسلئے ہم سبکو اسکی زبردست مخالفت کرنی چاہئے۔ اور جس طرح سے ایک فرمانبردار لڑکا اپنی فرمانبرداری حلیمی اور صدقدلی سے اپنی خواہشات کو پتا کے روبرو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح سے ہمیں بھی نہایت فرمانبرداری حلیمی اور صدقدلی سے اپنی خواہشات کو اپنی مہربان

کی تواریخ اچھی طرح دیتی ہے۔ کیونکہ اکبر اور اسکے دوسرے جانشینوں کے وقت یہاں کے راجہ لوگ ہی اُن کے بڑے معتبر تھے۔ اور اُن راجاؤں نے بھی کبھی اپنے بادشاہ کے خلاف کوئی سازش نہیں کی۔ بلکہ جہاں موقعہ آگیا۔ وہاں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اس کا سبب صرف راج بھگتی ہی سمجھنی چاہیئے اور سچ تو یہ ہے۔ کہ راج بھگتی کا گن بھارت نواسیوں میں قدرتاً اور سو بھاوک پایا جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ میگھستھنیز یونانی سیاح نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے۔ کہ ہندوستانی سچے۔ ایماندار اور اپنے راجاؤں کے وفادار اور جان نثار تھے۔ اور بطور حکمران کے چاہے ہندو ہو مسلمان یا عیسائی۔ کوئی بھی کیوں نہ ہو سب برابر ہیں۔ اور سبھی قابلِ تعظیم ہیں۔ وہ ایشور کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں جو ہمارے آرام کے لئے ہم میں کام کر رہے ہیں۔ اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے راجے مہاراجوں اور اپنی مہربان گورنمنٹ کے قانون کے اندر رہتے ہوئے اُنکی فرمانبرداری کرتے رہیں۔

مہابھارت یُدھ کے بعد ویسے تو کئی راجے مہاراجے اور بادشاہ اس بھارت پر اپنی حکومت کر چکے ہیں لیکن باوجود اس کے کہ انہوں نے بھی جہاں تک اُن سے ہو سکا۔ اپنی رعایا کو آرام دینے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن پھر بھی ہندوستان یا بھارت ورش کی حالت ناتسلّی بخش اور اُسکا امن ہمیشہ مخدوش رہا ہے۔ اور ہندوستانیوں کے اپنے اندر ہی کئی قسم کے فساد اور جھگڑے ہوتے رہے ہیں۔ اور انہیں اطمینان سے بیٹھنے کا دیر تک کبھی موقع نہیں ملا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نہ تو اپنے علم اور نہ ہی سُکھدائی حالات کو زیادہ بڑھا سکے۔ ایشور نے ہماری اس دُکھدائی حالت کو دیکھکر۔ اور ترس کھا کر گورنمنٹ انگلشیہ کو ہمارے لئے بھیجا۔ تاکہ ہم اپنی کمیوں اور کمزوریوں کو پورا کر سکیں اور جو کچھ

(ترجمہ)

"ہماری انڈین ایمپائر کی قسمت گہری تاریکی کے نیچے پنہاں و پوشیدہ ہے یہ ممکن ہوسکتا ہے۔ کہ ہندوستانی پبلک کا دل ہمارے زیر انتظام اس قدر وسیع ہوجاوے۔ کہ اُس انتظام کو اپنے قابل نہ سمجھے۔ اور ہم اپنی رعایا کو ایسی تعلیم و تربیت دیں کہ اُس میں ایک اچھے طور پر حکومت کرنے کی قابلیت پیدا ہوجاوے۔ یہ بھی اغلب ہے کہ ہندوستانی پبلک یورپین علوم و فنون میں تعلیم حاصل کرکے آئیندہ زمانے میں یورپی درسگاہوں کی ہی متقفی ہو ایسا دن آئے یا نہ آئے مجھے کچھ علم نہیں۔ مگر میں ہرگز اس کی آمد میں سدِ راہ نہیں ہونگا۔ ایسے دن کی آمد واقعی انگلش ہسٹری (تواریخ) میں ایک مبارک اور قابلِ احترام ہوگا"

اس سے یہ بات تمکو اچھی طرح معلوم ہوگئی ہوگی۔ کہ ہماری مہربان گورنمنٹ نے ہمیں یہ تعلیم دیکر اس قابل بنایا ہے۔ کہ ہم آج اپنے لئے اُن سے کچھ مانگ سکیں۔ اور گورنمنٹ اس بات کا فخر کرتی ہے۔ کہ ہمیں اس بات کا خاص فخر حاصل ہوگا۔ کہ جب ہماری ہندوستانی رعایا بھی اس لائق ہوجاویگی کہ وہ ہم سے اپنے حقوق مانگے۔ اُن کی اتنے سالوں کی محنت کے بعد آج ہندوستانی اس لائق ہوئے ہیں کہ وہ اپنے حقوق کا اپنے اندر احساس رکھتے ہیں۔ چونکہ یہ سب کچھ ہماری عادل گورنمنٹ کی مہربانی کا ہی نتیجہ ہے۔ اسلئے ہمیں نہایت شکر گذاری اور فرمانبرداری سے اپنی قابلیت اور خواہشات کا اظہار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ قابلیت کے بغیر کوئی چیز نہیں ملا کرتی۔ پیارے ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ ہمارے بزرگوں اور ہمارے دیش کا خاصہ ہمیشہ اپنے فرمانرداؤں کے لئے شکر گذاری۔ فرمانبرداری۔ اور

گورنمنٹ کے سامنے رکھنا چاہئیے۔ اسی میں ہمارے اور ہمارے دیش کی بہتری ہے۔ اور تبھی نتیجہ اچھا اور عمدہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے خیالات میں جتنی ترقی اور دھارمک آزادی ہمیں اب نصیب ہوئی ہے۔ یہ گذشتہ چند صدیوں میں بہت کم حاصل تھی۔ ہمارے اندر جو آزادانہ سپیرٹ آرہی ہے۔ اُسکو پیدا کرنیوالی اور ہمیں اُس کے لائق بنانیوالی بھی یہی مہربان گورنمنٹ ہے۔ اسکا پتہ لارڈ میکالے کی اُس تقریر سے ملتا ہے جو کہ اُس نے ہندوستان میں انگریزی تعلیم پھیلانیسے پہلے ۱۸۳۳ء میں کی تھی۔ جسکا خلاصہ میں نیچے دیتا ہوں :۔

The destinies of our Indian Empire are covered with thick darkness. It may be that the public mind of India may expand under our system till it has out grown that system, that by good government we may educate our subject into a capacity for better government, that having become instructed in European knowledge they may in some future age demand European institution. Whather such a day will even come. I know not. But never will I attempt to avert or ratard it. When ever it comes, it will be the proudest day in English history. Macaulay 1833.

دیش بھگتی

راج بھگتی تب تک ادھوری ہے۔ جب تک کہ زندگی میں دیش بھگتی کو بھی جگہ نہ دی جاوے۔ کیونکہ جیسا کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں۔ کہ راجہ اپنی رعایا کا سچا محافظ یا پتا ہوتا ہے۔ بھلا جو آدمی کسی کے پتروں کو تکلیف دے اور اُن کو دکھی کرے وہ اُن کے پتا کا پیارا کیسے بن سکتا ہے۔ بخلاف اسکے جو آدمی کسی کے لڑکے کو پیار کرتا ہے وہ اُس کے پتا کا پیارا بن جاتا ہے۔ یہی حال دھرماتما راجہ کا ہوتا ہے۔ جو شخص اُسکی رعایا کے اندر سُکھ۔ آنند اور صنعت و حرفت کا پرچار کرتے اور اُن کو اپنے خیالات سے سُکھ اور کامیابی کے زیادہ نزدیک لے جاتے ہیں۔ اُن سے دھرماتما راجہ جہاں خوش ہوتے ہیں۔ وہاں وہ اُسکی رعایا کے بھی پیارے بن جاتے ہیں۔ لیکن بعض آدمی راج بھگتی اور دیش بھگتی کو ایک دوسرے سے متضاد سمجھتے ہیں۔ اُنکے خیال میں جو راج بھگت ہے وہ دیش بھگت نہیں ہو سکتا لیکن پیارے بھائی میں اسکو ایسا نہیں سمجھتا ہوں۔ میرے خیال میں یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی مخالف نہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کو مدد دینے والی ہیں اور ایک دوسری کے بغیر ادھوری اور نامکمل ہیں۔ میں دوسرے دیش نواسیوں کو ستانا یا بُرا بھلا کہنے کو دیش بھگتی نہیں سمجھتا ہوں۔ بلکہ اُسکو دیش اپمان خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ کمینہ حرکات کرنا کمینہ پن کا ثبوت ہے اور کمینہ حرکات جس دیش نواسیوں سے ظاہر ہوتی ہیں۔ وہی اپنے دیش کو کمینہ ثابت کرتے ہوئے اُسکو نیچے گرانے کا باعث ہیں۔ پیارے شاید تمہارے دل میں خیال

صِدقدلی سے جاں نثاری چلا آیا ہے۔ اسکو اپنے من میں ہمیشہ اسی طرح
سے جگہ دینا۔ جیسے کہ ہمارے بزرگ اپنے وقت میں اپنے عمل سے اپنے
راجاؤں کے لئے کرتے آئے ہیں۔ چونکہ پچھلی گذری ہوئی حکومتوں
سے ہماری موجودہ گورنمنٹ انگلشیہ کا طرزِ حکومت نرالا اور اعلےٰ ہے
اور سب سے زیادہ ترقّی اور اٹوٹ امن انہیں کے زیرِ حکومت ہمکو حاصل
ہوُا ہے۔ لہٰذا ان کے لئے ہماری قُربانی کا درجہ اور فرض کی اہمیت اپنے
بزرگوں سے بھی زیادہ اور ضروری ہوگئی ہے۔ اسلئے یہ ضروری ہے۔ کہ
ہم رات دِن پرمیشور سے اپنی مہربان اور عادل گورنمنٹ کی فتح اور اپنے
شاہنشاہ کی درازئے عُمر اور اُس کے اٹل راج کے لئے دُعا مانگتے رہیں اور
کبھی بھی قانون شکنی نہ کریں۔ اور اپنے دھرم شاستر کے مطابق راجہ کو دیوتاؤں
کا انش (حصّہ) جانکر اور اُسکو اپنا سچا محافظ سمجھکر اُسکی اطاعت کریں اور
شکرگذار اور مشکور آدمیوں کی طرح اپنی عادل مہربان اور منصف گورنمنٹ
کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سچے دِل سے اُسکے بھگت بنیں +

کی سورگ کی توصیف کا پیارے اپنے دیش بھارت سے مقابلہ کرو۔ تمکو معلوم ہو
جاویگا کہ وہ آسمانی بہشت کا نمونہ ہی ہے۔ گیہوں کی فصلیں۔ سرد اور میٹھے پانی
کے بہتے ہوئے چشمے۔ لذیذ میٹھے اور پھلدار درخت ہماری ہی بھارت ماتا کی شوبھا
کو بڑھاتے ہیں۔ دریا۔ ندیاں پہاڑ۔ ریگستان۔ رنگ برنگ کے خوبصورت پھول
لمبے سے لمبے درخت اور چھوٹے سے چھوٹے پودے اسی ملک میں پائے جاتے ہیں
نہ صرف ہمالیہ پربت اپنی سفید برف کی چادر اوڑھے ہوئے اسکی حفاظت کر رہا
ہے۔ بلکہ وہ اپنے اندر پیدا ہونیوالے بیشمار رنگ برنگے خوشبودار پھولوں
اور اپنے خوبصورت سرسبز مستانہ وار جھومتے ہوئے درختوں سے ہماری
ماتا کی شوبھا کو بڑھا رہا ہے۔ کئی طرح کے خوبصورت پھول اور پرندے اپنے سریلے
راگوں اور خوشرنگ کپڑوں سے اسکی شان کو دوبالا کر رہے ہیں جس طرح سے
تالاب میں یا ایک خوبصورت نیلی جھیل میں سرخ کنول کا پھول نہایت خوبصورت
معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح سے نیلگوں گمبھیر سمندر پر ہماری یہ بھارت ماتا سوشوبھت
ہے۔ پیارے یہی گیہوں کی خوبصورت فصلوں سے بھر پور اور ہر قسم کے میووں کو
پیدا کرنے والی ہے۔ نہ صرف پوتر اور پاکیزہ گنگا ہی اسکی پتری ہے۔ بلکہ برہم پتر
سرسوتی اور کرشن کی پیاری جمنا کا یہی مخزن ہے۔ جتنا شہد۔ دودھ اور
مکھن اسجگہ پیدا ہوتا ہے اسکو اگر ہم زمین پر بہا دیویں تو نہریں تو کیا ہمیشہ کے
لئے دودھ اور شہد کی ندیاں بہہ سکتی ہیں۔ دنیا بھر میں کوئی پیداوار ایسی نہیں
ہے جو اس میں پائی نہ جاتی ہو۔ پاکیزہ سے پاکیزہ دریا اس میں موجود ہیں۔
اونچے سے اونچے پہاڑ۔ بڑی بڑی خوبصورت جھیلیں یہاں موجود ہیں۔ کون سی
ایسی چیز ہے جو اس میں نہیں پائی جاتی۔ سرد سے سرد پہاڑ اور گرم سے
گرم میدان۔ تر سے تر اور خشک سے خشک جگہیں یہاں پائی جاتی ہیں



پیدا ہو جاوے۔ کہ ہمکو دیش بھگتی کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اسکے لئے
ہیں اتنا ہی کہتا ہوں۔ کہ ہمارے ماتا پتا نے جس سرزمین سے اناج پھل
وغیرہ کھا کر پانی کو استعمال کر کے اپنے جسموں کو طاقتور بنایا ہے۔ اور
جس ویریہ سے ہماری اپنی پیدائش ہے اُسکے پیدا کرنے والی وہی غذا
ہے۔ جو کہ ہمارے ماتا پتا نے اُس سرزمین سے حاصل کی ہے جس میں کہ وہ
رہے ہیں۔ گویا ہمیں اس وجود میں لانیوالی اور ہمیں زندگی دینے والی وہ غذا
ہے جو کہ ہم اپنے دیش سے حاصل کرتے ہیں۔ یعنی درحقیقت ہماری پیدائش
کا باعث اور ہمارے ماں باپ کو زندگی اور طاقت دینے والی یہی ماتا بھارت
بھومی ہے۔ کہ جس کی سرسبز فصلوں سے ہم اپنا پیٹ بھرتے جس کے بہتے
ہوئے چشموں سے ہم اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ کون ایسا شاستر ہے۔ کہ
جس میں ماتا کی بھگتی کا ذکر نہ ہو۔ اور لوگ اُسے تعظیم دیتے ہوں۔ ماتا کا
آدر سب سے بڑھکر ہے۔ چونکہ ہماری یہ بھومی جو آریہ ورت۔ برہم رشی دیش
اور بھارت ورش کے نام سے پچھلے وقتوں سے مشہور چلی آئی ہے ہماری
جننی ہمیں پیدا کرنے والی ہمیں زندہ رکھنے والی اور ہماری خوشی کے تمام
سامانوں کو مہیا کرنے والی ہے۔ لعنت ہے اُس جیون پر جس کے اندر
ایسی پریم بھری اور سُکھ دینے والی ماتا کے لئے پریم۔ شردھا اور عزت
نہیں ہے۔ پیارے بعض برفانی ملکوں کے باشندے کہ جہاں سورج
دیر تک دکھائی نہیں دیتا۔ اپنے خیال میں وہ سورگ کا نقشہ اس طرح
بنایا کرتے ہیں۔ کہ جہاں سورج چمکتا ہے۔ جہاں میٹھے پانی کے چشمے بہتے
ہیں۔ اور جہاں ہر قسم کے پھلوں سے درخت لدے ہوئے ہیں۔ جہاں
دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں۔ وہی سورگ یہ بھومی ہے۔ اُن لوگوں

ہیں مہاراجہ رام چندر جی۔ شری شتروگھن جی۔ مہاراجہ ہرشیں چندر جی۔ شری کرشن چندر جی۔ شری شنکر آچاریہ۔ گوتم بُدھ۔ کمارل بھٹ۔ ویاس۔ پانی گوتم رشی وغیرہ اینک مہانو بھاو پُتروں کو پیدا کرنے کا فخر بھی اسی سرزمین کو حاصل ہے۔ اور اب گئے گذرے وقت میں بھی رشی دیانند۔ راجہ رام موہن رائے۔ ایشور چندر ودّیا ساگر۔ سوامی رام کرشن پرمہنس۔ سوامی دویکانند۔ سوامی رام تیرتھ۔ شری مہاتما تلک۔ مہانو بھاو گوکھلے۔ مہاتما گاندھی جی۔ شری مہاتما ہنسراج جی۔ شری مہاتما منشی رام جی۔ پنڈت مدن موہن مالوی وغیرہ کئی ایک چمکیلی شخصیتیں ایسی ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے ہماری بوڑھی ماتا کو اب بھی بجا فخر حاصل ہے۔ پیارے ان سب میں چند ایسی باتیں ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے اُنہوں نے اپنی شخصیتوں کو اونچا اور چمکیلا بنایا ہے تیاگ۔ تپ۔ ادار تا۔ ستیہ پرائنتا۔ نشکام بھاو کی لگن۔ اہنکار کا ناش۔ (خود غرضی سے کنارہ کشی) دھرم میں شردھا یہی سب چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے اُنہوں نے ہماری قابل تعظیم اور پیاری ماتا بھارت کو قابل فخر بنایا ہے۔ پیارے تم ہر ایک کی زندگی پر نظر مارو۔ تُم کو ہر ایک زندگی میں ایثار نفسی کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی معلوم ہوگی۔ میں نے تو جہاں تک مطالعہ کیا ہے مجھے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ صفات ہی ہماری ماتا کی خاص نشانیاں ہیں۔ جن میں یہ پائی جاتی ہیں۔ وہی اِس کا سچّا پُتر ہے۔ اپنے دیش کے ساتھ نہایت پیار کرنے والے مہاراجہ رام چندر کی زندگی کا مطالعہ کرو۔ تمکو معلوم ہوگا۔ کہ کس طرح وُہ بہادر اپنے ماتا پتا کا فرمانبردار تھا۔ اپنے قول کا سچّا اور اپنے برتوں کا پُورا تھا۔ بھرت کا تیاگ اور لکشمن کی جاں نثاری اور اُن کا بھراتری پریم اور دیوی سیتا کا پتی برت دھرم

جس طرح مصوّر ایک خوبصورت تصویر بنانے کیلئے مختلف رنگوں کو خاص آمیزش سے استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح ایشور نے مختلف نظاروں سے ہمارے اس دیش کو نہایت ہی خوبصورت بنایا ہے۔ بلکہ یہی دیش ہے جو باقی سارے ملکوں کا سرتاج اور اُن کا گورو ہے۔ وُہ تواریخ جو ٹیتھ برج صاحب تے یا مارسڈن صاحب نے لکھی ہیں۔ اُن سے بھی کم از کم یہ تو اچھی طرح سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب سے پہلے یہی سرزمین آریہ لوگوں سے آباد ہوئی۔ یہاں سے باقی ملکوں میں آبادی تقسیم ہوئی۔ جو عرب میں جا رہے وُہ عربی کہلائے۔ جو یورپ میں آباد ہوئے وُہ یورپین کہلائے۔ گویا تمام ملکوں تمام مذہبوں اور تمام قسم کے انسانی گروہوں کا منبع اور مخزن یہی بھارت بھومی ہے۔ مغربی فلاسفروں اور عالموں سب نے یہ تو یک زبان ہو کر تسلیم کر ہی لیا ہے۔ کہ وید سب سے پُرانی کتابیں ہیں یعنی جس وقت کوئی موجودہ مذہبی یا الہامی کتاب دُنیا میں موجود نہ تھی۔ اُس وقت وید موجود تھے۔ آج تک کسی بھی عالم نے ایسی کوئی نیکی یا اخلاقی اونچائی کا معیار پیش نہیں کیا۔ جو کہ ویدک تعلیم سے نرالا اور اعلیٰ ہو۔ اور جتنی ویدوں کے بعد کتابیں انسانوں نے بنائی ہیں۔ اُن سب میں جتنی سچائیاں ہیں وُہ وہی ہیں کہ جن کا وید نے اُپدیش کیا ہے۔ پیارے سچ تو یہ ہے کہ جس وقت مشرق جاگ رہا تھا۔ اُس وقت باقی دیش جو اس وقت ترقی کے اعلےٰ زینے پر نظر آتے ہیں۔ سوئے ہوئے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے اب یہ ایسی گہری نیند میں چلا گیا ہے۔ کہ جگانے پر بھی نہیں جاگتا پیارے بھائی جس وقت بھارت ماتا کے ساتھ پریم اور بھگتی کرنے کے لیئے کہا جاتا ہے۔ تو اس سے اُس کی خوبصورتی اور عمدہ بناوٹ سے ہی مراد نہیں ہوتی۔ بلکہ اُن صفات سے ہے کہ جن کی وجہ سے یہ دیش مشہور تھا۔ پچھلے وقتوں

عورتیں نیک اور پاکیزہ یعنی پتی برتا تھیں"۔ یہ ہمارے دیش نواسیوں کی صفات تھیں۔ کہ جنکی وجہ سے ہمارے بھارت کو سچا فخر حاصل ہونے کے علاوہ چاروں طرف شہرت حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے گذرے ہوئے مُکٹ دھاری اشتوپتی وغیرہ بڑے فخر سے کہا کرتے تھے کہ "میرے راج میں کوئی چور۔ ڈاکو۔ جھوٹا۔ بدمعاش اور شہوت پرست نہیں ہے۔ جب بدمعاش آدمی نہیں ہیں تو عورتیں کہاں؟" پیارے مجھے نہایت ہی دُکھ ہوتا ہے۔ جبکہ میں اپنی ماتا کی موجودہ سنتان کی گری ہوئی حالت کو دیکھتا ہوں۔ جو باتیں پہلے پائی ہی نہیں جاتی تھیں اب یہ اُنہیں کا مخزن بنا ہوا ہے۔ بات بات پر جھوٹ۔ مکر۔ فریب۔ دھوکہ دہی۔ مقدمہ بازی۔ دروازے کھُلے چیزوں کا رہنا تو مشکل ہے۔ اب قفل کے اندر بھی وہ محفوظ نہیں ہیں۔ بازاروں میں جگہ بجگہ ویشیاؤں کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ عصمت دری کی وارداتیں اکثر سُننے میں آتی ہیں۔ ہا۔ کیا ایسی گئی گذری ہوئی اور دردناک حالت کو دیکھکر ہماری بُوڑھی ماتا کو کچھ تسلّی ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ عام طور سے ہر ایک آدمی خود غرضی کے اندر پھنسا ہوا ہے۔ اپنے فایدے کی خاطر اپنے بھائیوں اور اپنی قوم کے گلے پر چھُری چلانے کے لئے تیار ہے۔ کوئی یہ نہیں سوچتا کہ میری حرکت میں دیش کی حرکت پوشیدہ ہے۔ مجھے ایک گذرا ہوا واقعہ یاد آگیا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ "جاپان میں ایک ہندوستانی لڑکا تعلیم حاصل کرنے گیا ہوا تھا۔ وہ ایک لائبریری میں گیا۔ اور اُسنے اپنے مذاق کے مطابق ایک انجینرنگ کی کتاب لائبریری سے حاصل کرلی۔ کیونکہ وہاں ہر ایک کو کتاب دیکھنے کی اجازت تھی۔ جب اُس نے کتاب گھر میں لاکر اچھی طرح دیکھ لی۔ تو اُس میں سے چند نقشوں کی اُس نے نقل کرلی۔ اور جن کی نقل نہ ہو سکی۔ وہ ورق اُس نے کتاب میں سے پھاڑ

لاثانی ہے۔ ان مہانو بھاووں کے اندر جو خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ انہیں کو حاصل
کرنے سے ہم سچے معنوں میں اپنی ماتا بھارت کے سچے پتر بن سکتے ہیں آجکل
معمولی معمولی باتوں پر لڑائی جھگڑے اور حقیقی بھائیوں کی ناچاقی ہوتی ہوئی
دیکھی جاتی ہے لیکن رامائن کو پڑھو تمکو معلوم ہوگا کہ سلطنت جیسی مرغوب
چیز کو کیسے رام چندر حقیر سمجھتے تھے۔ بھرت کیسے تنکے کی طرح اپنے ہاتھوں
سے اپنے بڑے بھائی کے قدموں میں پھینکتے ہیں۔ پچھلی تواریخ پڑھو۔ اسکے
دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ہمارے بزرگ خود غرضی کو جانتے ہی نہ تھے دوسروں
کے دکھوں سے دکھی اور دوسروں کے سکھوں سے سکھی تھے۔ پیارے تم ذرا
ان مہاتماؤں کے جیون کو ہی دیکھو جو اس وقت اپنے عیش و عشرت کو چھوڑ
آرام سے منہ موڑ کس طرح ہمارے اور اپنے دیش نواسیوں کے سکھ کے لئے
تیاگ کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بس ٹھیک سمجھ رکھو کہ اپنے جیون سے خود غرضی
کو الگ کر کے اور اپنے من کو قابو کرتے ہوئے اعلیٰ زندگی کو بنانا اور اپنے دیش
کی حرکت میں اپنی حرکت اور اپنی حرکت میں اپنے دیش کی حرکت کو محسوس کرنا
ہی سچے معنوں میں دیش بھگتی ہے۔ مادیت کے لحاظ سے اپنے دیش کی بنی ہوئی
چیزوں کو پیار کرنا بھی دیش بھگتی کا ایک موٹا انگ ہے لیکن درحقیقت جسمیں
سچی دیش بھگتی سمجھنی چاہئے وہ وہی ہے جس کا میں پیچھے ذکر کر چکا ہوں۔ یعنی
ان صفات کو پیار کرنا اور ان کو اپنے جیون کا حصہ بنانا جو کہ ہمارے بزرگوں
اور ہماری بھارت ماتا کی لائق اولاد میں پائی جاتی تھیں۔ اور جس کے لئے دوسرے
دیش کے مورخ یہ لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ کہ "ہندی مرد راست گو۔ بہادر
ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے والے تھے۔ کوئی اپنے دروازہ کو قفل نہیں لگاتا
تھا۔ کیونکہ چور اور اٹھائی گیر ہوتے ہی نہ تھے۔ مقدمہ بازی کا سلسلہ ہی نہ تھا

حفاظت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اسلئے پیارے تُم بھی اِن اعلیٰ صفات کو حاصل کرو۔ اور ہمیشہ یہ خیال کرتے ہوئے کام کرو۔ کہ تُم ہی اس سارے دیش کے قائم مقام ہو۔ تمہارے گرنے سے دیش گرتا ہے۔ اور تمہارے اُٹھنے سے دیش اُٹھتا ہے۔ اس بات کو دھیان رکھتے ہُوئے اور رام و کرشن اور بھیشم پتامہ جیسے قابل بزرگوں کی مثال کو سامنے رکھکر اپنے کیریکٹر کو اعلیٰ و اُونچا بناؤ۔ اور خود غرضی سے ترغیب پاکر کبھی ایسا کام نہ کرو۔ جس سے تمہاری جاتی اور تمہارا دیش کلنکت ہو۔ بلکہ جب کبھی ایسا موقعہ آجاوے تو اپنی جاتی اور دیش کے فوائد کے سامنے اپنے فوائد کو قربان کردو۔ مسلمان بھائیوں سے بھی ہمیشہ برادرانہ سُلوک کرو۔ تُم دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہو۔ ایک کو ڈوباکر دوسرا تیر نہیں سکتا۔ تمہارے دونوں کے فائدے اور نقصان مشترکہ ہیں۔ وُہ مشترکہ کوششوں سے ہی حاصل ہو سکیں گے اسلئے کبھی بھی اپنی ناواجب حرکات سے کسی کی دِل شکنی نہ کرو۔ اور ہمیشہ اعلےٰ کیریکٹر اور عُمدہ سُلوک سے اپنی ماتا کی قابل سنتان بنو۔ اور کبھی اپنی ہی ترقی میں مطمئن نہ بنو۔ بلکہ دوسروں کی ترقی میں اپنی ترقی سمجھو۔ یہی سچی دیش بھگتی اور دیش پریم ہے۔ جکو اپنے جیون میں داخل کرنے سے تُم اپنی بوڑھی اور دُکھی بھارت ماتا کی تسلّی اور اُسکی خوشی کا باعث بن سکوگے۔ اور اُس کے اشیرواد سے تمکو سب سُکھ سامگری حاصل ہو گی +

لئے - اور کتاب لائبریری میں چھوڑ آیا - کسی جاپانی لڑکے نے اُن تصاویر کو
اُس کے پاس دیکھ لیا - اور اُسکی اُس نے لائبریرین سے شکایت کی - نتیجہ یہ
ہُوا کہ جہاں ہر ایک آدمی کو کتاب دیکھنے کی اجازت تھی - وہاں یہ حکم جاری ہو
گیا - کہ کسی ہندوستانی کو کتاب نہ دی جاوے" - دیکھا کہ کس طرح ایک آدمی کی
حرکت میں دیش کی حرکت پوشیدہ ہے - ایک نے ناواجب خودغرضانہ
کارروائی کی - اور پھل ہمارے دیش کو بھگتنا پڑا - اسی طرح سے دوسری
بدفعلی اور بداخلاقی کی حرکات ہماری ماتا کو تسلّی دینے کا باعث نہیں ہیں
موجودہ دردناک اور گری ہوئی حالت کو دیکھکر ہماری بوڑھی ماتا نہایت ہی
رنجیدہ اور دُکھی ہو رہی ہے - بھلا جسنے اپنی اعلےٰ اور پاکیزہ اولاد کے سکھ
کو دیکھا ہو - وُہ موجودہ گری ہوئی اولاد سے کبھی خوش ہو سکتی ہے - ہرگز نہیں
اور سچ تو یہ ہے کہ ودیشیوں نے ہماری ماتا کو اتنا دُکھ نہیں دیا - جتنا
کہ ہمنے اپنی بداخلاقی اور گری ہوئی خودغرضانہ حرکات سے کیا ہے - اسلئے
پیارے اگر آپ اپنی بوڑھی ماتا کو کچھ تسلّی دینا چاہتے ہو - اور اگر آپ دیش
رِن سے سبکدوش ہونا چاہتے ہو - یا اپنی ترقی دیکھنا چاہتے ہو - تو اُن صفات
کو اپنے اندر داخل کرو - جو اس دیش کے پچھلے نواسی اپنے اندر رکھتے تھے - کہ
جن کا ذکر مگھستیھنز نے اپنے سفرنامہ میں کیا ہے - اور جس اعلیٰ کیریکٹر کو رامائن
نے پیش کیا ہے - اور جسکو ہمارے دوسرے بزرگوں نے اپنی عملی زندگی سے
ظاہر کیا ہے - تیاگ - تپ اور ایثار نفسی اور پروپکار کا زبردست خیال ہی
ہمارے مُلک کی سچّی میراث ہے - یہ برہم رشی دیش ہی ایک ایسا ملک اور
ستھان ہے جو منشیوں کو رکشسی خیالات کی طرف نہیں لے جاتا - بلکہ یہ سکھلاتا
ہے - کہ طاقتور کمزوروں کو کھانے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے - بلکہ اُن کی

استعمال کی ہے۔ ان بناوٹی پانیوں کے زیادہ استعمال سے بھی ہاضمہ خراب ہو
جاتا ہے۔ کیونکہ یہ قدرتی حالت کی نسبت زیادہ خوش ذائقہ ہوتے ہیں اسلئے ضرورت
اور خواہش سے زیادہ استعمال کرلیا جاتا ہے۔ جس سے فعل ہضم میں فتور واقعہ ہو
جاتا ہے۔ اور بلا ضرورت ہاضم پانیوں کے استعمال سے بھی قوت ہاضمہ کمزور ہو
جاتی ہے۔ اور صحت بگڑ جاتی ہے۔ بھلا وہ صحت کی عمدگی ہی کیا۔ کہ کھانا کھانے
کے بعد تم اسکو ہضم کرنے کے لئے سوڈا یا لیمونیڈ استعمال کرنے کی خواہش کرو۔ ہاضمہ
کی قوت کی عمدگی تو تب سمجھنی چاہیئے۔ جبکہ خوراک بغیر کسی قسم کی دوسری مدد کے
خود بخود جزو بدن بنجاوے۔ اسلئے اگر آپ اپنے آپ کو تندرست اور توانا کرنا
چاہتے ہیں۔ تو ان فضول چیزوں کی خواہش کو اپنے اندر سے نکال دو۔ کیونکہ زیادہ
ترشی کا استعمال جہاں معدہ کو ڈھیلا بنا دیتا ہے۔ وہاں دماغی پٹھوں اور دوسرے
اعصاب کو بھی کمزور بنا دیتا ہے۔ اور اس کے متواتر زیادہ استعمال سے کند ذہنی
نزلہ۔ زکام و کھانسی وغیرہ بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو اپنے نتیجہ میں جسم کو
کمزور صحت کو خراب اور عمر کو کم بنا دیتی ہیں۔ اسی طرح سے زیادہ مرچ
مرچ بھی طبیعت کے اندر بے جا جوش اور اشتعال پیدا کرنے کے سوا اور کئی
خرابیوں کو پیدا کر دیتی ہے۔ منی کی بناوٹ پر تو ایسی فضول اور اشتعال
انگیز چیزوں کا بہت ہی برا اثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو ایسی ترش۔ تیز زیادہ
مصالحدار غذاؤں کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ اکثر احتلام اور جریان
وغیرہ خراب امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے دماغ اور ذہن کمزور ہوتا
ہوا ناکارہ ہو جاتا ہے۔ جس بتی کو تیل نہیں پہنچتا وہ کیسے روشن رہ سکتی ہے
اسی طرح جس جسم اور دماغ کو دیریہ روپی شکتی نہیں پہنچتی۔ بلکہ بلا ارادہ اور
اور بے وقت جسم سے خارج ہو جاتی ہو۔ وہاں ترقی کیسے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں

صحتِ جسمانی

جو کچھ میں اِس کتاب میں لکھ چکا ہُوں۔ اُس پر عمل کرنا یا زندگی کی کسی اور شاخ میں کام کرنا تب تک ناممکن ہے۔ جب تک کہ صحت جسمانی اچھی نہ ہو۔ صحت کے بغیر آدمی روحانی۔ مجلسی۔ مُلکی کوئی بھی فرض پُورا نہیں کر سکتا۔ جسطرح تمام آشرم گرستھ آشرم کے ادھین ہیں۔ اسی طرح سے تمام فرائض تمام سُکھ اور تمام ترقی جسمانی صحت کی عمدگی پر منحصر ہے۔ دُنیا جتنی خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ تبھی تک ہے۔ جب تک کہ انسان کی صحت اچھی ہے۔ اسکے اچھا ہونے پر ہی سب کچھ اچھا اور بُرا ہونے پر بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے سب خوشیوں کی مخزن سب کامیابیوں کی باعث سب ترقیوں کی بنا اِس ضروری چیز کو عمدہ اور اعلےٰ بنانے سے کبھی غافل نہ ہو۔ اپنی صحت کو عمدہ اور اپنے جسم کو طاقت ور بنانے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہو۔ تمہاری عُمر کے نوجوانوں کو اکثر یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ وُہ زیادہ مٹھائی زیادہ تُرشی اور زیادہ مصالحہ دار غذا کھانا پسند کرتے ہیں۔ لاہور رہتے ہوئے میں نے اکثر دیکھا ہے۔ کہ نوجوان جب بازار جاتے ہیں۔ تو ٹکوڑیاں۔ گول گپے جن میں سُرخ مرچ اور تُرش پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح کھٹے والے آلو کچالو وغیرہ ایسی فضول اور واہیات چیزیں استعمال کرتے ہیں۔ کہ جن میں زبان کے ذائقہ کے سوا اور غذائیت بہت کم ہوتی ہے۔ نہ ہی اُن سے جسم کے کسی حصّہ کو طاقت پہنچتی ہے۔ بلکہ اُلٹا کئی بیماریوں کا آدمی گھر بن جاتا ہے۔ جن میں فعل ہضم کے نقص سے لیکر ویریہ کی کئی قسم کی بیماریوں تک پوشیدہ ہیں۔ یہی حال زیادہ برف۔ لیمونیڈ۔ سوڈا۔ شربت وغیرہ کے زیادہ

ثابت ہوتی ہیں۔ عام حالتوں میں صحت کو عُمدہ بنانے کے لئے سیر کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اور باہر جا کر طاقت کے مطابق ورزش ضرور ہی کرنی چاہئے۔ اِس سے جسم چُست اور پھیپھڑے مضبوط ہوتے ہیں جس سے خُون صاف اور جسم طاقتور ہو جاتا ہے۔ سیر کے علاوہ روزانہ غُسل بھی صِحت کے لئے ایک ضروری اور مُفید چیز ہے۔ اسلئے باقاعدہ روزانہ غُسل کرنے کے عادی بنو۔ مختصر اتنا ہی میں تبلانا چاہتا ہُوں۔ کہ صحت کو عُمدہ بنانا اپنا مقدم فرض سمجھو۔ اس کے لئے روزانہ باقاعدہ سیر و ورزش۔ روزانہ داتن اور غسل۔ خوراک میں باقاعدگی اور احتیاط کرنے کے علاوہ ویریہ کی ہمیشہ حفاظت کرنی چاہئے اس کی حفاظت کے لئے غذا میں درُستی کے ساتھ خیالات کی پاکیزگی کی بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ ویریہ کی بناوٹ پر خیالات کا بڑا زبردست اثر پڑتا ہے۔ اسلئے غُسل۔ سیر و ورزش کے ساتھ ساتھ اچھے خیالات والے بنو۔ رات کو ہاتھ پیر اور مُنہ دھو کر اور اُن کو اچھی طرح تولئے سے خشک کر کے اچھے خیالات سوچتے ہوئے سو جایا کرو۔ یہ عمل خاصکر ویریہ کے روگیوں کو بہت ہی مُفید ثابت ہُوا ہے۔ اور ویسے بھی اس کا اثر صحت کے لئے نہایت خوشگوار پڑتا ہے۔ صُبح جب آنکھ کھُل جاوے تو خواہ مخواہ چارپائی پر لیٹ کر انگڑائیاں نہ لیتے رہو بلکہ اُسی وقت بستر سے اُٹھ جایا کرو۔ صُبح سوریہ نکلنے سے پہلے اُٹھنے کی عادت بناؤ۔ اُس وقت کی باہر کی ہوا نہایت صاف۔ صحت افزا۔ اور دماغ کو تر و تازہ کرنے والی ہوتی ہے۔ اس طرح باقاعدگی سے تُمکو اپنی صحت عُمدہ اور اعلےٰ بنانے میں بہت ہی مدد ملے گی۔ اِس کے عُمدہ اور اعلےٰ ہونے سے ہی دُنیا عُمدہ خوبصورت اور سُکھ بھری معلوم ہوتی ہے ✦

کہ اگر تُم اپنے ذہنی قویٰ کو مضبوط۔ قوت یادداشت کو زیادہ۔ عقل کو تیز اور جسم کو طاقتور بنانا چاہتے ہو۔ تو اس قسم کی فضول غذاؤں کو چھوڑ دو۔ زیادہ مٹھایاں کھانا بھی صحت کے لئے اچھا نہیں۔ وُہ ثقیل ہونے کی وجہ سے دیر سے ہضم ہوتی ہیں۔ اور معدہ کو اُن پر زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ جس سے اُس کی قوتیں جلدی خراب ہوجاتی ہیں ایسی ثقیل غذاؤں کے زیادہ استعمال سے قبض۔ نقص جگر و معدہ لاحق ہوجاتے ہیں جس سے باقی کے اور روگ پیدا ہوجاتے ہیں۔ اس لیے زبان کے ذائقہ پر جسمانی صحت کو قربان مت کرو۔ یہ بُہت ہی مہنگا سودا ہے۔ ہمیشہ غذا عُمدہ مقوی اور زُود ہضم استعمال کرو۔ باسی ناخوشگوار غذا اور بد ذائقہ پانی کبھی استعمال نہ کرو۔ صحت کو عُمدہ بنانے کے لئے دُودھ۔ دہی مکھن۔ سبزیاں اور پھل عمدہ غذائیں ہیں۔ سب اناجوں میں سے گیہوں ہی سب سے اچھا اور مقوّی اناج ہے۔ جس میں کثرت سے ضروری سب اجزا پائے جاتے ہیں۔ جن کی کہ انسانی جسم کو ضرورت ہے۔ کتنی بھی خوش ذائقہ غذا کیوں نہ ہو۔ ہمیشہ بھوک سے دو تین لُقمے کم کھایا کرو۔ اور جب تک بھوک نہ ہو۔ تب تک کُچھ بھی مت کھاؤ۔ چاہے کیسی بھی لذیذ چیز تمہارے سامنے کیوں نہ رکھی جاوے۔ اور اسی طرح سے پیاس کے بغیر کوئی شربت اور لیمونیڈ استعمال نہ کرو۔ اور پیاس لگنے پر بھی تازہ صاف خالص پانی پینا چاہئے۔ اس طرح سے تمکو اپنی صحت بنانے میں بُہت ہی مدد ملے گی۔ کھانے پینے کی اشیا اور رہائشی مکان کی صفائی کا پُورا خیال رکھا کرو وبائی امراض کے دنوں میں اپنے مکانوں کی صفائی کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے جہاں غذا تازہ بتازہ استعمال کرنی چاہئے۔ وہاں پینے کے پانی میں خاص خیال رکھنا چاہئے۔ یعنی گرم کرکے فلٹر کرلینا چاہئے۔ اُن دِنوں کھانا بھی لطیف اور زود ہضم استعمال کرنا چاہئے۔ اس طرح کی احتیاطیں ایّام وبا میں بڑی مفید

۵- تم اپنے مخالفین کو اپنے لئے مبارک سمجھو- اُن کی وجہ سے تمکو اپنی زندگی بنانے کے لئے بہت سی باتیں ملینگی- اور تم جلدی تجربہ کار ہوجاؤ گے- اُن کی نکتہ چینی کو ٹھنڈے دل سے سُنا کرو- سچائی پر مبنی جو جائز نکتہ چینی ہو اُسکی قدر کرو- اور ناجائز کو نظر انداز کردو ٭

۶- ذاتیات کو سماجک جیون میں دخل مت ہونے دو- جس طرح دو دوست وکیلوں کی کچہری میں ایک دوسرے کے خلاف تقریریں اُن کی ذاتی دوستی پر کوئی اثر نہیں ڈالتیں- اسی طرح سے تمہاری ذاتی رنجشوں کا اثر سماجک جیون پر نہیں ہونا چاہئیے- اگر تم دیکھو کہ تمہاری مخالف پارٹی کی رائے زیادہ ہے- تو بجائے سماجک نظام کو درہم برہم کرنے کے تمکو ایمانداری سے الگ ہوجانا چاہئیے- اگر چاہو تو اُن کو مدد نہ دو- لیکن وگھن نہ ڈالو- تمہاری وجہ سے سماجک کام کو دھکا نہیں پہنچنا چاہئیے ٭

۷- چڑیاں جب مٹی میں نہاتی ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ بارش آنے والی ہے- اِسکا باعث یہ ہے کہ بارش آنے سے پہلے ہوا مرطوب ہوجاتی ہے وہ مرطوب ہوا اُن کے پروں کو مرطوب کردیتی ہے- اُسکو خشک کرنے کے لئے وُہ ریت میں لیٹتی ہیں- اسی طرح سے جس وقت من میں کمینہ خیالات یا بُرائی کرنے کی طرف طبیعت زیادہ مائل ہو- تو سمجھنا چاہئیے- کہ کوئی مصیبت آنی والی ہے- کیونکہ جیسے مرطوب ہوا بارش کا پیش خیمہ ہے- ایسے ہی بُرے خیالات مُصیبت کا پیش خیمہ ہیں- اسلئے جب من کی یہ حالت ہو- تو فوراً اِسکا تدارک کرنا چاہئیے- اور اُس وقت کچھ عرصہ کے لئے ست سنگ اور بھلے آدمیوں کی صُحبت اختیار کرنی چاہئیے- اور زبردست ارادے سے اپنے خیالات کو صاف کرنے کا یتن کرنا چاہئیے ٭

چند آخری باتیں

۱- ہر روز دن میں یا رات میں کچھ دیر کے لئے ضرور ہی ایکانت سیون کیا کرو۔ اور اُس وقت یہ سوچا کرو۔ کہ میری زندگی کس طرف جا رہی ہے میری بھلائی کس میں ہے؟ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ نیز اُسی وقت اپنی زندگی کی مشکلات کو حل کرنے کے متعلق بھی سوچا کرو۔ ایسی شانت اوستھا میں جو فیصلہ ہو۔ اُسی پر مضبوطی سے چلا کرو ؛

۲- رات کو سوتے وقت دن بھر کے کئے ہوئے کاموں کو یاد کیا کرو۔ اور یہ دیکھا کرو۔ کہ اُن کے یاد کرنیسے تمکو خوشی اطمینان اور بے خوفی ملتی ہے۔ یا نہیں۔ اور کہ تم نے جو فیصلہ کام کرنے کے متعلق کیا تھا۔ اسی کے مطابق چل رہے ہو یا نہیں۔ اگر تم اپنے فیصلے کے خلاف چلے ہو۔ یا تمکو اپنے کاموں کے یاد کرنیسے دُکھ اور خوف معلوم ہوتا ہے۔ اور وُہ ایسے ہیں۔ جن کے باہر ظاہر ہو جانے سے تمکو تمہارے اپنے خیال میں ضعف پہنچ سکتا اور سزا ملسکتی ہے تو اسی وقت دلی افسوس کرتے ہوئے مضبوط ارادے سے آیندہ اُنکو کبھی نہ کرنے کی پرتگیا کرو ؛

۳- دستخط کرتے ہوئے غافل مت بنو۔ ہمیشہ سوچ سمجھکر دستخط کرو۔ اور نہ ہی سفید کاغذ پر دستخط کر کے کسی کو دو ؛

۴- نہ تو ہمیشہ ایک سی حالت ہی رہتی ہے۔ اور نہ ہی ہمیشہ اپنی خواہش کے مطابق کام ہی ہوتے ہیں۔ اسلئے عادت ایسی بنا لینی چاہئے۔ کہ جس سے اُلٹا وقت آنے پر بھی طبیعت میں رنج اور گھبراہٹ پیدا نہ ہو ؛

عورت سے ناجائز محبت مت کرو۔ اِس سے تمہارے گھر میں سدا اُسکھ رہیگا ورنہ سخت تکلیف اُٹھانی پڑیگی ✦

۱۳۔ میں عاقل اور تجربہ کار ہو چکا ہوں۔ ایسا کبھی خیال نہ کرو۔ ابھی آنیوالی حالات اور واقعات تمکو بہت سے سبق سِکھلا دیں گے۔ اسلئے مغرور نہیں بلکہ متلاشی بنو ✦

۱۴۔ سُکھ چاہتے ہو تو حاسد مت بنو۔ اس آگ سے دوسرے کو کم اور تمکو زیادہ نقصان اور تکلیف پہنچے گی۔ اِس سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وُہ یہ کہ تم اُن سب ترقی کرنے والوں کے ساتھ دوستی اور پریم کا خیال رکھو۔ اور اُن کا دوست بننے کی کوشش کرو۔ پھر تمکو دُکھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ دوست کی ترقی کسی کے دل میں حسد نہیں پیدا کرتی ✦

۱۵۔ گذرے ہوئے نیتی کاروں اور مہاتماؤں کے وچنوں کا مطالعہ کیا کرو نیتی کی کتابوں کا مطالعہ آدمی کو عاقل بنا دیتا ہے۔ تمہاری آسانی کے لئے میں مہاتماؤں کے وچن درج کرتا ہوں۔ ان کا مطالعہ تمہارے علم کو بڑھائیگا ✦

۱۶۔ اگر آدمی دن بھر کی زندگی میں اپنی مزاج میں چڑچڑاہٹ۔ غصّہ اور عجلت کو چھوڑ کر خوشی متحمل مزاجی اور بردباری سے کام کرنے کا فیصلہ کرلے۔ تو دوسری حالت کی نسبت زندگی کی منزل زیادہ آسان اور خوشگوار ہو سکتی ہے۔

۸- خوشحالی کا دروازہ محنت ہے جو محنت کے بغیر خوشحال ہونا چاہتا ہے اور شیخ چلی کی طرح خیالی پلاؤ پکاتا رہتا ہے - وُہ مُورکھ ہے جو سُستی کو پیار کرتا ہے - وُہ ہر لمحہ دُکھ اور موت کو اپنے پاس بُلا رہا ہے ◆

۹- دُنیا میں مطلبی آدمی زیادہ ہیں - اِسلئے دُنیاوی آدمی تمہاری تعریف اور تمہارا ساتھ تبھی تک کرینگے - جب تک تم اُن کے موافق ہو - یا اُن کی خواہش کے مطابق کام کرتے ہو - اُن کی خواہش کے خلاف کام کرنیسے وُہ تمہارا ساتھ نہیں دیں گے - اِسلئے اُن پر نہیں بلکہ ہمیشہ اپنے اور اپنے کاموں پر بھروسہ رکھو - اور ہمیشہ کام کو دوسروں کے نہیں - بلکہ اپنے بھروسہ پر شروع کرو ◆

۱۰- انجلی پر ڈالے ہُوئے پانی کی طرح یہ جیون ہر لمحہ کم ہو رہا ہے - اِسلئے اپنے جیون میں ایسے کام کرو - کہ جو آخیر کے وقت تمہاری تسلی اور اطمینان کا باعث ہوں - اور دُنیا کو چھوڑتے وقت تُم کو ذرا بھی کشٹ معلوم نہ ہو ◆

۱۱- اپنے کانوں پر ہی بھروسہ نہ کرو - بلکہ جس معاملہ کی تمکو اطلاع ملی ہے اُسکی خود کھوج کرو - اگر تمکو کسی نے تمہارے دوست یا پیارے کے متعلق کوئی ناواجب یا تمہاری اُمید کے خلاف اطلاع دی ہے - تو اُسپر بھروسہ نہ کرلو - بلکہ پہلے اُس سے ہی اُس معاملے کے متعلق دریافت کرو - پھر کوئی رائے قائم کرو - ورنہ دُشٹ آدمی تمہاری سرلتا سے فائدہ اُٹھا کر تم دونو میں دُشمنی یا نفرت پیدا کردیں گے - علاوہ اِس کے اس نقص سے اور بھی تم کو کئی طرح سے تکلیف اُٹھانی پڑیگی ◆

۱۲- اپنی عورت سے با محبت اور با عزت سلوک کرو - اور اُسپر وشواس کرو کیونکہ وشواس سے وشواس پیدا ہوتا ہے - اُس کی موجودگی میں کسی دوسری

کچھ نہ مانگنے پر بھی غریبوں کو دان دینا۔ نیک عادات اور اچھے سوبھاؤ کے ساتھ پریم رکھنا بہت کم آدمی جانتے ہیں +

۹۔ بیماری۔ رنج۔ مصیبت۔ قید اور دُکھ یہ سب انسان کے اپنے اپرادھ (بد اعمالی) روپی درخت کے پھل ہیں +

۱۰۔ جیسی طرح درختوں کے پھل۔ ندیوں کا پانی۔ بادل کی بارش۔ اُن کے اپنے لئے نہیں ہوتیں۔ اسی طرح سے اچھے آدمیوں کی دولت خود غرضی۔ اور اپنے عیش و عشرت کے لئے نہیں ہوتی۔ بلکہ دوسروں کا بھلا کرنے کیلئے ہوتی ہے +

۱۱۔ جو دھن کو دان میں علم اور ودیا کو دھرم میں۔ اپنے خیالات کو ایشور بھگتی میں۔ زبان کو دوسروں کا بھلا کرنے میں خرچ کرتے ہیں۔ وُہ دُنیا میں کس سے عزت کو حاصل نہیں کرتے +

۱۲۔ دولت کی موجودگی میں دان۔ طاقتور ہوتے ہوئے دوسروں کے گناہوں کو معاف کرنا مُصیبت میں صبر اور استقلال رکھنا اور عُمدہ صفات کی موجودگی میں بغیر غرور کے وہی رہتے ہیں جو مہاتما ہیں +

۱۳۔ میٹھے الفاظ سے بڑھکر دُنیا میں کوئی پیاری چیز نہیں ہے۔ کڑوے الفاظ میں اگر کوئی کسی کے لئے بھلائی کی بات بھی کہے۔ تو وُہ بھی پیاری معلوم نہیں ہوتی +

۱۴۔ جو نیک ہیں۔ وُہ اپنی میٹھی آواز سے دوسروں کا بھلا کرتے ہیں۔ اُن کا ہر وار رُوپی سمندر نیک شہرت روپی چندر کلا کو چھونے کے لئے بڑھتا ہی رہتا ہے +

۱۵۔ علمیت کے ساتھ حلیمی کس کے من کو قابو نہیں کر لیتی۔ جیسے سونے و

مہاتماؤں کے وچن

۱- منشیہ کو ہر روز اپنے چال چلن کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور سوچنا چاہئے۔ کہ میرا چلن حیوانوں جیسا ہے یا نیک آدمیوں جیسا +

۲- جس طرح سے گھِسنے۔ کاٹنے۔ تپانے اور پیٹنے اِن چاروں سے سونے کی پہچان ہوتی ہے۔ اسی طرح سے علم۔ عادات۔ صفات اور اعمال سے اِنسان کی جانچ ہوتی ہے +

۳- جو بات تمکو اپنے لئے بُری معلوم ہوتی ہے۔ وُہ دوسروں کے لئے بھی بُری سمجھو +

۴- جیسے منی والا سانپ خوفناک ہوتا ہے۔ اسی طرح بدمعاش اور بدچلن عالم نہایت خوفناک ہوتا ہے۔ اسلئے اسکو ترک کردینا چاہئے +

۵- عُمدہ عادات۔ حلیمی۔ اونچی اور عُمدہ خواہشات اپنی حیثیت کیمطابق خوراک۔ کپڑے۔ زیور اور دوسرے ویوہار کرنا۔ بُروں کی صُحبت۔ اپنی تعریف اور دوسرے کی نِندا سے الگ رہنا۔ نیک آدمیوں کی بات کو ماننا اور اُسکے مطابق عمل کرنا بھلے آدمیونکی نشانیاں ہیں +

۶- غریبوں کو دولت دینی چاہئے۔ دولتمندوں کو دولت دینے سے کیا فائدہ جو بیمار ہیں۔ اُنہیں کو دوا دینی چاہئے۔ تندرستوں کو دوا دینی بیفائدہ ہے +

۷- سب کا بھلا کرنا۔ میٹھا بولنا۔ سب سے پریم رکھنا نیک آدمیوں کی فطرت ہے۔ جیسے چاند فطرتاً ٹھنڈا ہوتا ہے +

۸- پوشیدہ طریقہ سے اُپکار کرنا۔ پناہ لینے والوں کو معافی کی نظر سے دیکھنا

۲۰- جس طرح سے چاول نکلے ہوئے اُن کی بھوسی کو کوٹنے سے سوائے تکلیف کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اسی طرح سے جو لوگ ایشور بھگتی بغیر علم کو پڑھنے میں ہی تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ اُن کو بھی سوائے تکلیف کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ✦

۲۱- جو کچھ انسان کے پاس ہوتا ہے۔ اُسپر نہیں۔ بلکہ جو کچھ وہ کرتا ہے۔ اُسی پر اُسکا سچا دخل ہوتا ہے ✦

۲۲- سب سے بڑا کام اپنے آپ کو قابو کرنا ہے۔ اور ہر حالت میں سکھ اُنکو ہی ملتا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو قابو کر رکھا ہے ✦

۲۳- ساری کامیابیوں کی کنجی اپنی خواہشات کو اپنے قابو کرنا ہی ہے۔ جب تم مجھکو یہ ثابت کر کے دکھلا دوگے۔ کہ تم اپنے آپ کو قابو کر سکتے ہو تب ہی میں کہہ سکونگا۔ کہ تم مہذب اور تعلیم یافتہ ہو۔ ورنہ اس کے بغیر تعلیم اور تہذیب کسی کام کی نہیں ✦

۲۴- جو ماں باپ اپنے لڑکوں کو کاروبار میں نہیں لگاتے۔ وہ اُن کو چور ڈاکو اور بدمعاش بننا سکھاتے ہیں ✦

۲۵- آدمی حیوانوں سے اسی لئے بڑے ہیں کہ اُن میں اپنے ساتھیوں کیساتھ ملکر کام کرنے کی طاقت ہے۔ جو کام ملکر ہو سکتا ہے۔ وہ الگ الگ آدمی سے نہیں ہو سکتا ✦

۲۶- ہمکو زندگی اِسلئے نہیں ملی ہے کہ ہم ہر وقت اُن چیزوں کو اکٹھا کرنے میں ہی لگے رہیں۔ جنہیں کہ ہم مرتے وقت یہاں پر ہی چھوڑ جاوینگے ✦

۲۷- بڑھاپے میں ہم کو سکھ یا دکھ اکثر جوانی میں اکئے ہوئے کاموں کیمطابق ہی ملتا ہے ✦

جواہرات کا ملاپ کِس کو خوبصورت نہیں معلوم ہوتا +

۱۶- جو من میں گھمنڈ نہیں کرتے۔ دوسروں کی نِندا نہیں کرتے - اور کڑوے الفاظ مُنہ سے نہیں نکالتے۔ دوسروں کی کہی ہوئی ناپسندیدہ بات کو برداشت کر لیتے ہیں۔ جو غصے کی بات سُنکر غصہ نہیں کرتے۔ سخت اور کڑوے الفاظ مُنہ سے نہیں نکالتے۔ دوسروں کی بُرائی سُنکر بھی جو کچھ نہیں بولتے۔ دوسروں کے عیُوب کی کھلّی نہ اُڑاتے ہُوئے انہیں اُس عیب سے چھُڑانے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور جو خود کوئی بُرا کام نہیں کرتے وہی سجن نیک سیرت ہیں +

۱۷- دوسروں کے عیُوب کو چھُپانے والے نیک سیرت اصحاب جو خوبصورت کپڑے کی مانند سب کے پیارے ہیں۔ اُن کو چُوہوں کی مانند بدمعاش لوگ بدنام کر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں +

۱۸- یہ زندگی کتنے دن کی ہے۔ لیکن پھر بھی بدچلن جوانی کے جوش میں آ کر ایسا بُرا کام کر بیٹھتے ہیں جس سے اُن کی یہ قیمتی زندگی بے فائدہ ہو جاتی ہے +

۱۹- بدمعاش کا عِلم جھگڑے پیدا کرنے کے لئے۔ دھن گھمنڈی اور مغرور ہونے کے لئے اور طاقت دوسروں کو ستانے کے لئے ہوتی ہے۔ لیکن جو نیک ہیں۔ اُن کا عِلم گیان حاصل کرنے کے لئے۔ دولت محتاجوں کی حاجات رفع کرنے کے لئے اور طاقت دوسرے کمزوروں کی حفاظت کے لئے ہوتی ہے +

۲۰- وہ نیک ہیں۔ جو دوسروں کی برائیوں کو نہ لیتے ہوئے صرف صفات کو ہی حاصل کرتے ہیں۔ جیسے ہوا چندن درخت سے لپٹے ہُوئے سانپوں کے زہر کو اپنے اندر نہ لیتی ہوئی صرف چندن کی خوشبو کو حاصل کر لیتی ہے +

چاہیے نیچ خاندان میں کیوں نہ پیدا ہوا ہو +

۳۷ - جو چیز تمکو نہیں مل سکتی - ایسی کوشش کرو - کہ اسکی غیر حاضری تمہارے دلکی خوشی کو نیست و نابود نہ کر دے +

۳۸ - اگر تم ایک روپیہ کماؤ - بارہ آنہ سے زیادہ کبھی خرچ مت کرو - جو اپنی ساری آمدنی خرچ کرڈالتا ہے - وُہ بہت جلد بھوکوں مرتا ہے +

۳۹ - اِس تلخ دُنیا میں دو ہی میٹھے پھل ہیں - ایک میٹھا بولنا اور دوسرے نیک آدمیوں کی صحبت +

۴۰ - یہاں تین جواہر ہیں - پانی - اناج - اور میٹھا بولنا - لیکن بیوقوفوں نے پتھر کے ٹکڑوں کو جواہرات کا نام دے رکھا ہے +

۴۱ - جوانی - دھن کا ہونا - حاکم ہونا - جہاں ان میں سے ایک بھی ہے وہاں ہی تباہی برپا کرنیکا سبب بنتی ہیں - اور جس میں ایک وقت میں چاروں پائی جاویں - تو اسکی بابت کہنا ہی کیا ہے +

۴۲ - سب شکوک کو دُور کرنے والے . . . . پوشیدہ چیزوں کو بھی ظاہر کرنے والے عِلم اور شاستر ہی سب کی آنکھیں ہیں جسکی یہ نہیں ہیں - وہی درحقیقت اندھا ہے +

۴۳ - تمام قسم کی دولت میں سے عِلم ہی ایک ایسی دولت ہے - جسکو نہ کوئی چُرا سکتا نہ مُول لے سکتا ہے - اور نہ ہی برباد کر سکتا ہے - اسلئے اس کے حصُول میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے +

۴۴ - طالب علم کو آرام کہاں - آرام کے خواہشمند کو عِلم کہاں - اسلئے عِلم کا خواہشمند آرام چھوڑ دے - اور آرام کو پیار کرنے والے سے عِلم چھوٹ جاتا ہے +

۲۸-چیونٹی کے پاس جاؤ اور اُس سے سبق حاصل کرو۔ اُس کی کوئی نگرانی نہیں کرتا۔ لیکن پھر بھی وُہ اپنے لئے گرمی میں سامان جمع کر لیتی ہے اور سردیوں میں آرام سے کھاتی ہے +

۲۹- اسبات کو یاد رکھو کہ کہاں خرچ کرنا چاہئے اور کہاں بچانا چاہئے۔ اور کب کسی چیز کو خریدنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے تم کبھی بھُوکے نہ رہوگے +

۳۰- جو آدمی چھوٹی چھوٹی چیزوں کو لاپرواہی سے دیکھتا ہے۔ اُسکا آہستہ آہستہ سرناش ہوجاتا ہے۔ اسلئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمکو سُکھ ملے۔ تو چھوٹی چھوٹی چیزوں کی بھی حفاظت کرو +

۳۱- محنت سے دھن پیدا ہوتا ہے۔ ہوشیاری سے محفوظ رہتا ہے۔ جو آدمی اپنے کام کو محنت سے کرتا ہے۔ لیکن ہوشیاری سے اُس کی حفاظت نہیں کرتا وُہ ایک ہاتھ سے کماتا اور دوسرے سے پھینکتا جاتا ہے +

۳۲- قرض کبھی مت لو۔ ہمیشہ حساب سے خرچ کرو۔ قرض لیکر خرچ کرنے سے آدمی کی عزت کبھی نہیں بڑھتی +

۳۳- قرض بُری بلا ہے۔ یہ بے ایمانی ۔مکاری جھُوٹ ۔فریب اور فکر ان پانچ کو پیدا کرنے والی ہے۔ باعزت سے باعزت آدمی کو ایک لمحہ میں بے عزت کردینا اِسکا معمولی کام ہے +

۳۴- اگر تمہارے پاس دھن ہے ۔ لیکن تم اُسکو اچھی طرح خرچ کرنا نہیں جانتے تو وُہ دھن تمہارے سر پر ایک بوجھ ہے۔ جو مرتے وقت ہی اُتریگا +

۳۵- بُری طرح سے پیدا کرکے دان دینے کی نسبت نہ دینا ہی اچھا ہے +

۳۶- گُن۔ کرم اور سُوبھاو سے آدمی کو چھوٹا بڑا سمجھو۔ اعلےٰ خاندان میں پیدا ہونے سے ہی کوئی اعلیٰ نہیں کہلا سکتا۔ اعلیٰ وہی ہے جو عمدہ اور نیک کام کرتا ہے

اُس کا رنج و فکر نہیں کرتا۔ اور مُصیبت آنے پر جو گھبراتا نہیں ہے۔ وہی پنڈت ہے +

۵۱۔ جو بہت دولتمند ہو کر اور سا ایشوریہ کو حاصل کر کے گھمنڈی اور مغرور نہیں ہوتا ہے۔ وہی پنڈت ہے +

۵۲۔ عقلمند آدمی فضول بکواس کرنے والے آدمیوں کے اچھے بُرے الفاظ سُنکر صرف اچھی باتوں کو ہی حاصل کرتے اور بُری کو تیاگ دیتے ہیں جیسے ہنس دُودھ کو حاصل کر لیتا اور پانی کو چھوڑ دیتا ہے +

۵۳۔ عالم ہی دوسرے عالم کی محنت اور لیاقت کو جان سکتا ہے بےعلم نہیں۔ جیسے لڑکا پیدا کرنے کی تکلیف اُسکو پیدا کرنے والی ہی جان سکتی ہے۔ بانجھ نہیں +

۵۴۔ بے وقوف اپنے گھر میں ہی عزت کو حاصل کرتا ہے۔ گاؤں کا چودہری اپنے گاؤں میں ہی عزت کو حاصل کرتا ہے۔ راجہ اپنے مُلک میں ہی عزت کو حاصل کرتا ہے لیکن عالم تمام جگہ عزت حاصل کرتا ہے +

۵۵۔ دوسری عورتوں کو جو اپنی ماتا کی طرح سمجھتا ہے۔ دوسروں کی دولت کو جو مٹی کے ڈھیلے کی طرح سمجھتا ہے۔ اور تمام جانداروں کو جو اپنی طرح سمجھتا ہے۔ وہی پنڈت ہے +

۵۶۔ بیوقوف آدمی ہاتھی گھوڑوں اور رتھوں پر چڑھکر کیوں نہ سیر کریں۔ اور عالم و دانا آدمی پیدل بھی کیوں نہ چلیں۔ تب بھی بیوقوف لوگ عالم کی برابری نہیں کر سکتے۔ جیسے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے کوے کنارے پر بیٹھے ہوئے راج ہنسوں کی برابری نہیں کر سکتے +

۵۷۔ سچائی۔ نیک اعمالی اور نیک خیالی۔ عقلمندی۔ دوسروں کو

۴۵ - علم ہی آدمی کو شہرت دیتا اور اسکو بڑھاتا ہے۔ تمام مال و دولت تباہ ہو جانے پر علم ہی آدمی کو سہارا دیتا ہے۔ اور تمام خواہشات کو پورا کرنے کی اسی میں طاقت ہے۔ اپنے دوستوں اور اپنی عورت و اولاد وغیرہ کی جدائی میں یہی دل کو خوشی دینے والی ہے اور یہی انسان کی تیسری آنکھ ہے۔ علم ہی کی وجہ سے عزت ملتی اور اپنے خاندان کی شہرت پھیلتی ہے۔ یہی انسان کو عمدہ طور سے مزین کرنے والا زیور ہے۔ اس لئے سب طرف سے خیال کو ہٹا کر علم حاصل کرنے میں دل لگاؤ۔

۴۵ - طالب علم کو چاہیئے۔ کہ وہ سستی۔ نشیلی چیزوں کا استعمال۔ اپنے گھر میں موہ۔ چنچلتا۔ پڑھنے سے دل ہٹا کر فضول ارادوں میں لگے رہنا اپنی تعلیم میں ناغے کرنا۔ اور غرور۔ ان ساتوں عیوب کو چھوڑ دیوے۔ کیونکہ ان کے چھوڑے بغیر علم حاصل نہیں ہو سکتا۔

۴۶ - جو نیک افعال کو کرتا ہے۔ اور بد افعال کو چھوڑ دیتا ہے۔ جو شردھا سے ایشور بھگتی میں من کو لگائے ہوا ہے۔ وہی پنڈت ہے۔

۴۷ - جو اپنی عزت ہونے پر پھولتا نہیں ہے (بے جا غرور نہیں کرتا) اور بے عزتی ہونے پر دکھی نہیں ہوتا۔ اور جو سمندر کی طرح گمبھیر ہوتا ہے وہی پنڈت ہے۔

۴۸ - جو پہلے ہی سوچ وچار کر نتیجے سے آگاہ ہو کر کام کرتا ہے۔ جو کام کے ادھین نہیں ہوتا۔ اور جس نے اپنے آپ کو قابو کر لیا ہے وہی پنڈت ہے۔

۴۹ - جسکے وچارے ہوئے کام کو گرمی۔ سردی۔ محبت۔ خوف۔ دولت اور غربت بگاڑ نہیں سکتیں۔ وہی پنڈت ہے۔

۵۰ - حاصل نہ ہو سکنے والی چیز کی جو خواہش نہیں کرتا۔ جو چیز بگڑ چکی ہے

کے لئے ہی ہوتا ہے ✦

۶۳ - جسکو اپنی عقل نہیں - اُسکو اچھی اور اعلےٰ کتابیں کیا کر سکتی ہیں جیسے اندھے پُرش کو شیشہ کیا کر سکتا ہے ؟

۶۴ - جو بغیر بُلائے دوسرے کے ہاں جاتا ہے - بغیر کچھ پُوچھے کے ہی بہت بولنے لگتا ہے - اور جن پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے - اُن پر بھروسہ کرتا ہے وہی مُورکھ نیچ کہا گیا ہے ✦

۶۵ - جو بغیر تعلیم حاصل کرنے کے بڑا بننے کی خواہش کرتا ہے - کنگال ہوکر بڑی بڑی عیش وعشرت کی خواہش کرتا ہے - اور بغیر محنت کئے جود ولت کو چاہتا ہے - عقلمند آدمی اُسی کو بے وقُوف کہتے ہیں ✦

۶۶ - جو دُشمن کو دوست بناتا ہے - دوست کے ساتھ دُشمنی کرتا ہے اور بُرے کاموں کو کرتا ہے - اُسی کو بے وقُوف کہا گیا ہے ✦

۶۷ - جو خود مُلزم ہوکر دُوسرے کو الزام دیتا ہے - اور کمزور ہوکر غصہ کرتا ہے - وُہ آدمی پرلے درجے کا بیوقُوف اور نیچ کہلاتا ہے ✦

۶۸ - وُہ ماتا شتُر اور پتا بیری ہے - جنہوں نے اپنے لڑکے کو نہیں پڑھایا کیسی سبھا میں وُہ لڑکے اِس طرح شوبھا نہیں پاتے جسطرح ہنسوں کے درمیان بگلا خوبصُورت نہیں معلوم ہوتا ✦

۶۹ - حمل گِر جانا اچھا - رِتو کال میں عورت کی صُحبت نہ کرنا اچھا - پیدا ہوتے ہی مر جانا اچھا - لڑکیوں کا پیدا ہونا ہی اچھا اور عورت کا بانجھ رہنا ہی اچھا ہے - لیکن بے عِلم اور جاہل لڑکا پیدا ہونا اچھا نہیں - چاہے وُہ خوبصُورت اور دھن وان کیوں نہ ہو ✦

۷۰ - جس ماتا کے لڑکے کی گنتی اعلےٰ آدمیوں اور گُنی والوں میں نہیں ہوتی اگر

دِق نہ کرنا۔ بزرگوں اور عالموں کو نمسکار اور ستکار کرنا حلیمی اور عُمدہ عادات کو جو اپنے من میں داخل کرتا ہے۔ وہی بزرگ اور عالم ہے بجز صرف بالوں کو سفید کر لینے اور علم کو پڑھ لینے سے نہ تو بزرگ بن سکتا ہے۔ اور نہ عالم ہی کہلا سکتا ہے ÷

۵۸۔ آدمی کو چاہیئے۔ کہ اچھا یا بُرا کوئی سا کام کرنیسے پہلے اُس کے انجام کو ضرور سوچ لیوے۔ کیونکہ بغیر سوچے سمجھے کرنے سے جب کام بگڑ جاتا ہے تو اُس کا خیال ہمیشہ من کو بے چین کرنے کا باعث ہوتا ہے ÷

۵۹۔ اے مغرور دولتمند تو اپنی دولت کے نشے میں آکر وید۔ شاستر کے راز اور اُن کی فلاسفی کو جاننے والے پنڈتوں کا اپمان (ستک) مت کرو۔ کیونکہ اُن کے آگے تنکے کی مانند تمہاری دولت اُن کو اپنے ارادوں سے نہیں روک سکتی۔ جیسے مست ہاتھی کو کنول پھول کی ڈنڈیاں آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتیں ÷

٦۰۔ بیوقوفوں کی چھ نشانیاں :۔ مغرور ہونا۔ سخت اور کڑوے الفاظوں کو بولنا۔ احسان فراموش ہونا۔ خواہ مخواہ لڑائی کو پیدا کرنا۔ جھوٹا بولنا عورت کے کہنے کے مطابق بنا وچار سے کام کر لینا۔ جس میں یہ چھ نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ وہی مُورکھ ہیں ÷

٦۱۔ پہاڑوں کی غاروں میں۔ جنگلی جانوروں کے ساتھ رہنا اچھا ہے لیکن بیوقوف آدمی کے ساتھ بڑے بڑے عیش وعشرت کے محل میں بھی رہنا اچھا نہیں ÷

٦۲۔ بیوقوفوں کو نصیحت غصہ بڑھانے کیلئے ہی ہوتی ہے۔ شانتی حاصل کرنے کے لئے نہیں۔ جیسے سانپ کو دُودھ پلانا۔ زہر کو بڑھانے

نہیں ہوتے۔ اور جوان ہونے پر بھی جو چنچل نہیں ہوتے۔ وہی آدمی ہیں۔ جو بڑی سے بڑی عزّت کو حاصل کرتے ہیں +

۷۸۔ دولتمند ہو کر وچاروان ہونا۔ عالم ہو کر حلیم ہونا حکومت کو پاکر نرم دل ہونا یہ نشان مہاتماؤں کے ہیں +

۷۹۔ دوسروں کے عیب کہنے میں گونگا۔ دوسری عورتوں کو بدنظر سے دیکھنے کے لئے اندھا۔ اور جو دوسروں کا دھن چرانے میں لُنجا ہے وہی ایسا مہاتما ہے جسکی پیدائش پر سرزمین فخر کرتی ہے +

۸۰۔ بار بار گھسنے پر چندن خوشبو دیتا ہے۔ بار بار کاٹنے پر گنّا میٹھا رس دیتا ہے۔ بار بار آگ میں تپانے پر سونا چمکیلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے نیک آدمی بار بار تکلیف اُٹھانے پر بھی اپنے سُوبھاو کے مطابق نیکی ہی کرتے ہیں +

۸۱۔ بُرا آدمی دوسرے کی نِندا کئے بغیر خوش نہیں ہوتا جیسے کوا تمام اچھّی چیزوں کو کھاتا ہوا بھی گندگی کھائے بغیر خوش نہیں ہوتا +

۸۲۔ بُرا اور بدمعاش دوسرے کی سرسوں کے دانے کی مانند چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو دیکھتا ہے لیکن اپنے بِل جیسے موٹے موٹے عیوب کو نہیں دیکھتا +

۸۳۔ بُرے آدمی اور کانٹے سے بچنے کے دو ہی طریقہ ہیں۔ جُوتے سے مُنہ توڑنا یا دُور سے ہی الگ رہنا +

۸۴۔ دوسرے کا عیب ظاہر کرنے اور نِندا کرنے میں بد آدمی دس مُنہ والے دوسرے کا دوش دیکھنے میں ہزار آنکھ والے دوسروں کی دولت چُرانے کے لئے ہزار بازوؤں والے ہو جاتے ہیں۔ اِسلئے جو اپنا بھلا چاہتا ہے

اُس ماتا کو بھی پُتر والی کہیں۔ تو پھر بانجھ کس کو کہیں گے +

۷۱۔ عالم اور گُن وان ایک لڑکا پیدا ہونا ہی اچھا۔ لیکن بے علم اور بیوقوف ہزار بھی اچھے نہیں۔ جیسے ایک ہی چندرماں سارے اندھیرے کو دُور کر دیتا ہے۔ لیکن لاکھوں تارے کسی کام کے نہیں +

۷۲۔ مُصیبت آنے پر صبر و استقلال کو قائم رکھنا۔ مال و دولت اور دوسری تمام برکتوں کو حاصل کرنے پر حلیم الطبع ہونا۔ مجلس میں بات کرنے کے ڈھنگ کی عمدگی۔ لڑائی میں بہادری۔ یش میں پریتی۔ اچھی کتابوں کا مطالعہ۔ نیک آدمیوں میں یہ صفات عادتاً پائی جاتی ہیں +

۷۳۔ عیش و عشرت کے وقت نیک آدمیوں کا دِل کنول پھول کی طرح نرم ہوتا ہے لیکن مُصیبت کے وقت بڑے بڑے چٹانوں کے پتھر کی مانند سخت ہو جاتا ہے +

۷۴۔ نیک آدمی جو من میں سوچتے ہیں۔ وہی زبان سے بولتے ہیں۔ جیسا بولتے ہیں ویسا ہی کرتے ہیں لیکن بُرے آدمی فریب اور دھوکہ دہی میں اپنی زندگی تباہ کرتے ہیں +

۷۵۔ جو بہت دھن وان ہو کر پھولتا نہیں ہے۔ مُصیبت پڑنے پر جو دُکھ سے گھبراتا نہیں ہے۔ جو لڑائی میں دلیرانہ کام کرتا ہے۔ ایسے مہان آتما کو وِرلی ماتا ہی جنم دیتی ہے +

۷۶۔ اپنی صفات اور دوسرے کی بُرائیوں کے ظاہر کرنے میں۔ دوسروں سے کچھ مانگنے میں۔ اور اپنے پاس آئے ہوئے بھکھاری کی بے عزتی کرنے میں نیک اور سجن آدمی کی زبان گونگی ہوتی ہے +

۷۷۔ دولتمند ہو کر بھی جو مغرور نہیں ہوتے۔ طاقت ہونے پر بھی جو بدمست

سب وش ہو جاتے ہیں۔

۹۰۔ او بیوقوف اور مغرور دولتمند۔ مصیبت زدہ آدمی کو دیکھ کر تو کیوں ہنستا ہے۔ دولت ہمیشہ قائم نہیں رہتی۔ جا اور جا کر چلتے ہوئے ہرٹ کو دیکھ کہ اُس کی بھری ہوئی ٹنڈیں (کرواے) خالی ہوتی جاتی ہیں۔ اور خالی بھرتی جاتی ہیں۔" اسی طرح دولت کے چکر کو سمجھو۔ اور اس سے اندھے ہو کر دوسروں کو پاؤں تلے کچلنے کی کوشش مت کرو"۔

۹۱۔ فوراً زندگی کو ختم کر دینے والا تیز زہر کھا لینا اچھا ہے۔ لیکن تیوڑی چڑھائے ہوئے ٹیڑھے مُنہ والے مغرور اور اندھے دولت مند کو دیکھنا اچھا نہیں۔

۹۲۔ جو دولت تم ہر روز اپنے استعمال میں لاتے ہو۔ اور جو تم نیک آدمیوں اور دوستوں کی ضروریات کے پورا کرنے میں خرچ کرتے ہو۔ دراصل وہی تمہارا دھن ہے۔ اسکے سوا جو تمہاری دولت ہے۔ اُس کو دوسروں کے لئے حفاظت کرتے ہو۔

۹۳۔ جو دان کرتا ہے۔ اور جو خود استعمال کرتا ہے۔ وہی دولت مند کی دولت ہے باقی دولت اُس کی نہیں۔ بلکہ دوسروں کی ہے۔

۹۴۔ عقلمند آدمی کو چاہئے۔ کہ وہ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو خوش کرتا ہے۔ یہی ایشور پوجن ہے۔

۹۵۔ لالچ سے غصہ پیدا ہوتا ہے۔ لالچ سے خواہشات بڑھتی ہیں۔ لالچ ہی موہ کو پیدا کرتا ہے۔ آدمی کو تباہ کرنے۔ گرانے اور پاپ کرانے کا باعث بھی یہی لالچ ہے۔

۹۶۔ لالچی اپنے ماں۔ باپ۔ لڑکے۔ رشتہ دار۔ دوست اور اپنے سگے بھائی کو بھی مار ڈالتا ہے۔

۹۷۔ لالچ سے عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ اور لالچ سے ہی خواہشات بڑھ جاتی ہیں۔

وُہ اپنے آپ کو اِن کی صُحبت سے الگ رکھے۔ اور اِن بُری عادتوں کو اپنے اندر داخل نہ کرے۔

۸۵۔ قابلِ تعظیم آدمیوں کی نِندا کرنا۔ دُکھی کو دیکھکر ہنسنا۔ اپنے تعلق دار و کو دُکھی کرنا۔ اپنے سے بڑوں کے ساتھ دُشمنی کرنا۔ غریبوں کی بے عزتی کرنا پناہ گیروں پر حُکم کرنا۔ پوشیدہ بات کو ظاہر کرنا۔ دیر تک دُشمنی کو قائم رکھنا صفات کو چھوڑ دینا اور بُرائیوں کو حاصل کر لینا۔ یہ بدمعاشوں کی فطرت ہے۔

۸۶۔ اعلےٰ آدمی وُہ ہیں۔ جو اپنے فائدے نُقصان کو نظر انداز کر کے دُوسرے کا فائدہ کرتے ہیں۔ درمیانے وُہ آدمی ہیں۔ جو جہاں تک دوسرے کا بھلا کرتے ہیں۔ جہاں تک اُن کا اپنا نقصان نہ ہو۔ نیچے آدمی وُہ ہیں جو اپنے فائدے کے سامنے دوسرے کے نقصان کو نہیں دیکھتے۔

۸۷۔ بُرے آدمیوں کی دوستی پہلے بڑھتی ہے۔ پھر تھوڑی تھوڑی گھٹتی جاتی ہے۔ اور پھر بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن نیک آدمیوں کی دوستی پہلے تھوڑی۔ پھر آہستہ آہستہ بڑھتی جاتی ہے۔ اور پھر نہایت ہی مضبوط ہو جاتی ہے۔

۸۸۔ دھن ہیں (غریب) آدمی کو دوست۔ لڑکے اور عورت سبھی گھر کے آدمی اور تعلق دار چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن دھن وان ہونے پر یہ سب پھر واپس آجاتے ہیں۔ سچ ہے۔ اِس دُنیا میں دھن ہی آدمی کا دوست ہے۔

۸۹۔ ماتا نِندا کرتی ہے۔ پتا خوش نہیں رہتے۔ بھائی بات نہیں کرتے۔ نوکر غُصہ کرتا ہے۔ لڑکا حکم نہیں مانتا۔ عورت پیار نہیں کرتی۔ روپیہ مانگیگا۔ اسخیال سے دوست بھی پاس نہیں آتے۔ اسلئے پیارے دھن اکٹھا کرو۔ دولت سے ہی

۱۰۶- جو پروپکار سے خالی ہیں۔ لعنت ہے ایسے آدمیوں پر اُن سے حیوان ہی اچھے ہیں۔ کہ جن کا چمڑا ہی دوسروں کے کام آتا ہے۔

۱۰۷- سنتوش رُوپ امرت سے ترپت۔ شانت چت پرشوں کو جو سُکھ ہے وُہ اِدھر اُدھر دوڑنے والے دولت کے لالچیوں کو ہرگز نہیں مل سکتا۔

۱۰۸- اعضا کمزور ہو گئے۔ سر کے بال سفید ہو گئے۔ مُنہ میں دانت نہیں رہے جسم بوڑھا ہو گیا۔ اور لاٹھی لے کر چلنے لگے۔ تو بھی خواہشات پیچھا نہیں چھوڑتیں۔

۱۰۹- دن۔ رات۔ صبح۔ شام موسم خزاں و بہار برابر گذر رہے ہیں۔ وقت بھاگا ہؤا جا رہا ہے۔ عُمر گذرتی چلی جاتی ہے۔ تو بھی خواہشات ستانے سے باز نہیں آتیں۔

۱۱۰- خوبصورت عورت کی ٹیڑھی چتوَن جسکو گھائل نہیں کرتی۔ غصّہ کی آگ جسکو نہیں جلاتی۔ دُنیا کے عیش عشرت کی خواہش جسکو اپنی طرف نہیں کھینچتی۔ وُہی "دھیر پرش" تینوں لوکوں کو جیتتا ہے۔

۱۱۱- نیتی کے جاننے والے آدمی چاہے نندا کریں۔ یا تعریف کریں۔ دولت آجاوے یا سب کی سب چلی جاوے۔ آج موت ہو جاوے یا ہزاروں برسوں کی زندگی مل جاوے۔ لیکن صابر انسان (دھیر پرش) اپنے مقرر کئے ہوئے درست راستے کو نہیں چھوڑتے۔

۱۱۲- پھُولوں کی طرح مہاتماؤں کی بھی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں۔ کہ یا تو تمام لوگوں کے سر پر رہنا (یعنی سب سے عزت کو حاصل کرنا) یا ایکانت میں اپنی آتمک اُنتی کرتے ہوئے نشٹ ہو جانا۔

۱۱۳- کبھی زمین ہی بستر ہے۔ تو کبھی مخملی گدیلوں سے سجے ہوئے پلنگ پر آرام کرتے ہیں۔ کبھی جو کی روٹی ہاتھ پر لیکر کھاتے ہیں۔ تو کبھی سونے چاندی کے

خواہشات کے بڑھ جانے سے آدمی اِس لوک اَور پرلوک میں ہمیشہ دُکھی رہتا ہے۔

۹۸۔ یہ اپنا ہے اَور یہ پرایا ہے۔ ایسا چھوٹا خیال چھوٹے دل کے آدمیوں کا ہوتا ہے۔ وسیع الخیال والوں کو تو سارا سنسار ہی ان کا گھر ہے۔

۹۹۔ اچانک دولت کو حاصل کر کے جو نہ بھوگنے کی خواہش کرتا ہے۔ اَور نہ پرلوک سُدھارنے کی وہ بیوقوف سانپ کی طرح اِس کی صرف حفاظت کرنیوالا ہوتا ہے۔

۱۰۰۔ "مجھے کچھ دو"۔ جب یہ الفاظ آدمی کے مُنہ سے نکلتے ہیں۔ تو اُس کے اندر بیٹھے ہوئے پانچ دیوتا "لکشمی"۔ "شرم"۔ "عقل"۔ "صبر"۔ اور "تیش"۔ اسکے مُنہ سے نِکل جاتے ہیں۔

۱۰۱۔ تنکے سے بھی ہلکی روئی ہوتی ہے۔ اور روئی سے بھی ہلکا مانگنے والا ہوتا ہے۔ اگر یہ کہا جاوے۔ اِس کو پھر ہوا کیوں نہیں اُڑا لیجاتی۔ تو اس کا باعث صرف یہہ ہے۔ کہ "یہ مجھ سے بھی مانگیگا"۔ ایسا سمجھکر ہوا منگتے کو نہیں اُڑاتی۔

۱۰۲۔ تیز چھُری سے زبان کے دو ٹکڑے کر دینا اچھا ہے۔ لیکن عزت کھو دور کرنیوالے "مجھے کچھ دو"۔ ایسا کہنا اچھا نہیں۔

۱۰۳۔ اگر داتا مانگنے والے کے اُس دُکھ کو محسوس کرلے۔ جس سے پریرا ہوا وہ مانگتا ہے۔ تو اپنا سب کچھ بھی دے ڈالے۔

۱۰۴۔ جس طرح پھلوں سے درخت جھُک جاتے ہیں۔ زیادہ پانی کے بھر جانے سے بادل بھی زمین پر جھک جاتے ہیں۔ اِسی طرح نیک آدمی دولت اَور حکومت پاکر اندھے نہیں ہوتے۔ بلکہ نرم دِل اَور حلیم بن جاتے ہیں۔

۱۰۵۔ جس طرح ندیاں اپنا پانی آپ نہیں پیتیں۔ درخت اپنے پھلوں کو آپ ہی نہیں کھاتے۔ کھیت اپنے اناج کو آپ ہی نہیں کھاتے۔ اسی طرح نیک آدمیوں کی دولت۔ شہرت اَور حکومت اپنے لئے ہی نہیں ہوتیں۔

۱۲۲- محنت اور کوشش سے ہی کام ہوا کرتے ہیں خیال کرنے سے ہی کام پورے نہیں ہو سکتے۔ جیسے سوئے ہوئے شیر کے منہ میں اپنے آپ ہی ہرن نہیں چلے جاتے۔

۱۲۳- بھاگیہ بھروسے جو رہے۔ سو پاچھے پچھتائے
کام بگاڑے آپنوں۔ جگ میں ہوت ہنسائے

۱۲۴- محنتی آدمی کو ہی دولت مل سکتی ہے۔ آلسی اور تیچ آدمی ہی بھاگیہ کا آسرا لیکر بیٹھا کرتے ہیں۔ بھاگیہ کے خیال کو چھوڑ کر محنت کرو۔" اسی سے تم کو اپنے مقصد میں کامیابی ہو گی۔"

۱۲۵- جو کاروبار کو چھوڑ کر اپنی عورت کا ہی منہ دیکھتا رہتا ہے۔ اور گھر میں پڑا سویا کرتا ہے۔ وہ بیوقوف آخر کو غربت کا دُکھ برداشت کرتا ہے۔

۱۲۶- تم ہر روز باقاعدہ کام کرتے رہو۔ کام نہ کرنے سے کام کرنا اچھا ہے۔ اگر تم کام نہ کرو گے۔ تو اپنے جسم کو قائم رکھنا اور اپنا گذارا کرنا بھی مشکل ہو جاویگا۔

۱۲۷- جو آدمی قسمت پر بھروسہ کر کے محنت نہیں کرتا ہے۔ آرام طلبی اور سونے میں اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ وہ بیوقوف پانی میں کچے گھڑے کی طرح نشٹ ہو جاتا ہے۔

۱۲۸- پہلی ناکامیابیوں کو دیکھکر آدمی کو حوصلہ نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ بلکہ آدمی کو مرتے وقت تک کامیابی کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔

۱۲۹- "میں بدقسمت ہوں"۔ "مجھے کامیابی نہیں ہوگی"۔ اس طرح کی باتیں کہتے ہوئے آدمی کو اپنی آپ ہی بے عزتی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس طرح سے مَن کو گرا دینے سے مشکل سے ہی کامیابی ہوا کرتی ہے۔

۱۳۰- خواہشات روپی ندی اچھے اور بُرے دونوں راستوں سے بہتی ہے۔ اسکو

برتنوں میں پُرتکلف کھانا کھاتے ہیں۔ کبھی گدڑی کو اوڑھے ہوئے ہیں۔ تو کبھی لباس فاخرہ زیب تن کئے ہیں۔ اسی طرح مہاتما اور کام کرنے والے اُودار آدمی دُکھ سُکھ کی پرواہ نہیں کرتے۔

۱۱۴۔ جینے کا نہ اندوہ نہ مرنے کا ذرا غم	یکساں ہے اُنہیں زندگی اور موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ ایکدم	شب کی نہ مصیبت نہ کہیں روز کا ماتم

دن رات گھڑی پہر مہ و سال ہیں خوش ہیں
پُورے ہیں وُہ مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

۱۱۵۔ پُرش میں اگر صفات ہیں تو وُہ آپ ہی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ جیسے کستوری کی خوشبو قسم کھانے سے بھی مٹائی نہیں جا سکتی۔

۱۱۶۔ جسم اور صفات کا بہت فرق ہے۔ کیونکہ جسم مر جانے والا ہے۔ لیکن صفات سدا بنی رہتی ہیں

۱۱۷۔ آدمی کو ہمیشہ اپنے اندر صفات کو اکٹھا کرتے رہنا چاہیئے۔ صاحب کمال اگر غریب بھی ہو۔ تو بھی امیر اُس کی برابری نہیں کر سکتے۔

۱۱۸۔ بڑے باپ کا بیٹا ہونے سے ہی پُوجا نہیں جاتا۔ صفات کے ہونے سے ہی ادھکار اور عزّت کو حاصل کرتا ہے۔

۱۱۹۔ جس کی جیسی دیوتاؤں میں پرم بھگتی ہے۔ اور ویسی ہی اپنے گُورو میں بھی ہے اُسی مہاتما کو تمام قسم کی سِدھی سمردھی پراپت ہوتی ہے۔

۱۲۰۔ قسمت کے بھروسے پر محنت کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ کیونکہ محنت کئے بغیر کوئی تِلوں سے تیل نہیں نکال سکتا۔

۱۲۱۔ چلتی ہوئی چیونٹیوں کی قطار سمندر تک جا پہنچتی ہے۔ لیکن بغیر چلے گرڑ بھی ایک پاؤں آگے نہیں چل سکتا۔

چیزیں اختیار میں ہیں۔

۱۳۹۔ اپنا خاندان تھوڑا ہونے پر بھی اتفاق کی بڑی ضرورت ہے۔ اور وہ بڑا مفید ہے۔ کیونکہ اکیلا درخت بڑا اور مضبوط ہونے پر بھی۔ سخت آندھی کے جھونکوں کو نہ برداشت کرتا ہوا جڑ سمیت اُکھڑ جاتا ہے

۱۴۰۔ جس طرح تالاب میں اکٹھے رہتے ہوئے کنول پھول بڑھتے ہیں۔ اِسی طرح سے آپس میں ملاپ اور اتفاق کرنے سے خاندان اور قومیں بڑھا کرتی ہیں۔

۱۴۱۔ خاوند بیوی میں۔ باپ لڑکے میں۔ بہن بھائی میں۔ دوست دوست میں بھائی بھائی میں۔ اُستاد شاگرد میں جو اتفاق ہے اُس کو کبھی نہیں توڑنا چاہیئے۔

۱۴۲۔ کشما (معافی) کمزوروں کا زور اور زور والوں کا زیور ہے۔ کشما دُنیا میں دُوسروں کو قابو کرنے والا منتر ہے۔ کونسی بات ہے جو کشما حاصل نہیں کر سکتی۔

۱۴۳۔ کشما کی تلوار جس کے ہاتھ میں ہے۔ بدمعاش اُس کا کیا کر سکینگے۔ جہاں گھاس وغیرہ کوئی سامان نہیں ہے۔ اگر وہاں آگ گرے۔ تو وہ خود بخود ہی بجھ جاتی ہے

۱۴۴۔ عقلمند آدمی کو سچّا۔ نرم اور میٹھا اور دوسروں کا بھلا کرنے والا لفظ بولنا چاہیئے۔ لیکن اپنی تعریف اور دوسروں کی نندا یہ چھوڑ دینی چاہیئے۔

۱۴۵۔ جھوٹ بولنا وشواس کا مول کارن ہے۔ بُری خواہشات کا گھر ہے۔ سمردھی کا ناش کرنے والا ہے۔ مصیبت کو لانے کا باعث ہے۔ گنہگار بنانے والا ہے۔ اِسی لئے نیک آدمیوں نے اُس کو دُور سے ہی سلام کیا ہے۔

۱۴۶۔ جس کے گنوں کی دوسرے لوگ تعریف کرتے ہیں۔ وُہ آدمی اگر نِرگُن بھی ہو تو بھی گُن وان کہلاتا ہے۔ اور جو اپنی صفات کو آپ ہی بتلانے والا ہے۔ یعنی اپنے منہ آپ ہی میاں مٹھو بننے والا ہے۔ وُہ اگر اِندر بھی ہو۔ تو بھی حقارت

اپنی محنت اور کوشش سے اچھے راستہ پر ہی لے جانا چاہیئے۔

۱۳۱۔ کچھ لوگ جہالت سے تباہ ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ لاپرواہی سے تباہ ہوئے ہیں اور کئی آدمی اپنی علمیت کے غرور میں ہی تباہ ہوئے ہیں۔ اور کئی آدمیوں کو دوسرے بگڑے ہوئے آدمیوں نے بگاڑ دیا ہے۔

۱۳۲۔ آنے والی تکالیف کا علاج سوچ وچار کر پہلے ہی کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ گھر میں آگ لگ جانے پر کنواں کھودنا بے فائدہ ہے۔

۱۳۳۔ اِس منشیہ شریر (جسم انسانی) سے ایسے کام کرنے چاہیئیں۔ جو لوک پرلوک کے کلیان کرنے والے ہوں۔ اِن کے علاوہ دوسرے برے کام ہرگز نہیں کرنے چاہیئیں۔

۱۳۴۔ کوئی بھی یہ نہیں جانتا۔ کہ کل کس کو کیا ہوگا۔ اسلئے عقلمندوں کو واجب ہے، کہ وہ کل کے کرنے والے کام کو آج ہی کر لیوے۔

۱۳۵۔ محنت۔ حوصلہ۔ صبر۔ عقل۔ طاقت اور دلیری جس آدمی میں یہ چھ باتیں رہتی ہیں۔ اُس کی دیوتا بھی مدد کرتے ہیں۔

۱۳۶۔ تھوڑی عقل والے بیوقوف آدمی چھوٹے سے کام کو شروع کرتے ہیں۔ اور گھبرا جاتے ہیں۔ لیکن عقلمند آدمی صبر اور اِستقلال کے ساتھ بڑے بڑے کاموں کو شروع کرتے ہیں۔ اور گھبراتے نہیں ہیں۔

۱۳۷۔ آدمی کو چاہیئے۔ کہ وہ دولت کے حاصل کرنے کی خواہش کرے جو دھن اُس کو مل چکا ہے۔ اُس کی اچھی طرح حفاظت کرلے۔ اور حفاظت کیا ہوا دھن نیک کاموں میں خرچ کرے۔

۱۳۸۔ سست کو علم کہاں اور بے علم کو دھن کہاں۔ نردھن (غریب) کے دوست کہاں اور دوستوں کے بغیر سُکھ کہاں۔ مطلب یہ ہے کہ محنت کے ہی سبب

۱۵۵۔عقل کی کمی کو ذایل کرتی ہے۔زبان کو سچائی کی طرف جھکاتی ہے۔عزت اور ترقی کو زیادہ کرتی ہے۔پاپوں کو دور کرتی ہے۔من کو خوش کرتی ہے۔چاروں طرفوں میں شہرت اور یش کو پھیلاتی ہے۔اور کونسا فائدہ ہے۔جس کو نیک اور اعلےٰ آدمیوں کی سنگتی آدمی کے لئے مہیا نہیں کرتی۔

۱۵۶۔پیارے۔تم نیک آدمیوں کی ہی صحبت کرو۔اور بُرے آدمیوں کی صحبت کو فوراً چھوڑ دو۔کیونکہ اچھا آدمی بھی بُری صحبت سے نندا کو پراپت کرتا ہے۔جیسے وِدھوا عورت کے سر پر سندھور شوبھا کو پراپت نہیں ہوتا۔

۱۵۷۔تھوڑی بھی بُرے آدمیوں کی سنگتی بھلے آدمیوں کی عمدہ صفات کو دور کرنے کا باعث ہوتی ہے۔جیسے دودھ کانجی کے تھوڑے سے ملاپ سے ہی گنوں کو چھوڑ دیتا ہے۔اور خراب ہو جاتا ہے۔

۱۵۸۔جس طرح گوالے کے برتن میں پڑی ہوئی شراب کو بھی لوگ دودھ سمجھتے ہیں۔اور کلال کے برتن میں پڑے ہوئے دودھ کو بھی لوگ شراب سمجھتے ہیں۔اسی طرح سے نیک آدمیوں کی صحبت سے تم اچھی شہرت کو اور بُرے آدمیوں کی صحبت سے بُری شہرت کو حاصل کروگے۔

۱۵۹۔برے آدمی کی دوستی جڑ کی طرف سے گنا چوسنے کی مانند ہوتی ہے۔جیسے گنے کی مٹھاس درجہ بدرجہ کم ہوتی ہوئی آگے پر آکر ختم ہو جاتی ہے۔اسی طرح دُرجن کی دوستی پہلے بہت گاڑھی اور بتدریج کم ہوتی ہوئی بالکل زائل ہو جاتی ہے۔

۱۶۰۔جس طرح دونوں ہاتھ جسم کی حفاظت کرتے ہیں۔دونوں پلک دونوں آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں۔اسی طرح جو بغیر کسی غرض کے "نشکپٹ بھاؤ" سے محبت کرے۔وہی سچے معنوں میں "دوست" کہلاتا ہے۔

کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

۱۴۷۔ دوسروں کو اُپدیش دینے کا کام ہی مت کرو۔ بلکہ اپنے چلن کو ہی درست کرنے اور من کو شُدھ کرنے کی رات دن کوشش کرو۔

۱۴۸۔ سبھا میں ایسے الفاظ بولنے چاہئیں۔ جو کہ اپنے۔ پرائے۔ پنڈت۔ مورکھ۔ اور اپنے سے حسد کرنے والے سب کو اپنی طرف کھینچ سکیں۔

۱۴۹۔ چندن کی نزدیکی سے جیسے دوسرے درختوں میں بھی خوشبو آجاتی ہے۔ ویسے ہی نیک آدمیوں کی صحبت سے بُرے آدمی نیک اور دھرماتما بن جاتے ہیں۔

۱۵۰۔ دنیا میں چندن ٹھنڈا ہے۔ چندن سے بھی چاند شیتل ہے۔ چاند اور چندن ان دونوں سے من کو شیتل کرنے والی مہاتما اور بھلے آدمیوں کی صحبت ہے۔

۱۵۱۔ بدچلن اس دنیا میں بدنام ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ دُکھ اُٹھاتا ہے۔ بہت سی بیماریوں سے بیمار رہتا ہے۔ اور کم عمر والا ہوتا ہے (منو)

۱۵۲۔ اپنے سے نیچے آدمیوں کی صحبت سے بُدھی نیچ بن جاتی ہے۔ برابر والوں میں بیٹھنے سے برابر رہتی ہے۔ اور اپنے سے اُونچے آدمیوں کی صحبت میں بیٹھنے سے اُونچی اور سریشٹھ ہو جاتی ہے۔

۱۵۳۔ اگر تم نیک۔ اور اپنے سے اعلےٰ آدمیوں کی صحبت میں بیٹھو گے تو ہونہار کہلاؤ گے۔ اور سجن بن جاؤ گے۔ اور اگر بدمعاشوں یا اپنے سے نیچے آدمیوں کی زیادہ صحبت اختیار کرو گے تو گر جاؤ گے۔

۱۵۴۔ گھر میں آئے ہوئے بزرگوں کو نمسکار کرے۔ اور کھڑا ہو کر اُن کو باعزت بٹھلاوے۔ اور ہاتھ جوڑ کر (مؤدبانہ طریقہ سے) خود اُن کے سامنے بیٹھے اور جانے پر کچھ دُور اُن کے پیچھے جاوے (منو)

۱۶۷- پُرلطف گھر ہو۔ عقلمند اور نیک چلن اَولاد ہو۔ میٹھا بولنے والی عورت ہو۔ دھرم سے کمایا ہُوا دھن ہو اپنی عورت میں ہی محبت ہو۔ مہمانوں کی خدمت ہو بھلے اَور نیک آدمیوں کی صُحبت ہو۔ ایشور بھگتی ہو۔ ایسا گرہستھ آشرم دھنیہ ہے۔ "کیونکہ اَیسا گرہستھ آشرم اس مات لوک میں ہی سورگ لوک ہے"۔

۱۶۸- ایک ہی اچھے پُتر سے شیرنی جنگل میں بے خوف ہوکر آرام کرتی ہے۔ لیکن گدھی بیچاری دس لڑکے پیدا کرکے بھی بوجھا ڈھوتی ہے۔

۱۶۹- رنج و دُکھ کو پیدا کرنے والے بہُت سے لڑکوں کے پیدا کرنے سے کیا خاندان کو روشن کرنے والا اور اُس کو سہارا دینے والا ایک ہی سپُتر اچھا ہے۔

۱۷۰- پیدا ہی نہ ہونیوالا اور پیدا ہو کر مرجانیوالا یہ دونوں ہی لڑکے اچھے۔ لیکن مُورکھ لڑکے کا پیدا ہونا اچھا نہیں۔ کیونکہ یہ دونوں لڑکے ایک ہی دفعہ دُکھ دیتے ہیں۔ لیکن مورکھ پاؤں پاؤں پر یعنی بار بار دُکھی کرتا ہے

۱۷۱- زہر کو زہر نہیں کہا ہے۔ بلکہ قرض کو زہر کہا ہے۔ کیونکہ زہر تو کھانیوالے کو ہی مارتا ہے۔ لیکن قرض پُتر اور پوتروں تک کو دُکھی کرتا ہے۔

۱۷۲- جس کے پیدا ہونے سے خاندان روشن ہوتا اور ترقی کرتا ہے۔ اُسی کا پیدا ہونا اچھا ہے۔ نہیں تو اِس اسار سنسار میں کون مرتا اور پیدا نہیں ہوتا

۱۷۳- شراب پینے سے عقل ماری جاتی ہے۔ عقل ماری جانے سے آدمی پاپی بنتا ہے۔ پاپی آدمی بُری حالت کو پہنچ جاتا ہے۔ اِس لئے شراب کا کبھی استعمال نہ کرو۔

۱۷۴- عقل کو زائل کرتی ہے۔ دماغ میں فتوُر پیدا کرتی ہے۔ جسم کی بناوٹ میں خلل انداز ہوتی ہے۔ صحت کو بگاڑتی ہے۔ اخلاق کو تباہ کرتی ہے۔ رعشہ۔ فالج۔ اردھنگ۔ جنون وغیرہ امراض کو پیدا کرتی ہے۔ اِس لئے

۱۶۱۔ پانی جب دودھ میں شامل ہوا۔ یعنی پانی نے جب دُودھ سے دوستی کی۔ تو دودھ نے اپنے سب گُن (شکل وصورت) اپنے دوست پانی کو دیدیئے۔ دُودھ کو جب آگ پر رکھا گیا۔ اَور اُس کو تاؤ پہنچنے لگا۔ تو پانی نے اپنے دوست کو جلتے ہوئے دیکھکر پہلے خود جلنا شروع کیا۔ جب دُودھ نے دیکھا کہ میرا دوست میرے لئے جل رہا ہے۔ تو جوش میں آکر آگ پر گرنا چاہتا ہے۔ اُس کو اِس طرح غصہ سے اُبلتے ہوئے کو دیکھ کر منشیہ پانی کے چھینٹے دیتا ہے۔ چھینٹوں سے یہ سمجھتا ہُوا دُودھ شانت ہوکر بیٹھ جاتا ہے۔ کہ میرا دوست پانی واپس مجھے مِل گیا ہے۔ سچ ہے۔ نیک آدمیوں کی دوستی ایسی ہی ہوتی ہے۔ کہ وُہ مُصیبت میں اپنے آپ کو ایک دوسرے پر قُربان کر دیتے ہیں۔

۱۶۲۔ راز کو افشا کرنا۔ مانگنا۔ من میں چنچلتا۔ غُصہ کرنا۔ جھُوٹ بولنا۔ جُوا کھیلنا (یعنی بُری عادات کو رکھنا) سامنے میٹھا بولنا۔ لیکن غیر حاضری میں نندا کرنا۔ اَور کام بگاڑ دینا۔ یہی بُرے اَور جھُوٹے دوست کے نشان ہیں۔

۱۶۳۔ میٹھا بولنے سے سب خوش رہتے ہیں۔ اس لئے میٹھا ہی بولنا چاہئے۔ بولنے میں کنجوسی سے کیا فائدہ۔

۱۶۴۔ مُدھر وچن سنیوگ سے سُکھ اُپجت چہوں اور
وشی کرن اِک منتر ہے۔ تج دے وچن کٹھور

۱۶۵۔ سب پر رحم کرنا۔ سب سے پریم کرنا۔ خیرات کرنا۔ اَور میٹھا بولنا اِن کے سِوا دُنیا میں اَور کوئی منتر دوسروں کو قابو کرنے والا نہیں ہے۔

۱۶۶۔ چونکہ باقی تینوں آشرموں (برھمچریہ۔ وان پرستھ اَور سنیاسیں) کو قائم رکھنے والا ایک گرہستھ آشرم ہی ہے۔ اس لئے یہی سب آشرموں سے بڑا ہے۔

عورت سے زیادہ میل ملاپ کرنا۔ قرض لینا۔ یہ باتیں دوستی کو توڑنے کا کارن ہوتی ہیں۔

۱۸۲۔ آدمی اپنے نام سے مشہور ہونے والا اعلےٰ۔ اپنے والد کے نام سے مشہور ہونے والا درمیانہ اور اپنے ماما کے نام سے مشہور ہونے والا نیچ اور سُسر کے نام سے مشہور ہونے والا اتی نیچ ہوتا ہے۔

۱۸۳۔ جوان ماتا۔ بہن یا کنیا (جوان ماں۔ بہن یا لڑکی) کے ساتھ بھی ایکانت میں ایک چارپائی پر نہ بیٹھے۔ کیونکہ اندریاں بڑی بلوان ہیں۔ عالم شخص کو بھی گرا دینے کا موجب بن جاتی ہیں۔

۱۸۴۔ ندیوں کا۔ لمبے ناخون اور مضبوط پنجے والے حیوانوں کا۔ سینگ والے جانوروں کا۔ ہتھیار پہنے ہوؤں کا جس کے خاندان اور عادات کو نہیں جانتے استری اور راج کُل میں وشواس نہیں کرنا چاہیئے۔ (کیونکہ اِن کے غصہ اور خوشی کا کچھ پتہ نہیں)

۱۸۵۔ جو انصاف اور ٹھیک راستہ پر چلتے ہیں۔ ان کی حیوان بھی مدد کرتے ہیں۔ لیکن جو غلط اور جھوٹے راستہ پر چلتے ہیں۔ اُن کے اپنے بھائی بھی اُن کا تیاگ کر دیتے ہیں۔

۱۸۶۔ زہر سے بھی امرت کو حاصل کرے۔ ناپاک جگہ سے بھی سونے کو حاصل کرے۔ نیچ سے بھی اعلےٰ تعلیم کو حاصل کرے۔ بُرے یعنی نیچ خاندان سے بھی اچھی عورت کو حاصل کرے۔

۱۸۷۔ لالچی کو دھن دے کر قابو کرے۔ عالم اور دھہاتما کو باعزت سلوک کرنے اور نمرتا سے قابو کرے۔ بیوقوف کو ڈنڈے سے اور غصہ والے کو شانتی سے قابو کرے۔

شراب کا کبھی استعمال نہ کرو۔

۱۷۵ - نہ خوش ذائقہ ہے۔ نہ اُس میں خوشبو ہے۔ نہ ہی دیکھنے میں منوہر ہے۔ اُلٹا دماغ کو سُست بناتا۔ کُند ذہنی کو پیدا کرتا ہے۔ مُنہ میں بدبُو حلق میں خراش اور پھیپھڑوں کے نظام میں خرابی پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہونے پر بھی لوگ اِس بیماری کے پلندے تمباکو کو پینے اور سُونگھنے کھانے میں استعمال کرتے ہیں۔ اِس کا باعث سوائے فضول بُری عادت کے اور کچھ نہیں ہے۔ "اسلئے اُسے ترقی اور صحت کے خواہشمند اِس بُری عادت کو اپنے اندر داخل مت کرنا"

۱۷۶ - عقلمند آدمیوں کا وقت اچھی کُتب کے مطالعہ اور اچھے کام کرنے میں گذرتا ہے لیکن بیوقوفوں کا سونے میں بُری عادات (جوئے۔ تاش۔ چوسر۔ کھیلنے اور حُقہ وغیرہ پینے) اور دوسروں کے ساتھ لڑنے میں گذرتا ہے۔

۱۷۷ - دولت کا نُقصان۔ مَن کا دُکھ۔ گھر کی خرابی۔ ٹھگنا۔ بے عزتی عقلمند آدمی اِن باتوں کو ظاہر نہ کرے۔

۱۷۸ - اپنے خاندان کی بہتری کے لئے ایک کو تیاگ دیوے۔ گاؤں کے لئے خاندان کو چھوڑ دیوے۔ مُلک کے لئے گاؤں کو قُربان کر دیوے۔ اپنی آتمک رکشا کے لئے کل دُنیا کو تیاگ دیوے۔

۱۷۹ - چلتے وقت آدمی جس طرح ایک پاؤں آگے رکھ کر پھر پچھلا اُٹھاتا ہے اِسی طرح سے عاقل آدمی اگلی جگہ دیکھ کر پھر پچھلی جگہ کو چھوڑتا ہے۔

۱۸۰ - یہ کوئی نہیں جانتا کہ کس کو کل کیا ہوگا۔ اس لئے عقلمند آدمی کو چاہئے۔ کہ وُہ کل کو کرنے والے کام کو آج ہی کر لے۔

۱۸۱ - جھگڑا کرنا۔ لین دین یعنی بیوپار کرنا۔ مانگنا۔ دوست کی غیر حاضری میں اُسکی

شاگرد کی مانند سلوک کرے۔

۱۹۶۔ مصیبت کے لئے دولت کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ دولت سے عورتوں کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ عورت اور دولت سے زیادہ ہمیشہ اپنی حفاظت کرنی چاہیئے

۱۹۷۔ دوسری عورت۔ دوسرے کی دولت۔ دوسرے کی نندا۔ اور بزرگوں کے سامنے ہنسی مخول اِن سب کو بالکل چھوڑ دیوے

۱۹۸۔ آدمی کے ساتھ تمام اُس کی دولت اور عیش وعشرت کے سامان موت کے مُنہ میں جانے والے اور تباہ ہونے والے ہیں۔ یش اور کیرتی ہی یہاں باقی رہنے والی ہیں۔ اس لئے یش اور کیرتی کو حاصل کرو۔

۱۹۹۔ جس نے پہلی عُمر میں علم حاصل نہیں کیا۔ دوسری میں دھن اکٹھا نہیں کیا۔ تیسری عمُر (عمُر سے تیسرے حِصّہ) میں دھرم نہیں کمایا۔ وُہ چوتھی یعنی عمُر کے چوتھے حِصّہ میں جا کر کیا بناوے گا

۲۰۰۔ جو آدمی اپنے شُبھ چنتکوں کے وچنوں کو نہیں سُنتا ہے۔ مُصیبت اُس کے نزدیک ہُوا کرتی ہے۔ اور وُہ دُشمن کو خوشی دینے والا ہوتا ہے۔

۲۰۱۔ مصیبت سے تبھی تک ڈرنا چاہیئے۔ جب تک کہ مصیبت سے سامنا نہیں ہوتا۔ سامنا ہونے پر دلیری سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔

۲۰۲۔ جو آدمی مصیبت سے بچنا چاہتا ہے۔ اُس کو چاہیئے کہ وُہ اپنے نشکپٹ متر زیادہ بناوے۔ اور اگر اِس قسم کے زیادہ دوست نہ مِل سکیں۔ تب بھی اُس کو اپنے اعلےٰ اور عمدہ سلوک سے لوگوں کے اندر اپنے لئے اتنا پریم ضرور پیدا کر لینا چاہیئے۔ کہ مصیبت کا وقت آنے پر اگر وُہ اُسکی مدد نہ کریں۔ تو وہ اُسکے مخالف بھی کھڑے نہ ہو سکیں۔ بلکہ خاموشی سے الگ رہیں۔

۲۰۳۔ جس کام کے کرنے سے آپ یش ہو جس سے دُکھ ملے۔ اُس کام کو

۱۸۸-جنگل میں آگ لگنے پر ہوا اُس کی دوست ہوتی ہے۔ یعنی اُس کو زیادہ روشن کر دیتی ہے۔ لیکن وہی ہوا دِئے کو بجھا دیتی ہے۔ سچ ہے۔ کمزور کی کون مدد کرتا ہے۔

۱۸۹-جوانی میں جو شانت ہے۔ میرے خیال میں وُہی شانت ہے۔ اعضاؤں کے کمزور ہو جانے پر کس کو ویراگ پیدا نہیں ہوتا۔

۱۹۰-دولت وُہی جو بدمست نہ کرے۔ وُہی سُکھی ہے۔ جہاں ترشنا نہیں وُہی دولت ہے۔ جس پر وشواس ہے۔ وہی پُرش ہے۔ جو اِندریوں کو جیتنے والا ہے۔

۱۹۱-عمر۔ دھن۔ گھر کا دوش۔ اپنے کام کی نیتی۔ نُسخہ۔ عورت سے ہمبستری دان۔ عزت اور بے عزتی اِن نو کو پوشیدہ رکھے۔

۱۹۲-پرندوں میں کوا چنڈال ہے۔ حیوانوں میں گدھا چنڈال ہے۔ سادھوؤں میں کرودھی (غصہ ور) چنڈال ہے۔ سب میں نِندا کرنیوالا چنڈال ہے۔

۱۹۳-رانی۔ اپنے اُستاد کی عورت۔ بڑے بھائی کی عورت۔ اپنی عورت کی ماں اور اپنی ماں یہ پانچ ماتا ہی کہلاتی ہیں۔"یعنی اِن کے ساتھ اپنی والدہ جیسا ہی سلوک کرنا چاہیئے۔ غصہ میں آ کر بدزبانی کرنا یا گالی دینا ہرگز زیبا نہیں"

۱۹۴-اپنی عورت میں خوراک میں اور جو اپنے پاس دولت ہے۔ اِس میں ہی صبر کرے۔ لیکن دان۔ تپ اور پڑھنا اِن میں سنتوش (صبر) نہ کرے (یعنی جب تک ہو سکے تپ کرے دان دیوے اور پڑھے)

۱۹۵-دشمن میں بھی جو صفات ہیں۔ اُن کی بھی تعریف کرے۔ لیکن اگر گورو میں بھی کوئی دوش ہے۔ تو اُس کو بھی بُرا سمجھے۔ اپنے لڑکے کے ساتھ سدا

والا سُکھی ہوتا ہے۔

۲۱۲۔ وقت مخالف ہونے پر بھی دھیرج صبر اور کامیابی کی خواہش کو نہ چھوڑنے۔ کیونکہ صبر سے کوشش کرنے پر پھر بھی کامیابی کی اُمید ہو سکتی ہے۔ جیسے سمندر میں جہاز کے بادبان کے ٹوٹنے پر بھی دوسرے لوگ محفوظ اپنے مقام پر پہنچ جانے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں۔

۲۱۳۔ دولت کے لالچی کا نہ کوئی بزرگ ہے۔ نہ رشتہ دار۔ کام سے پریرے (مغلوب الشہوت) کو خوف اور شرم نہیں رہتی۔ طالب علموں کو نہ سُکھ ہے نہ نیند ہے۔ بھوکے آدمی کو نہ چیزوں کے مرغوب ہونے کا خیال ہے۔ اور نہ ہی وقت کا خیال ہوتا ہے۔

۲۱۴۔ چلتے ہوئے نہیں کھاتا ہوں۔ ہنستے ہوئے بات نہیں کرتا ہوں۔ جو چیز خراب ہو چکی ہے۔ اُس کا کبھی افسوس نہیں کرتا ہوں۔ جس کے ساتھ بھلائی کرتا ہوں۔ اُس کو بھول جاتا ہوں۔ دو آدمی بیٹھ کر جہاں بات کرتے ہوں۔ وہاں نہیں جاتا ہوں تو ہے راجن میں کیوں بیوقوف ہوں؟ یہ بتلائیں بھوج راجہ نے اپنے کوی کو مورکھ کہا تھا تو اُس نے جو مورکھوں میں لکشن ہوتے ہیں۔ وُہ بتلا کر دریافت کیا۔ کہ یہ مجھ میں نہیں پائے جاتے۔ بتلائیے۔ میں مورکھ کیسے ہوں؟ اگر یہ باتیں تم میں بھی پائی جاتی ہوں تو جلد چھوڑ دو۔"

۲۱۵۔ کسی کام کو جلدی بغیر سوچے سمجھے نہ کرے۔ کیونکہ بغیر سوچے سمجھے کام کرنا مصیبتوں کا گھر ہے۔ سوچ وچار کے بعد کام کرنا ہی عمدہ نتیجہ کو پیدا کرنے والا ہوتا ہے

۲۱۶۔ جانداروں کو مارنے سے کنارہ کشی۔ دوسرے کے دھن چرانے کی خواہش بھی نہ کرنا۔ سچ بولنا۔ وقت پر حیثیت کے مطابق دان کرنا

کبھی نہیں کرنا چاہیئے۔

۲۰۴- شرن آئے کی رکشا کیلئے اور استری گئو براہمن اِن کے فائدے اور کلیان کے لئے اور اپنے سوامی (مالک) کے لئے جو اپنے پرانوں کا تیاگ کرتا ہے۔ اُس کے لئے سب لوکوں کا دروازہ کھُلا ہے۔

۲۰۵- کشما کے برابر تپ نہیں ہے۔ سنتوش کے برابر سکھ نہیں ہے۔ ترشنا کے برابر اور دُکھ ایک روگ نہیں ہے۔ دیا سے پرے دھرم نہیں ہے۔

۲۰۶- ماتا پتا کو خوش کرنے والا کام ہمیشہ کرنا چاہیئے۔ اور گورو کو بھی ہمیشہ خوش کرنے کی کوشش کرے۔ اِن تینوں کے خوش رہنے سے سب تپ سپھلتا پوروک سماپت ہو جاتے ہیں۔

۲۰۷- جس کی عادات۔ خاندان اور علم کی واقفیت نہ ہو۔ اُس پر بدھیمانوں کو بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔

۲۰۸- دریا کے کنارے پر جو درخت ہیں۔ وُہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ جس کی عورت خود سر ہے۔ وُہ آدمی تباہ ہو جاتا ہے۔ اور جس راجہ کا وزیر نہیں ہے وُہ راجہ بھی تباہ ہو جاتا ہے۔

۲۰۹- جو آدمی اپنے ساتھ بھلائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرتا ہے اُسمیں بڑائی کیا ہے۔ درحقیقت بڑا وُہ ہے۔ جو اپنے ساتھ بُرا کرنے والے دُشمنوں کے ساتھ بھی بھلائی کرتا ہے۔

۲۱۰- جو آدمی پڑھتا ہے۔ لکھتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ پُوچھتا ہے اور عالموں کی صحبت میں رہتا ہے۔ اُس کی بُدھی ایسے کھِل جاتی ہے جیسے سوریہ کی کرنوں سے کمل کھل جاتے ہیں۔

۲۱۱- کھانے پینے میں اور بنج بیوپار وغیرہ کاروبار میں شرم کو چھوڑ دینے

کے من کو چوٹ لگانے والا ہے۔ اِس لئے اِس قسم کی دوش یکت گفتگو کبھی نہ کرو۔ اچھے آدمی کبھی کسی کے سامنے اُس کی کمی کو اِس طرح نہیں جتاتے جس سے اُن کا اپمان ہو۔ اور اُن کو تکلیف پہنچے۔ اسی لئے اُن کے زیادہ دوست ہوتے ہیں۔ (چیسٹر فیلڈ)

۲۲۳۔ اپنے نئے اور قابل دوستوں کی وجہ سے اپنے پُرانے دوستوں کو مت بھولو۔ یہ نیچتا ہے۔ (چیسٹر فیلڈ)

۲۲۴۔ نوجوانوں کے لئے سُستی۔ کام سے جی چُرانا۔ کم حوصلہ ہونا نہایت ضرر رسان ہے۔ (چیسٹر فیلڈ)

شیخ سعدیؒ

۲۲۵۔ مال زندگی کے آرام کے واسطے ہے۔ لیکن زندگی مال جمع کرنے کیواسطے نہیں ہے۔ میں نے ایک عاقل سے دریافت کیا۔ کون خوش قسمت اور کون بدقسمت ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ جس نے کھایا اور بویا۔ وُہی خوش قسمت۔ لیکن جس نے استعمال نہیں کیا۔ بلکہ چھوڑ کر مر گیا۔ وُہ بدقسمت ہے۔ اُس شخص کے لئے خدا سے دُعا مت مانگو جس نے ایشور اور پروپکار کا کام نہیں کیا۔ اور تمام عمر جمع کرنے میں گذار دی۔ اور اُس کو کام میں بھی نہ لایا۔

۲۲۶۔ دو شخصوں نے فضول دُکھ اُٹھایا اور محنت کی۔ ایک وُہ جس نے دولت جمع کی۔ لیکن اُس کو استعمال نہیں کیا۔ دوسرا وہ جس نے عقل سیکھی۔ لیکن اُس کی مشق نہ کی۔ چاہے جتنا علم کیوں نہ حاصل کر لو۔ اگر تم اُس پر عمل نہیں کرتے۔ تو تم نادان ہو۔ وُہ جانور جس پر کتابیں لدی ہوتی ہیں۔ نہ تو عالم ہے۔ اور نہ عاقل۔ اُس بیوقوف کو کیا خبر کہ اُس کے

دوسروں کی عورتوں کے متعلقہ بات میں خاموشی اختیار کرنا۔ اپنی خواہشات کو روکنا۔ بزرگوں کے سامنے ادب سے اور حلیمی سے رہنا۔ سب جانداروں پر رحم رکھنا۔ تمام آدمیوں کی بہتری کے لئے یہ معمولی راستہ ہے۔ جس پر چل کر وہ بہت سے دکھوں اور تکلیفوں سے بچ سکتے ہیں۔

۲۱۷۔ دھرتی (متحمل مزاجی) کشما (معافی) دم (اپنے بُرے خیالات کو روکنا) استیے (چوری نہ کرنا)۔ سوچ (صفائی) اندریہ نگرہ (حواس پر قابو پانا)۔ دھیریہ (صبر و استقلال)، ودیا (علم) ستیہ (سچ بولنا) اکرودھ (غصہ نہ کرنا)۔ یہ دس دھرم کی نشانیاں ہیں۔ گویا جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ وہی نیک اور دھرماتما ہیں (منو)

۲۱۸۔ اپنی ہی ترقی میں خوش نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ دوسروں کی ترقی میں اپنی ترقی سمجھنی چاہئے۔ (دیانند)

۲۱۹۔ سچائی کو حاصل کرنے اور جھوٹ کو چھوڑنے میں سدا طیار رہنا چاہئے۔ (دیانند)

۲۲۰۔ خوش اخلاقی ہمیشہ شہرت کو حاصل کرنے کی ایک عمدہ سند ہے۔ (بیکن)

۲۲۱۔ شانتی اور ایکاگر من سے ایک کام کو پورا کر کے پھر دوسرے کام کو ہاتھ میں لو۔ (چیسٹر فیلڈ)

۲۲۲۔ کسی آدمی کو اس کے علم۔ درجہ اور دولت کے متعلق اس کی کمی کو ظاہر کرنے سے بڑھ کر اس کی ہتک کرنے والی اور کوئی بات نہیں ہے علم کے متعلق اس کی کمی دکھانا بُرا ہے۔ اور تمہاری کمینہ عادت کا نشان ہے دھن اور درجے کے متعلق ایسا کرنا بھی بے فائدہ اور فضول ہے۔ اور دوسرے

۲۳۲- دو دشمنوں کے درمیان اگر کچھ بات کہے۔ تو اس طرح سے کہ اگر وہ آپس میں دوست بھی ہو جاویں تو بھی تجھے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ دو آدمیوں کی دشمنی آگ کی طرح ہے۔ اور جو باتیں بناتا ہے۔ وہ آگ میں ایندھن ڈالتا ہے۔ جب دو دشمن آپس میں صلح کر لیتے ہیں۔ تب وہ دونوں ہی چغلخور کو بُری نظر سے دیکھتے ہیں۔ جو شخص دو آدمیوں کے درمیان آگ لگاتا ہے وہ خود اپنے آپ کو اس میں جلاتا ہے۔ اپنے مِتروں سے اس طرح چپ چاپ بات کر کہ تیرے خون کے پیاسے دشمن تیری بات سُن نہ لیں۔ اگر دیوار کے سامنے بھی کچھ بات کہے۔ تو ہوش رکھ۔ کہ دیوار کے پیچھے کان نہ لگ رہے ہوں۔

۲۳۳- جو اپنے دوست کے دشمنوں سے دوستی کرتا ہے۔ وہ اپنے دوست کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ تو اُس دوست سے ہاتھ دھولے۔ جو تیرے دشمنوں سے میل جول رکھتا ہے۔

۲۳۴- جب تک روپیہ خرچ کرنے سے کام نکل سکے۔ تب تک جان خطرے میں نہیں ڈالنی چاہیئے۔ جب ہاتھ سے کسی طرح کام نہ نکلے۔ تب ہی تلوار کھینچنا مناسب ہے۔

۲۳۵- کمزور دشمن پر رحم مت کرو۔ کیونکہ اگر وہ طاقتور ہو جاویگا۔ تو تمہیں ہرگز نہ چھوڑے گا۔ جو شخص ظالم کو مار دیتا ہے۔ وہ دنیا کو اُس کے ظلموں سے نجات دلاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو خدا کے قہر سے بچاتا ہے۔ رحم قابلِ تعریف ہے۔ تو بھی ظالم کے زخم پر مرہم نہ لگاؤ۔ جو سانپ کی جان بخشتا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ میں آدم کی اولاد کو نقصان پہنچاتا ہوں۔

۲۳۶- دشمن کی صلاح کے مطابق کام مت کرو۔ لیکن بات ضرور سُنو دشمن کی صلاح کے خلاف کام کرنا ہی عقلمندی ہے

اُوپر کتابیں لِکھی ہیں یا ایسے دھن۔

۲۲۷۔ بدمعاشوں پر رحم کرنا نیکوں اور شریفوں پر ظلم کرنا ہے۔ ظالموں کو معاف کرنا ستائے ہوؤں پر ظُلم کرنا ہے۔ اگر تم کمینوں کے ساتھ میل جول رکھو گے اور اُن پر مہربانی کرو گے۔ تو وُہ تمہاری حمایت سے بدمعاشی اور ظلم کرینگے۔ اور تم کو اُن کے گناہوں میں حِصّے دار بننا پڑیگا۔

۲۲۸۔ بادشاہوں کی دوستی اور لڑکوں کی میٹھی میٹھی باتوں پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ بادشاہوں کی دوستی ذرا سے شک سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اور لڑکوں کی پیاری پیاری باتیں رات میں بدل جاتی ہیں۔ جس کے ہزار چاہنے والے ہیں اُس کو اپنا دِل مت دو۔ اگر دو تو جُدائی کی تکلیفیں برداشت کرنے کو تیار رہو۔

۲۲۹۔ وُہ راز جو تُم پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔ کسی پر ظاہر مت کرو۔ اپنی بات کو جتنا تم پوشیدہ رکھ سکتے ہو۔ اُتنا دُوسرا ہرگز نہیں رکھ سکیگا۔

۲۳۰۔ کسی کی پوشیدہ باتوں کو ایک شخص سے کہنا۔ اور اُسے دوسرے کو کہنے سے منع کرنے سے بالکل خاموش رہنا اچّھا ہے۔ اے نیک مرد۔ پانی کو نِکاس پر ہی روک۔ جب وُہ دریا کی شکل میں بہنے لگیگا۔ تب تُو اُسے نہ روک سکیگا۔ جو بات سب لوگوں کے کہنے لائق نہیں ہے۔ اُسے پوشیدگی میں بھی مت کہہ۔

۲۳۱۔ جو کمزور دُشمن کو حقیر سمجھتا ہے۔ وُہ اُس کے موافق ہے۔ جو آگ کی چھوٹی چنگاری کی پرواہ نہیں کرتا۔ اگر تم میں طاقت ہو تو آگ کو آج ہی بُجھا دو۔ کیونکہ جب وُہ خوب روشن ہو جاوے گی۔ تو دُنیا کو خاک سیاہ کر دے گی۔ جبکہ تجھ میں دُشمن کو تیر سے نشانہ کرنے کی طاقت ہو تو دشمن کو کمان کھینچنے کا موقعہ مت دو۔

کی صفات اور شہرت میں برابری نہیں کرسکتا۔ تب وُہ اپنے کمینہ پن اور شرارت کے باعث اُس میں عیب لگانے لگتا ہے۔ نیچ کمینہ اور حاسد شخص گنُوان کی نندا اُس کی غیر حاضری میں کرتا ہے۔ لیکن سامنا ہونے پر وُہ خوشامدانہ باتیں کرکے اپنے کمینہ پن کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔

۴۴۳۔ اگر کوئی عقلمند بیوقوفوں کے ساتھ کسی بات پر بحث کرے۔ تو اُسے اپنی عزت کی خواہش چھوڑ دینی چاہیئے۔ اگر کوئی بیوقوف عقلمند کو خاموش کردے۔ تو حیران نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ معمولی پتھر بھی تو موتی کو توڑ ڈالتا ہے۔ جس وقت ایک ہی پنجرے میں کوئل کے ساتھ کوا ہو۔ اُس وقت اگر کوئل نہ گاوے۔ تو حیرانی کی کونسی بات ہے۔ اگر کوئی بیوقوف کسی عقلمند پر ظلم کرے تو عقلمند کو چاہیئے کہ ناراض اور دُکھی نہ ہو۔ اگر ایک نکمّا پتھر بیش قیمت سونے کے پیالے کو توڑ دے۔ تو پتھر بیش قیمت اور سونا کم قیمت نہ ہو جاوے گا۔

۴۴۴۔ دو باتیں ناممکن ہیں۔ ایک تو مقررّہ وقت سے پہلے مرنا۔ دوسرا ہونہار کا ٹلنا۔ ہونہار ہمارے ہزار کوشش کرنے اور رونے پیٹنے پر بھی نہیں ٹل سکتی۔ ہوا کے خزانے کے فرشتے کو کیا پرواہ ہے۔ اگر ایک بیوہ بڑھیا کا چراغ بجھ گیا۔

۴۴۵۔ حاسد آدمی بے گناہ آدمیوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ میں نے ایک بیوقوف کو ایک قابل تعظیم شخص کی ہتک کرتے دیکھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ "اے صاحب اگر آپ بدقسمت ہیں۔ تو اس میں قسمت والوں کا کیا گناہ ہے؟ جو تم کو دیکھکر جلے۔ تم اُس کا بُرا مت مانو۔ کیونکہ وُہ بدقسمت آپ ہی آفت میں پھنسا ہوا ہے۔ جس کے پیچھے یہ (دوسرے کو دیکھکر کُڑھنا) خوفناک دُشمن لگا ہوا ہے۔ اُس کے ساتھ اور دُشمنی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

۲۳۷- زیادہ غصہ کرنے سے خوف اور دشمنی بڑھتی ہے - زیادہ مہربانی سے رعب نہیں رہتا - نہ تو اتنی سختی کرو کہ لوگ تم سے نفرت کرنے لگیں - اور نہ اتنی نرمی اختیار کرو - کہ لوگ تمہارے سر پر چڑھیں - سختی اور نرمی اُس جراح کیطرح کام میں لانی چاہیئے - جو پہلے تو چیرا دیتا ہے - لیکن ساتھ ہی مرہم بھی لگا دیتا ہے
ایک نوجوان نے اپنے والد سے کہا - کہ "آپ عقلمند ہیں - اپنے تجربہ کی بناء پر مجھے کچھ نصیحت دیجئے" - اُس نے جواب دیا کہ "سیدھے پن اور شرافت سے کام لو لیکن اتنا سیدھا پن مت رکھو - کہ لوگ بھیڑیے کے تیز دانتوں سے تیری بے عزتی کریں"

۲۳۸- جب دُشمن کی کوئی چال کام نہیں کرتی - تو وہ دوستی پیدا کرتا ہے - کیونکہ دوستی کے بہانے سے وُہ اُن سب کاموں کو کرسکتا ہے - جن کو کہ وُہ دُشمنی کے بہانے سے نہ کرسکا تھا -

۲۳۹- جب تمہیں کسی کو ایسی خبر دینی ہو - جو اُس (خبر سُننے والے کا) دِل دُکھانے والی ہے - تو تمہیں چاہیئے - کہ اُسے وُہ خبر مت دو - تُم خاموش رہو - اُس بُری خبر کو وُہ کسی دوسرے سے سُن لیگا - اے بُلبُل موسم بہار کی خوشخبری لا بُری خبر اُلّو کے لئے چھوڑ دے -

۲۴۰- جو شخص خود پسند - گھمنڈی آدمی کو نصیحت دیتا ہے - وُہ خود نصیحت کا محتاج ہے -

۲۴۱- صبر سے کام بن جاتے ہیں - اور جلد بازی سے بگڑ جاتے ہیں - میں نے دیکھا تیز دوڑتا ہوا گھوڑا منزل سے پہلے ہی دم توڑ بیٹھا - لیکن آہستہ آہستہ اور لگاتار چلنے والا اونٹ منزل پر پہنچ گیا -

۲۴۲- جب کوئی نیچ اور کمینہ آدمی کسی دوسرے صاحب شُہرت اور پُرصفات آدمی

نہیں بھولیگا۔ لیکن اگر تم ایک نیچ اور کمینہ شخص کی دیر تک پرورش کرو۔
تو بھی وُہ ایک معمولی سی بات پر تُم سے لڑنے کو مستعد ہوجاوے گا۔

۲۵۰۔ وُہ فقیر جس کا انت اچھا ہے۔ اُس بادشاہ سے بھلا ہے جسکا انت بُرا ہے۔
سُکھ کے پہلے دُکھ بُھگتنا اچھا ہے۔ لیکن سُکھ کے پیچھے دُکھ بھوگنا اچھا
نہیں ہے۔

۲۵۱۔ آسمان زمین کو بارش سے سرسبز بناتا ہے۔ لیکن زمین اُسے بدلے
میں دُھول اور مٹّی کے سِوا اور کچھ نہیں دیتی۔ گھڑے میں جو کچھ ہوتا ہے۔ وُہ
اُس کو ٹپکا دیتا ہے۔ اگر تمہاری نظر میں میرا سوبھاو اچھا نہیں۔ تو تُم اپنے
سوبھاؤ کی عمدگی کو نہ چھوڑو۔

۲۵۲۔ سونا کان سے کھود کر نِکالا جاتا ہے۔ لیکن سُوم اور کنجوس سے اُسکی
جان کھودنے سے۔ کمینے شخص خرچ نہیں کرتے۔ لیکن ہوشیاری سے جمع
کرتے ہیں۔ ایسے کمینے لوگوں کو خرچ کرنے کی نسبت خرچ کرنے کی اُمید
اچھی معلوم ہوتی ہے۔ تُم کمینے کو دُشمن کی خواہش کے مطابق روپیہ چھوڑ کر
مرا ہُوا دیکھوگے۔

۲۵۳۔ جو کمزوروں پر رحم نہیں کرتا۔ اُس کو طاقتور کے ظلم سہنے پڑیں گے۔
ہمیشہ ہی ایسا نہیں ہوتا۔ کہ طاقتور بازو کمزوروں پر ظُلم ہی کرتے رہیں۔ کمزور کا
دل نہ دُکھا۔ ورنہ کوئی تم سے زیادہ طاقتور تُم کو نیچا دکھاوے گا۔

۲۵۴۔ ایک فقیر اپنی روزانہ ایشور پرارتھنا میں کہا کرتا تھا۔ کہ "ہے ایشور تو بروں
پر رحم کر۔ کیونکہ نیکوں پر رحم کرکے تُو نے اُن کو نیک بنایا ہے"

۲۵۵۔ بوڑھی ویشیا سوائے پھر پاپ نہ کرنے کے عہد کے اور کر ہی کیا سکتی ہے
موقوف شدہ کوتوال ظُلم نہ کرنے کے اقرار کے سِوا اور کر کیا سکتا ہے

۲۴۶-جو شخص اپنی عقلمندی دکھلانے کے لئے دوسروں کی باتوں کے بیچ میں بولتا ہے۔ وُہ اپنی نادانی کو ظاہر کرتا ہے۔ عقلمند آدمی سے جب تک کچھ پُوچھا نہ جاوے۔ تب تک وُہ جواب نہیں دیتا۔

۲۴۷-لوگوں نے ایک بڑے عالم سے دریافت کیا۔ کہ آپ اتنے عالم کس طرح ہوئے۔ اُس نے جواب دیا کہ "میں جس بات کو نہ جانتا تھا۔ اُس کے دریافت کرنے میں شرم نہ کرتا تھا"۔ اگر تم ہوشیار حکیم کو نبض دکھاؤ گے۔ تو آرام ہونے کی اُمید کر سکو گے۔ ہر چیز کے متعلق جسے تم نہیں جانتے ہو۔ پوچھو۔ کیونکہ دریافت کرنے کی تھوڑی سی تکلیف سے تم کو علم کا روشن راستہ مل جاویگا۔

۲۴۸-اگر کوئی آدمی ایشور بھجن کے لئے کسی شراب کی دوکان میں جاوے۔ تو لوگ سوائے اِس بات کے کہ وُہ شراب پینے وہاں گیا تھا۔ اَور کچھ نہ کہینگے۔ اسیطرح سے جو شخص بد صحبت کرتا ہے۔ وُہ چاہے بدوں کی صحبت سے متاثر نہ بھی ہو اَور اُن کی راہ پر نہ بھی چلے۔ تو بھی لوگ اس پر بدوں کی راہ پر چلنے کا دوش لگائینگے۔ اگر تم نادانوں کی صحبت کروگے۔ تو تم پر نادانی کا کلنک لگیگا۔ میں نے ایک عقلمند سے کہا۔ کہ مجھے کچھ نصیحت دو۔ اُس نے کہا: "اگر تم دانا اَور عقلمند ہو۔ تو بیوقوفوں کی صُحبت مت کرو۔ کیونکہ اُن کی صُحبت سے تم گدھے بن جاؤگے اور اگر تم مُورکھ ہو تو تمہاری مورکھتا اَور بھی بڑھ جاویگی۔

۲۴۹-یہ بات شک شکوک سے پرے ہے۔ کہ دُنیا میں انسان تمام جانداروں میں اشرف ہے۔ اَور کُتا سب سے نیچ ہے۔ لیکن عقلمند کہتے ہیں کہ جو دوسرے کی اپنے ساتھ کی ہوئی بھلائی کو نہیں مانتا۔ یعنی مشکور نہ ہو۔ ایسے آدمی سے کُتا اچھا ہے۔ جو اپنے روٹی دینے والے کا مشکور ہوتا ہے۔ اگر کُتے کو ایک ٹکڑا روٹی کا دے دو۔ اَور پیچھے تم سو پتھر بھی مارو۔ تو بھی وُہ روٹی کے ٹکڑے کو

۲۶۲ - اگر کوئی کام تمہاری حسب مرضی نہ ہو۔ تو رات دِن اسی چنتا میں مت لگے رہو۔ اگر ایسا کروگے۔ تو تمہارا دِماغ خراب ہو جاوے گا۔ اَور تم پُورے پاگل ہو جاؤگے۔ اگر کام نہ بنے اَور منورتھ پورے نہ ہوں۔ تو بالکل فکر نہ کرو۔ اپنا دھیان اُس بات سے ہٹا کر کسی دوسری اچھی اور خوش آنند بات کی طرف لگا دو۔ اگر تمہارا چِت اُس میں ہی لگا رہتا ہو۔ تو سفر کرکے اپنا دھیان دوسری طرف لگا دو۔

۲۶۳ - اگر تمہارے من میں دُکھ یا کشٹ ہو۔ تو تم اُسے اپنے سچے دوستوں کے سامنے کہہ دو۔ کیونکہ دُکھ دِل میں دبا رکھنے سے جسم کمزور ہو جاتا ہے۔

۲۶۴ - جو آدمی دھن دولت اَور عِلم عقل اَور حکومت وغیرہ سے صحتِ جسمانی کو بڑھ کر سمجھتا ہے۔ وُہی سچا عقلمند ہے۔ دھن دولت اَور حکومت وغیرہ چلے جانے یا ناش ہو جانے پر پھر بھی مل جاتی ہیں۔ لیکن شریر ناش ہو جانے پر پھر نہیں ملتا۔ اس لئے جِسم کی حفاظت کرنا عقلمندی کا پہلا کام ہے۔

۲۶۵ - ایمانداری اور سچائی کو اپنا اصول بنا لو۔ اپنے سمان لوگوں سے متر تا رکھو۔ اگر تم سے بھُول ہو جاوے تو اُسے سدھارنے میں شرم مت کرو (کنفیوشس)

۲۶۶ - چُو کنگ نے مہاتما کنفیوشس سے دریافت کیا کہ کیا شریف اَور نیک آدمی بھی کسی سے نفرت کرتا ہے؟ مہاتما نے جواب دیا۔ ”ہاں“۔ وُہ اُن لوگوں سے نفرت کرتا ہے۔ جو دوسروں کے عیوب کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو اونچے درجے کے آدمیوں کی بدنامی کرتا ہے۔ جن میں اپنے آپ پر حکومت کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔ جو بہادر ہوتے ہوئے تنگ دل ہیں۔ جو تم بھی تو کچھ لوگوں سے نفرت کرتے ہوگے۔ چیلے نے جواب دیا۔ ”ہاں۔ میں بھی اُن

وُہ آدمی جو جوانی میں خلوت نشین ہو کر ایشور بھگتی میں دِل لگاتا ہے۔ وُہ ایشور کی راہ پر شیر مرد ہے۔ کیونکہ بُوڑھا آدمی تو اپنے جسم کو ہی ایک کونے سے نہیں ہلا سکتا۔

۲۵۶۔ اگر کسی پر ناراض ہو۔ اور اُسے بُرا بھلا کہنا چاہو۔ تو خوب سوچ سمجھ کر مُنہ سے بات نِکالو۔ کیونکہ زبان کا زخم تیر کے زخم سے بُرا ہوتا ہے۔

۲۵۷۔ جس سے پہلے دُشمنی ہو چُکی ہو۔ اُس سے ہمیشہ ہوشیار رہو۔ اگر وُہ تُم سے دوستی کرنا چاہے تو سنبھل کر دوستی کرو۔

۲۵۸۔ اگر تمہارا کہنا بالکل درست ہو تو بھی مُورکھ کے ساتھ بحث کرنے سے سوائے نُقصان کے نفع نہ ہوگا۔

۲۵۸۔ جہاں بہت سے گپّی گپ ہانک رہے ہوں۔ وہاں تُم چپ رہو۔ کیونکہ جب مینڈک ٹرّایا کرتے ہیں۔ تب کوئلیں نہیں کُوکا کرتیں۔

۲۵۹۔ اگر دو آدمی خلوت میں باتیں کرتے ہوں۔ تو اُن کے پاس مت جاؤ۔ اگر تمہیں اُن سے کُچھ کام ہے۔ تو ذرا صبر کرو۔ اگر بہُت ہی جلدی ہے۔ تو جس سے کام ہو اُس کو اپنے پاس بُلا کر یا اُسے اپنے آنے کی اطلاع دے کر اُس سے مِلو۔

۲۶۰۔ اگر کوئی کچھ لکھتا ہو۔ تو تُم اُس کے پاس جا کر اُس کی لِکھی ہوئی چیز مت دیکھو۔ اگر وُہ اجازت دے تو دیکھ سکتے ہو۔

اِسی طرح مکتوب الیہ کی بغیر اجازت یا اُس کی غیر حاضری میں اُسکی چِٹھی یا اُس کا لِکھا مضمون مت پڑھو۔ بغیر اجازت خط کا پڑھنا یا خواہ مخواہ دخل دینا نیچتا اور اخلاقی گراوٹ کی نشانی ہے۔

۲۶۱۔ چاقو۔ چھُری۔ چھتری۔ انگوٹھی۔ اور لوٹا یہ چیزیں سفر میں اپنے پاس ضرور رکھنی چاہئیں۔

اُردو لٹریچر میں اپنی قسم کی پہلی کتاب

سنکلپ درشن

یہ مصنف کی دوسری تصنیف ہے۔ یہ وُہ کتاب ہے جس کے لئے لوگ مُدت سے بیقرار تھے۔ اِسکے متعلق چند مضامین آریہ گزٹ۔ "دھرم بیر" اور دُوسرے پرچوں میں نکلے تھے۔ جن کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔ اور بُہت ہی مُفید پایا۔ جس سے انہوں نے اِس قسم کی کتاب لکھنے کے لئے یا اُن مضامین کو ہی کتابی صُورت میں لانے کیلئے مجبور کیا۔ بالآخر عالم باعمل مصنف نے اُن کی خواہش کو پُورا کرنا منظور کر لیا۔ اِسی کا نتیجہ یہ نہایت قیمتی کتاب ہے۔ اِس کتاب میں جو خیالات ہیں۔ وُہ دوسری کتابوں کو دیکھکر نہیں لکھے گئے۔ بلکہ مصنف کے متواتر ایکانت سیون اور ذاتی انوبھو کا نتیجہ ہے۔ اسی لئے ان کا ایک ایک لفظ دل میں گھر کرتا ہے۔ زندگی کو سُکھی۔ کامیاب آنند مئے بنانے۔ جسمانی امراض سے چھُٹکارا حاصل کرنے اور ہر طرح سے خوشحالی کی زندگی گذارنے میں یہ بہت بڑی مددگار ثابت ہوگی۔

اس کتاب کا ایک ایک لفظ سنکلپ شکتی کے زبردست اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ زیادہ اِس کا مطالعہ کرینگے۔ وُہ خود ہی یہ محسوس کرینگے۔ کہ درحقیقت یہ قابل قدر ہے۔ یہ کتاب بچّوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں۔ مردوں سب کے لئے کارآمد اور مُفید ہے جلد آرڈر دیجئے۔ یہ دراصل کام کی شئے ہے۔ اور اِس نے علمی دُنیا میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے:۔

چھپ رہی ہے۔ بہت جلد چھپ جائیگی۔

پتہ

مینیجر ناولسٹ ایجنسی لاہور

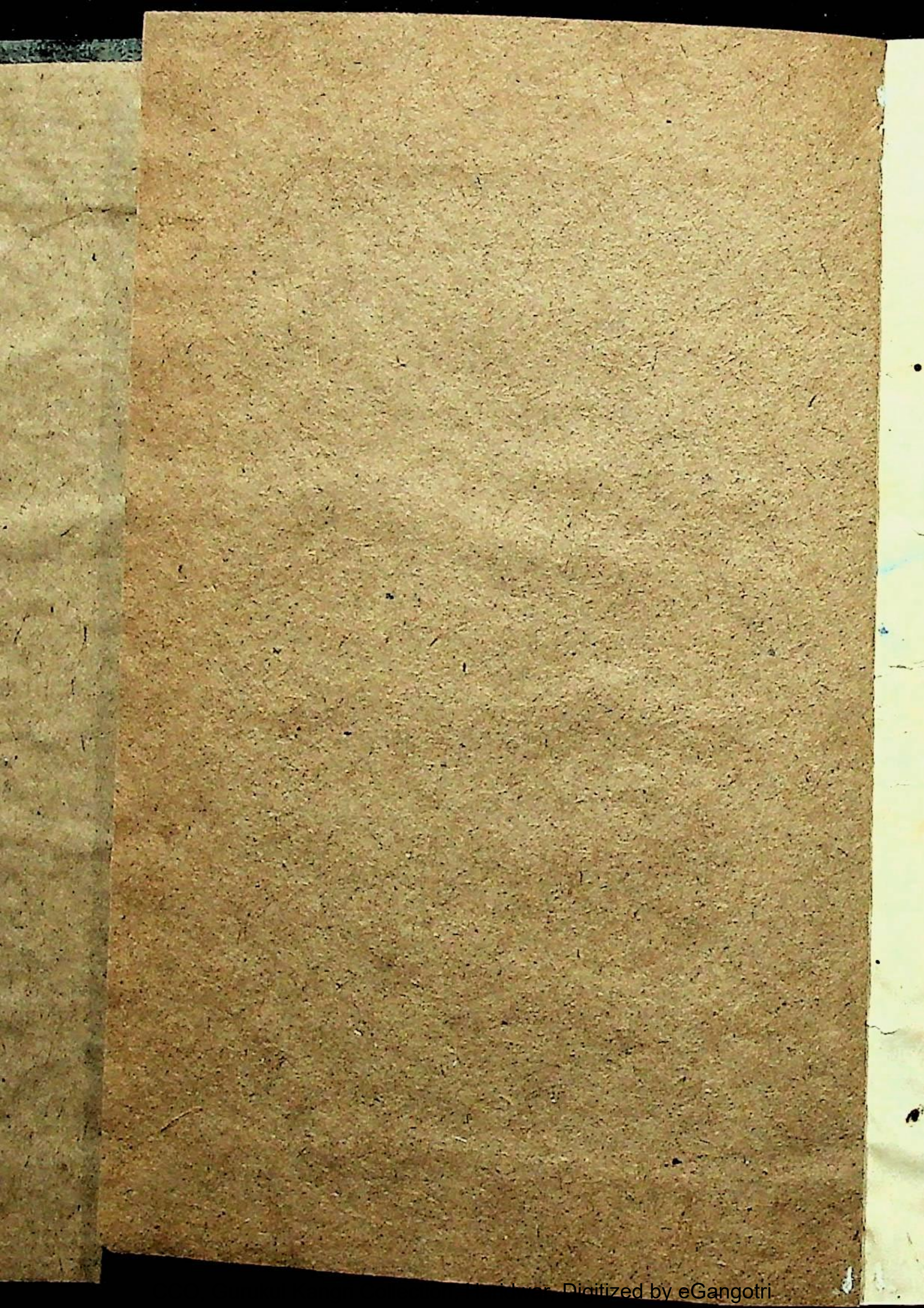
لوگوں سے نفرت کرتا ہوں۔ جو بھید لینے اور خواہ مخواہ دخل دینے میں ہی عقلمندی سمجھتے ہیں۔ جو ہر بات میں ناراضگی دکھانے میں ہی اپنی بڑائی سمجھتے ہیں۔ اور جو دوسرے کی نِندا کرنے میں ہی ایمانداری سمجھتے ہیں۔ (کنفیوشس)

۲۶۷۔ دُنیا میں تُم نے خُود ہی ترقی کرنی ہے۔ تمہارے نالائق ہونے سے بہن بھائی دوست اور رشتہ دار تمہارا ساتھ نہیں دینگے۔ لیکن لائق ہونے پر سب ہاتھ باندھے تمہارا ساتھ دینے کے لئے طیار ہو جاوینگے۔ اس لئے غفلت کو چھوڑ کر ترقی کرنے اور لائق بننے کی پوری کوشش کرو۔

۲۶۸۔ جسمانی۔ روحانی اور مجلسی ترقی کرنا ہر ایک آدمی کا پرم دھرم ہے

۲۶۹۔ اگر تُم کسی کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہو تو تنگ دِلی۔ تعصب۔ حسد نفرت وغیرہ کمینہ جذبات سے اپنی ضمیر کو صاف کرلو۔ اور پھر آزادانہ اور بے لاگ رائے کا اظہار کرو۔ اِن کمینہ جذبات کی موجودگی میں تمہاری رائے کے اظہار میں بہت سی خرابیاں اور خامیاں ہونگی۔ جن کو تُم تو نہیں لیکن دوسرے جن پر تمہارے جیسی رنگ دار عینک چڑھی ہوئی نہیں ہے۔ وہ ضرور اُن کو محسوس کرینگے۔ جس سے اُن کے سامنے تمہاری رائے ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہ رکھے گی۔ اوم شم

ختم شُد



ملنے کا پتہ

۱

مینجر ناولسٹ ایجنسی لاہور

۲

مینجر پریم آشرم لاہور

۳

مینجر رام کُٹیا لاہور

۴

مصنف ٹکیریاں ضِلع

ہوشیار پور

2